DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222112

UNIVERSAL
LIBRARY

بعون حمن سرا کشف کا دنا زگی بخش گل و رنجا

فسانۂ شیرین زبان سوداں نگین بیان مطبوع طبائع ناظرین لائق تحسین حدیم المطبع

حاتم بیگ

بتصحیح طبع حاکم قلم و سخندانی فرمانروای اقلیم روشن بیانی عالیجناب نواب حمید علیخان بہادر

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین چھپوا کر شائع کیا

Checked 1968

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و آسطی اوس محبوب زمین و زمان او مطلوب کونین و مکان کی
شایان ہی کہ جسنے اپنے حسن عالم آرا اور جمال دلربا کو منظور نظر عشق ٹھہراکر
چہرۂ حسینان جہان اور سینۂ جبینان دلستانین جلوہ گر فرمایا اور اس سودی کی
خریداریکو بمعنی آپ آکر اور بصورت اورونکو سودائی بناکر بازار ملامت
اور رسوائی مین پھرایا عشق لیلی مین مجنون کا بیابانکو نکل جانا اور سوز عشق
شمع مین پروانیکا جل جانا گلو نمین نیرنگی کا رنگ بلبلونکی نغمونمین نالونکے
آہنگ یوسف کی خریداری زلیخا کی بے اختیاری شیرین کے حسن کا زور

فرہاد کی تلخکامی کا شور کوئی تیوری چڑہائے کوئی سر تسلیم جھکائے کسیکے
قامت زیبا کو سرو شمشاد پر فوق کسی کی گردن مین مثل قمری بندگی کا
طوق کسی کے ساغر چشم مین کیفیت جام شراب کسی کے دیدہ پر آب مین
جوش خونناب کسی کی زلف مشکین مشکبار کسی کے دلمین ناسور کلیجہ فگار
کسی کا چہرہ آفتاب عالمتاب کوئی مانند ذرہ بیتاب کسی کی ابرو مین
تیغ کا خم کسی بسمل کے لبونپر دم کسی کی نکیلی پلکین تیر کوئی اوس کا نخچیر
کسی کے لب لعل آبدار کسی کا سر تہہ کلاہ ناز سے گلنار کسی کی وحشت
کسی کی الفت کہین ناز کہین نیاز کہین سوز کہین ساز کسی کی جفا کاری
کسی کی وفاداری کسی کا تبسم صاعقہ بار کسی پر نزول برق بلا ہر بار کسی کی
گردن کے سامنے صراحی سرنگون کسی کا شیشۂ دل حسرت سے خون کسی کی
کمر کا بال کسی کی جانکاہ بال کسی کی کلائی گلدستۂ نور کسی کا دل کوتاہ
دستی سے چور کسی کی ساق شمع کافوری کوئی پروانہ وار سپند آتش مہجوری
کسی کے کف پا مین خارہ گل کی ترکیب کسی کو کانٹونپر لوٹنا نصیب

فی الحقیقة یہ سب اوسی طالب و مطلوب کا افسانہ ہی اور اوسی حسن و عشق
کا بہانہ ہے سبحان اللہ خوشا دلربائی زہی صورتنمائی اوسی کی عنایت
سے زمین فی سکون آسمان فی عروج پایا اوسی فی خاک کو جامۂ انسانیت پہنایا
لالے کو رنگ گل کو بو دی گوہر کو آب دریا کو آبرو دی سرو کو باآنکہ پا در گل
ہی لقب آزادی دیا اور سبز یکو با وجودیکہ مصاحب گلشن ہے بیگانہ کیا
اوسیکی پرتو سی چہرا غ روز ہے اور ماہ گو ہر شب افروز کہین دیدہ بیخواب آئینہ
حیرت ہی کہین دل بیتاب نشانہ ناوک حسرت ہی کسی نازنین کا ہیں ہم ہوم
کسی مہ جبین کی کمر معدوم کوئی صاحب تخت و تاج کوئی نان شبینہ کو محتاج اشعار

ہی یہ نقش و نگار نقش مراد | اوسی موجد کی ہین یہ سب ایجاد
رنگ و خوبی عطا کیا گل کو | نالۂ دردناک بلبل کو
ماہ کو نور دو رہا لے کو | چشم نرگس کو داغ لالے کو
اوسنی بخشا بتون کو حسن و جمال | عاشقون کو کیا پریشان حال
اوسکا ہمسر نہین ندیم نہین | سب ہین حادث کوئی قدیم نہین

ذاتِ معبود جاودانی ہے | اور جو چیز ہی وہ فانی ہے

بلا تصنع اوس مصور یکتا اور نقاش جہان آرا نے موقلم قدرت سی ایسی
تصویرین بنائیں اور شکلین دلپسند قلمبند فرمائین کہ جنکا نقشہ کہینچنے مین مانی
و بہزاد سی بجز نالہ و فریاد کچہ نہ بن سکا خصوصاً اوس صانع باکمال اور جلی بند لایزال
نے آخر کار ایسی صورت سراپا معنی پیدا کی کہ جسکو تمام عالم نے دیکہکر کہا شعر

بصورتِ تو کسی کمتر آفریدہ خدا | ترا کشیدہ و دست از قلم کشیدہ خدا

الغرض یہ نقش نو اوس نقاش قدیم کو ایسا پسند آیا کہ آپ عاشق بنا اوسکو
معشوق بنایا ہر شخص پر ظاہر ہے ہر ایک اس سی ماہر ہے کہ اوسنے جانکو
ایک انوکھی سے شق کیا اوسنے بطلان باطل اور احقاق حق کیا صاحب تبلیغ
و رسالت دافع ضلالت باعث ہدایت عرش اوسکے قصر رفعت کا آستان
جبرئیل اوسکے باب عظمت کا دربان دفتر بنی آدم بلکہ کل خشک و تر عالم

جسکے نور سے معرض وجود میں آیا محض وہ نور نور حضرت عزت سے جلوہ گاہ شہود میں
آیا حجرا وسکی رسالت کا مقر شجرا وسکی نبوت کا مظہر روح القدس اوسکا مرغ
نامہ بر سلیمان اوسکا گدای در قاب قوسین او ادنی اوسکا ادنی نمونہ قرب و
اتصال تو لاک لما خلقت الافلاک اوسکا مختصر نقشہ جادہ وجال انبیای
کرام اوسکے خوان نبوت کی وظیفہ خوار اصفیای سریر احترام اوسکی سکہ
رسالت کی رونق نیہ دار گل اوسکی بو سے دلاویز یاسمین اوسکی خوسی عطر بیز اوسکی
اصابت تدبیر قامت تقدیر کو پیرایہ کمال اوسکی متانت فکر گوش قضا کو
زیور جمال زہی صورت بی نظیر خوشا نقش دلپذیر مرقع ہستی باعث وجود بلندی
و پستی ختم صنع آلہ باعث ایجاد آدم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق
عالم نے محض واسطے دفع تیرگی ظلمت خانۂ خاک کی نائب مناب او رامین اپنا کیا
اور اوس فخر رسل نے بنظر مصلحت کل ذات والاصفات سردار اولیا و افتخار
اتقیا مصداق ہل اتی و تاجدار انما بعثت اولین و آخرین اعنی جناب امیر المومنین
امام المتقین کو بلحوای آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالته وصی اور جانشین اپنا کیا اشعار

مدح حیدر مین کہو لئے جو دہن	اس سے آگے نہین ہی جاے سخن
کون حیدر کا مرتبا سمجھا	کوئی بندہ کوئی خدا سمجھا

صلوات اللہ علیہما و آلہما الابرار و اہلبیتہ الاطہار

ہان اے قلم پاکیزہ جوہر اب مدح اوس عالی ہمم کی رقم کر کہ شان و شوکت مین دارا جسکا خدمتگار سکندر آئینہ دار اُسکے انصاف نے نام عدالت نوشیروان پایا اُسکی ہمت نے دفتر سخاوت حاتم طے فرمایا اُس خداوند فضل و کمال کے روبرو ارسطو و افلاطون جیسے عاقل کے مقابل مجنون شرع مین پیرو رسول اکرم ورع مین فخر ابراہیم ادہم فلک بلند اوسکے ہمت کے آگے پست اور رستم دستان اوسکی زبردستی سے زیردست صاحب خُلق کریم حق دوست رعیت پرور رحیم اُسکے پرتو سے بندونکے سر پر خدا کا سایہ اوسکا تخت رفیع عرش برین سے

ہمپایہ یعنی وہ والا دودمان عالی خاندان جوہر تابندۂ کان ریاست گوہر
رخشندۂ عمان جلالت تازہ نگارستان شہریاری نوربھار بہارستان تاجداری
دلیر عرصہ معرکہ آرائی شیر بیشۂ کشورکشائی ہنر بمیدان فتح وظفر میر سامان
کرّوفر مسند آرائے ایوان قدردانی حدیقہ پیرای بوستان کامرانی جم حشم
کسری خدم عیسی مقال یوسف جمال اژدر غضنفر فرہلال رکاب معلی القاب
جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب دردام اقبالہ وعمّ نوالہ سخی متقی
شجاع غیور فرمانروای دارالسرور رامپور حرس وزسی یہ نونہال گلشن اقبال
سرشتہ روزگار ہے ہر طرف فتنہ خوابیدہ بخت بیدار ہے عقل شش در ہے
کہ آس زمانی کو کس سے تشبیہ دیجیے آو فکر مضطر ہے کہ اس عہد کو کس سے شابہ کیجیے
آوان جم باوجود جمعیت مجموعۂ پریشان حالی تھا دوران کسر لا بآن ہمہ عدالت
اعتدال سے خالی تہا آہ واہ یہاں جیسں انتظام ہے کہ ہر ایک کو علی قدر حال
راحت وآرام ہے غم ایک حرف بیجا تہا کہ صفحۂ دہر سے اوٹھا دیا آور ستم ایک نقش
باطل تہا کہ ورق دنیا سے مٹا دیا نام شہر جاوید عدم میں روپوش ہوگیا جو خسے

جفا شعار کو شیوۂ جلی فراموش ہو گیا جسے دیکھو خود فروش ہے جدھر سنو ہنگامۂ

ناؤ نوش ہے اشعار

بہت سی خداوند عالم ہوے
بہت سی جہانگیر کی وجم ہوئی
ہزارون ہوئی صاحب تخت و تاج
جنہین چین و ماچین سی ملتا تھا باج
اگر دیکھیے چشم انصاف سی
جدا کیجیے دُرد کو صاف سی
یہ فی الواقعی سب تہی بیدار بخت
ضرور انکو تہا منصب تاج و تخت
مگر کم ہین یہ میری ممدوح سے
شناور کو نسبت نہین نوح سے
سہی انکو جاہ و حشم مین کمال
تونگر کو دل چاہیے ہے نہ مال
کیا دامن حرص کو کسنے پُر
کیا قطرۂ اشک کو کسنی دُر
ہوا کس سی یہ انتظام جہان
ملا کس کو دنیا مین باغ جنان
جم اک جام پر تہا رعونت شعار
یہان ایسی گردش مین ہین سو ہزار
سبحان اللہ کیا حکمت بالغہ پروردگار ہے

کہ ایک پیکر نازنین ہزارون صنعتونکا آئینہ دار ہے زبان ناطقہ حیران ہے کہ

اظہار حسن صورت سے صفحۂ کتاب کو مرقع مانی بنا ہی یا گفتار شان و شوکت سی

سطحۂ اوراق کو سرمایۂ بہار جاودانی بیچ یہ ہے کہ کارخانۂ ازل مین اگر کوئی
نقشہ انتخاب ہی تو یہی صورت لاجواب ہی اور اگر بیاض کائنات مین کوئی
مصرع قابلِ صاد ہی تو یہی قامت موزون اور یہی سروآزاد ہی عزیز مصر کا
ذکر اس مجموعۂ نور کی حضور لانا گویا ماہ کو پرکاہ دکھانا ہے اور نوشیروان عادل کی
دہستان اس معدلت نشان کی دربار مین بنانا ایک خستۂ وتباہ کو اپنی زعم مین شہنشاہ
بنانا ہے اگر اس نیّر حسن وجمال کے دیدار سے دور رہتا دیدۂ بینا کو لطف بصارت
نہ آتا اور اگر اس گوہر کان جاہ وجلال کے اخبار سے مہجور رہتا گوش
جوہر سماعت نپاتا دل اوسکے احاطۂ خیال سے فانوس شمع امین اور دماغ
اوسکے تصور جمال سے قندیل عرش پر طعنہ زن ہیر چرخ نے جیسے عینک مہر
وماہ لگائی ہے ایسی طلعت نورانی کم دیکھنے مین آئی ہے ہنگام کلام کلیم
ہمہ تن گوش ہوا اور وقت خرام برق بر قعۂ ابر مین روپوش ہوا ہے قسمت
اوس گلزمین کی جہان ایسا جمیل جلوہ فرما ہوا اور بخت سعادت اوس بقعۂ
مینو آئین کی جہان ایسا کریم کارروا ہوا وسکی نقاد ہمت کی سامنے بانفرض

اگر چنبر گردون کو کاسۂ گدائی بنائین فوراً شرفی آفتاب سی پر کردے
اور اوسکے نیسان عنایت کی روبرو فی المثل اگر دامنِ دریا اوٹھالائین
سراسر گوہر نایاب سی بھردے ابر اگر اوسکی رائے منیر کے مطابق دریا بار ہو عجب کہ
ہر قطرہ آب رشک گھر نہو اور نامیہ اگر اوسکی صفائی تدبیر کے موافق سازگار ہو
تعجب کہ ہر غنچۂ شاداب صندوقچۂ زر نہو دامن موس کیسا ہی دراز ہو اوسکی وسعت
انعام کے مقابل قلب لئیم سے تنگ تر ہی اور چشم آز کتنی ہی باز ہو اوسکی فسحت
اکرام کے سامنے دیدۂ مور کی برابر ہے واہ کیا بخشش لاتعد ہی کہ اوسکا تصور
محاسب وہم کی خیال مین نہ آئی سبحان اللہ کیا داد و دہش ہی کہ جسکا
خبر و تعقل عقل کی خزانہ ادراک مین نسمائی اگر یہی فراوانیِ عطا ہی تو واجب ہے
کہ ہر سنگریزہ یاقوتِ احمر ہو اور اگر یہی بے پایانیِ سخا ہے تو فرض ہی کہ ہر ذرہ
تودۂ زر ہو حوصلۂ جود و نوال اس مایۂ فضل و افضال کا ارباب حال پر جب
ظاہر ہو تا کہ یہ سراپا احسان جہان نامتناہی بلکہ اکثر کارخانۂ الٰہی پر قادر ہوا
اور اب بھی اگر انصاف کو کام فرمائیے اور بیان راقم خاطر مین لائیے تو وہ کون ہی

جو اوسکے انعام سے بہرہ ور نہین کیسہ ماہی درسے خالی ہی یا کاسہ آفتاب پر زر نہین

اشعار

زہی جود و نوابِ والا جناب — کہ ذرّی کو ہی منصبِ آفتاب

وہ اب اوسکی بخشش پہ کرتی ہین بس — جہان لیکی جنکی نہ جاتی ہوس

نہ دیکھا ہو جسنی کبھے ایک دام — وہ دی اوسکو سو کیسۂ زر مدام

یہ بخشش یہ انعام اور یہ عطا — تماشا تھا قارون اگر دیکھتا

نگہ کیجی ذرّی سے تا مہر اگر — نہین اوسکے ہاتھونہ کسہ کی نظر

جدہر دیکھیی اوس کی انعام سے — گذرتی ہی کس عیش و آرام سی

کوئی کیف عشرت سی سرمست ہے — کوئی جامِ جمشید در دست ہی

دیا اوس نی بخشش کو جب سی رواج — گدا کی تو نگر کو ہے احتیاج

وہی طرزِ ہمت وہی ہی عطا — مقرر یہ ہے خادمِ مرتضا

جو لوگ عقل و کیاست سی بہرہ وافی اور فہم و فراست سی نصیب کافی رکھتے ہین اونپر مخفی اور پوشیدہ نہین ہے کہ اگرچہ اوصاف حمیدہ مین اس

برگزیدہ درگاہ خدا کے نام اتمام لینا اور حامد پسندیدہ سی اس سیر خیل خدام
مصطفے کی پیام اختتام دینا مذاق سامعین کو زہر اندود اور شہد کام مبصرین
کو زہر آلود کرنا ہے مگر کیا کیا جاے کہ نہ آگی بانکو طاقت تقریر ہی نہ قلم کو قدرت تحریر ہے

الہدی بخشی ہی زبان کو میری تاثیر	الہام کی مضمون ہین اعجاز کی تقریر
مین طوطی شکر شکن ہند ہون گویا	ہی بلبل شیراز کو واجب میری توقیر
دریا ہی روانی پہ مری فیض سخن کا	حاوی مری مضمون ہین مری نظم جہانگیر
پڑجای جو پرتو مری رنگین سخن کا	پھولین گل تر مردہ کہلے غنچہ تصویر
سلطان فصاحت ہون شہنشاہ بلاغت	باتین میری جوہر ہین زبان ہی میری شمشیر
بی دغدغہ خاصہ ہی میرا شہپر جبریل	بی شائبہ ہی آیہ قدرت میری تحریر
ہر شعر پہ اصلاح ہی استاد ازل کی	ہی نظم پہ میرے نظر باطن تقدیر
حیران ذکاوت سی میری صاحب اشراق	آگی مری جودت کی فلک قائل تقصیر
آلودگی دہر سی دامن ہی میرا پاک	ہی بادہ کوثر سی مری خاک کی تخمیر

مین سرخوش و بیغم حکما مضطرب الحال — وہ قائل تدبیر ہین مین قائل تقدیر
پہونچی نہ تعلی کو سری فکر فلاطون — جاتی ہی کہین عرش پہ آواز عصا فیر
مجذوب ہون ہی آہ مری صور کی ہمدم — ہو صبح قیامت جو کرون نالہ شبگیر
آزاد ہون با این ہمہ اسباب تعلق — پابند ہون بی سلسلہ لنگر و زنجیر
غفلت مین بہی جمعیت سی نکلجای ہی — صورتگر معنی ہی مری خواب کی تعبیر
نور نظر اہل بصیرت ہین یہ نکتے — عکس دل عارف ہی مری نیم کی تصویر
ہمنام ہون اوسکا جو ہی اثر دکا دندہ — گردون کو ہلاتی ہی مری نام کی تاثیر
کیا ذکر تخلص کا یہ شوکت ہی من اللہ — یہ اسم جلالی ہی خط منشی تقدیر
توقیع سلیمان ہی کہ افسانہ رنگین — مین صاحب تسخیر ہون یہ جادہ تسخیر
ہی ناوک دلدوز یہ ایک اک سخن راست — کس طرح سی حاسد کی جگر پر نہ پڑین تیر
جو صاحب فطرت ہین سمجہتی نہین یہ بات — اکسیر ہی گو خاک ہی او خاک سی اکسیر
غیرت نہین جاتی ہی نبوت نہین جاتی — فرعون جو موسی کو کرے یاد تحقیر
ہی دیدہ اعمی مین شب و روز برابر — کب چندکو آتی ہی نظر مہر کی تنویر

زنگی اگر آئینہ نہ دیکھے تو نہ دیکھی
ہی اوسکی خباثت کہ سکندر کی ہی تقصیر

تو بہ مین کہان اور کہان یہ سخن لاف
تہی وجد کی عالم مین یہ تقریر یہ تحریر

ہر چند کہ اک یہ بہی ہی عنوان بلاغت
تشبیب سخن اہل سخن کی نہین تقصیر

واجب ہی کہ اظہار کری نعمت حق کا
ہی اسمین خموشی بخدا باعث تکفیر

پر صاحب انصاف نہ انصاف سی گذرین
مین عذر کرون اور وہ بڑہا ہین ہی توقیر

تشیع کا پہلو ہی نہ یہ طعن کا پہلو
منظور نہین مجکو کسی شخص کی تحقیر

باطن مین تو یہ عجز ہی ظاہر مین ہے دعوے
جو صاحب معنی ہین وہ سمجہین گی یہ تقریر

ایک روز خوشہ چین خرمن کمال محتاج رحمت رب ذوالجلال بندہ محمد علیخان حیدر
ابن نواب ہلال رکاب خورشید کلاہ گردون بارگاہ عطارد رقم سپہر حشم
مہر طلعت کیوان ایوان بہرام احتشام عرش مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان
الملقب بفردوس مکان تغمدہ اللہ بغفرانہ وجعل مستقرہ بجنانہ حسب دستور دربار یاب
دربار تہا اور شاہد مراد سی ہمکنار نشیان بلاغت نظام شاعران شیرین کلام

بذلہ سنجان نغز گفتار ظریف طبعان لطیفہ شعار اپنی اپنے قرینے سے حاضر تھے
اوسوقت جو کیفیت تھی مدرکات عقول عشرہ اوسکی دریافت سے قاصر تھی کمال
کی گرم بازاری تھی جو بات تھی مظہر حکمت باری تھی سلسلہ گفتگو دراز تھا
ہر ایک کو اپنی اپنی خوش بیانی پر ناز تھا عیش و عشرت کی ظہور تھی بندگان
حضور علی مسرور تھی شدہ شدہ شرار دو کا ذکر ہوا ہر شخص پابند فکر ہوا
پہلے سب سے راقم نے چند فقرات شرکار کی گوش گذار کیے حاضرین
نے لاکھ تحسین و آفرین نثار کیے حضرت کو بہت پسند آئی کاٹون نے گلونکو
رنگ پائی فرمایا اگر اس روش پر کوئی کتاب ہو تو فی الواقعی انتخاب ہو
ہر چند پیش آفتاب سہا کا کیا نور اور دریا کے سامنے قطرہ کیا کیا مذکور خدام
والا کے روبرو نام نثر لینا فضول ہے گل کو مذر باغ کرنا نامقبول ہی لیکن
فرمان قدر توام سے انحراف مناسب نجانا اور حکم قضا شیم کو باوجود بے بضاعتی
دل اور جان سے مانا سنہ بارہ سو تراسی ہجری مین اس قصۂ رنگین اور فسانۂ
دلنشین کو شروع کیا مدتون فکر و اندیشے سے کام لیا امید کہ ناظرین

چشم انصاف کو کام فرمائین اور بفحوای مصرع کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود جہان کہین سہو ہوگیا ہو اغماض نظر عمل مین لائین

[illegible]

پلا جام ای ساقی باکمال	کہ ہو موجزن طبع نازک خیال
یہ پیرایۂ می پرستی ہو نیک	سرانجام عنوان مستی ہو نیک
یہ عنوان مستی دکھائی بہار	کہلین اسطرح گل کہ آئی بہار
بہرون عشق کا دم پیون جام عشق	ہو آغاز مین فکر انجام عشق
لبالب ہو پیمانۂ دلبرے	کہ لکھتا ہون افسانۂ دلبرے
پی اہل دل مشق و بی مشق کیا	یہی ابتدا ہی یہی انتہا
دکھا مثل جم کجکلاہے دکھا	زر حشمت پادشاہی دکھا
رہی دور مین ساغر زرنگار	می لعل کشتی ہو گوہر نگار
کوئی بزم خورشید سی کامیاب	کسی جا ہو پرتو فگن آفتاب

زنگین بیانی قمریان سروستان نکتہ دانی نخلبندان حدائق فسانہ زنگین
چمن پیرایان ریاض داستان دلنشین باغبانان بوستان تحریر گلچینان
گلستان تقریر نظارگیان نگارستان شگفتہ بیانی تماشائیان سنبلستان رموزدانی
اس غنچہ قصہ رنگین اور شگوفہ فسانہ دلنشین کو خیابان گوش سامعین
مین باہتر ازنسیم شوق وجنبش باذوق اس روش سے شگفتہ وخندان کرتے
ہین کہ زمانہ گذشتہ اور عہد پیشینہ مین سرزمین ارم ترئین ہندوستان جنت
نشانمین ایک شہر رشک گلزار ہمیشہ بہار تہا اور نام اوسکا گوہر نگار تہا عشرت
مین غیرت جنان تہا وسعت مین رشک لامکان تہا قدرت خالق
ہویدا تہی آب وہوا سے عقل پیدا تہی رطوبت مین وہانکی تاثیر انجیات تہی
مردہ کا زندہ ہوجانا اک ادنی بات تہی گرمی معشوقونکی گرما گرمی یاد
دلواتی تہی وہ حرارت حرارت عزیزی کی کیفیت دکہاتی تہی سردی اوسکی
بہ از کشمیر وہان شرح اللہم خطنا یہان بردا وسلاما کی تفسیر آنکہ مین خنکی
دلکو فرحت کہانے کا فرمانیکا لطف لباس کی کیفیت ترکیب ہم آغوشی

عاشقونکی عمل مین آٹھ پہر معشوق بغل مین برسات مین شہر پر عجب جوبن
ٹپکتا تہا فرشتونکا دل بہٹکتا تہا نہرونمین پانی بہرا تہا عالم ہرا تہا مینہ برسنے
سے زمین کا صفاے باطن بڑہتا تہا ہر ذرہ انظر الینا کا سبق پڑہتا تہا کیچڑ کا
تو ذکر کیا تہا یہ معلوم ہوتا تہا کہ سطح خاکپر آئینہ جڑا ہے چپہ چپہ شفاف دودہ
دہویا پڑا ہے ساون بہادون کی جہڑی موتیونکی لڑی کہتیان ہر تی تہین
جہیلین بہری تہین باغونمین عجب بہار تہی قدرت حق آشکار تہی سبزہ کیلہ
لہکنا پہولونکا مہکنا بدلی کا جہوم جہوم کر آنا ہر طرف گنگھور گٹا ونکا چہا جانا
وہ کم کم پہار کا پڑنا جانونکا اکڑنا دلکو لبہاتا تہا وہ سرخ سبز کینچلی گڑی اوڑہنی
ریشم کے رسے پڑے حسینونکا جہول جہول کر گانا پینگونکا گہٹانا بڑہانا عاشقونکو
زمین و آسمان جہکاتا تہا ہر طرف مورونکا شور تہا پپہونکا زور تہا کویل کی
کوک دلکو بیچین کرتی تہی بجلی کی چمک کلیجہ مین چٹکیان لیتی تہی وہ ٹہنڈی
ٹہنڈی ہواونکے جہوکونکا چلنا جانونکا آن بان سے ٹہلنا عجب بہار دکہاتا تہا
فواری چہوٹ رہی تہے نہرین چہلکتی تہین چمن شگفتہ تہے بلبلین چہکتی تہین

حسین رنگا رنگ کی پوشاک پہنے نکھری نکھرائے جوبن کی بہار دکھاتی تھی
تختی لالہ و نافرمان کے شرماتے تھے کیسی رہا نی لباس کی پہن چاندسے
مکھڑیکا جوبن عجب کیفیت دکھاتا تھا باغبان حقیقی نے طرفہ کل کھلایا تھا سر
مین چودھوین کا چاند لگایا تھا کہین جگمٹا تماشہ بنیونکا کہین جھمکڑا حسینونکا تھا
کہین چرچا قصہ خوانی کا کہین دورہ شراب ارغوانی کا کوئی شخص عالم مستی مین
کسی سے بگڑتا تھا کوئی مضمون اس شعر کا پڑہکر اکڑتا تھا ساقیا دور ہوان دہار
کھٹا چھائی ہے ابتو بھٹی سے چھلکتی ہوئی بوتل آئی عجب بہ سات تھی دن زور
عید تھا رات شب برات تھی باغونپر کیا منحصر ہے ہر جگہ قہقہے تھے چہچہے تھے
اوسجگہہ ذکر رنج و ملال عین نامفہمی تھی تمام شہر مین چارون طرف طرفہ چہل
پہل عجب گہما گہمی تھی ساکن وہانکے امیر و اغنیا تھی فقیرونکی صدا سے
کان ناآشنا تھی زمین رشک آسمان تھی ہر گلی جوا ب کہکشان تھی سڑک
جادہ باغ نعیم نہر رشک کوثر و تسنیم مکانونکی بلندیسی قصر فلک منفعل جو شنیمائی
سے روضۂ رضوان خجل ہر محلہ دنیا کے شہرونسے آباد تھا شہر کا تمام عالم سے

بہتر سواد تھا جہان تک جاتی بجز آبادی ویرانی کا نشان نپاتی ہر طرف سڑکے مور
اور سڑک تھی بیدہ سڑک اندہاڈور جاکے کہین ٹھوکر نکھاے سرخی پر سڑک کی شفق
نثار تھی چھڑکاو سی بارش رحمت حق آشکار تھی تماشائیونکا اژدہام سواریونکی دھوم
دہام ہٹو بچو کی آواز ہر سو سے چلی آتی تھی نگاہ کشمکش سے پسپی جاتی تھی دو رویہ دکانین
ایسی قطعہ دار تھین جنکے درجونپر کوٹھیان نثار تھین ہر طرف چوڑا بازار تھا شہر گلزار
تھا خوشبو سے ہوا دماغ مہکتا تھا رات بھر کٹورا کھنکتا تھا چار گھڑی دن سے جو چوک
مین آتا تھا گھر کا رستہ بھول جاتا تھا دکانونپر کیا بہار تھی بلکہ بہار نثار تھی صرفوں نے
اپنی تھیلیان پھیلائی روپیہ اشرفیونکے ڈھیر لگائی ستی کستی جاتی تھی ہنڈوی بنچی جاتی
تھی رسیدین لیتی تھے روپے تول تول کر دیتے تھے جوہریون نے بیش قیمتی جواہر سے
دکانونکو سجا تھا ہر دکانکو کان جواہر کہنا بجا تھا مینا بازار پر بہار تھی قدرت پروردگار
تھی گہنے دلفریب تھے معشوقونکی زیب تھی گویا چمن کہلاتا تھا گلشن شگفتہ ہر دکاندار رضوان
کا ہمدم تھا دکانین نتھین باغ ارم تھا کہین حلوائی دنیا کی مٹھائی
تھالون مین لگائے سونے چاندے کے ورق جمائے چھپیان نقیش کی

ہاتھون مین مراقندو نبات کا باتونمین اوس مٹھائی کا تو ذکر کیا صبحدم
کا پوری حلوا مجردونکے حقمین من وسلوا تھا غرض ہر دکان مین شاہی
سامان تھا کمر و نیپر پرستانکا گمان تھا اشعار بیشک وہ چوک تھا پرستان

پریان کمرون مین تہین خرامان	جھرمٹ پریون کا کیا وہان تھا
اندر کے اکھاڑ یکا سمان تھا	اللہ اللہ آج تک ایسی حسین چشم

فلک نے دیکھے نہ گوش ملک نے سنے فخر خوراللہ کی نور کا ظہور چودھوین کا چاند
اونکے چہرونکے آگے ماند تھا اونکا پرتو آفتاب اور نقش قدم چاند تھا سبحان اللہ
اونکا کیا کہنا خوش مزاج روزمرہ صاف زبان شفاف باتونسے مسیحائی
ہویدا تھی خموشی مین بہی ایک بات پیدا تھی گویائی اوسی خموشی کا دم
بھرتی ہے مسیحائی اوسی گویائی کا کلمہ پڑہتی ہے قامت سے قیامت قائم
تھی چال سے محشر برپا غمزے سے کرامت ظاہر تھی عشوے سے سحر ہویدا باتونسے
شرارت ٹپکتی تھی شوخی سے بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی ترچھی چتون بانکی ادا
گرماگرمی سے بیچینی پیدا آسمان مین تھگلی لگائین فرشتونکو کنوین جھکائین

سرشت مین لگاوٹ تھی خلقت مین بناوٹ تھی رولانا ہنسی جانتی تھے
جان لینا دل لگی جانتی تھے جسے دیکھکر منہ موڑا اوسے سسکتا چھوڑا اس
صف پر آنکھہ اوٹھائی اوس صف کی صفائی نظر آئی اونکی ہنسی زندگی
بھر چھوٹتی تھی دین وایمان دن دہاڑے دھڑا دھڑ لوٹتی تھے زاہد اگر اونکو دیکھہ پائے
منہ کی کھائے وضو ٹوٹ جاے معاذاللہ اگر حضرت جبرئیل اونکی جھپکی
دیکھہ پاتے جیتے جی آسمانپر نجاتے عمر وہین بسر کرتے اونہین گلیونکی ٹھوکرین
کہا کھا کر مرتے غرض عجب شہر مردم خیز تھا کوچہ کوچہ دل آویز تھا ہر جگہ
آثار قدرت ہویدا ہوتے ہر طرح کے لوگ پیدا ہوتے خلیق وضیع ملنسار حسین
شکیل جمیل طرحدار سخی کریم شجاع بہادر قول کے پورے تلوار کے دھنی
سر جاے بات مین فرق نہ آئی اونکی موت زیست کا عجب قرینہ تھا جینا
مرنا تھا مرنا جینا تھا ذکاوت مین لاجواب فراست مین انتخاب غفلت
اونکی ہوشیاری تھی عقل نے اونسے زبان ہاری تھی رئیسون سے
شہر آباد تھا ہر شخص اپنے اپنے فن کا پیوستا دتھا عالم علم کا دریا بہاتی تھے

مبتدیکو باتون باتونمین منتہی بناتے تھے معقول ومنقول کو الف ہی جانتے
تھے ہر علم کو خوب پہچانتے تھے مطالب ریاضی کے ازبر تھے چودہ طبق مثل چودہ ورق
کے پیش نظر تھے نقاشون کی نقش کی سکے پڑی تھے عاملونکی عمل کی جنتری گرمی تھی
تسخیر کواونکے نام سے ارتباط طی الارض کی اونکے سامنے کیا بساط ہوا اونکے
قابو مین دریا بس مین بیابان پرستانمین جیسے بلبلین قفس مین عارف
عارف باللہ تھے صاحبدل حقیقت آگاہ تھے سلوک اونکی طریقے سے ہویدا
جذب اونکی باتونسے پیدا عاشق یکرنگ دورنگی سے دلتنگ معرفت صاحب توحید
مبصر اہل دید کثرت مین وحدت کا دم بھرین انا الحق کہکر منصور کو زندہ کرین
مشاہدہ شاہد حال مکاشفہ گواہ قال ماسوی اللہ سے جدا عین اللہ سے
واصل مجاز سے دور حقیقت کی شامل فنافی الشیخ اونکے سامنے اک
ادنی بات فنافی اللہ اونکا جوہر بالذات اونکا خواب عین بیداری غفلت
مین ہوشیاری بظاہر خاک بباطن جوہر پاک آنکھونمین کیفیت حقا کا سرور
زبان پر سخن اقرب الیہ کا مذکور تکلف ہے ننگ وعار غرض سرمد وسرآمد روزگار

شاعر بلاغت نظام فصاحت کلام موزونیت خلقی خمیر مین سحر حلال
تقریر مین خلاق مضامین موجد طرز نوآئین نازک خیالی اونکی مصرعۂ بلال کو
خاطر مین نہ لاتی تھی فکر اونکی ہر مرتبہ عرش پر جاتی تھی اونکی زباندانی کا
غل تھا اونکے سامنے انوری کی عقل کا چراغ گل تھا فردوسی اونکی گلزار فصاحت
کا خوشہ چین مولوی معنوی اونکے سامنے طفل مکتب نشین الشعرا تلامذۂ ارجمان
اونہین کی شانین آیا ہے الہام نے اونہین کی معجز بیانی سے شہرہ پایا ہے
خوشنویسونکی تعریف لکھنا محال ہے زبان قلم لال ہے جب قلم اوٹھایا اعجاز
دکھایا جو ہر حرفونکے اونکی تحریر سے کھلتی تھے کاتب تقدیر کی لکھے سے ملتی جلتی تھی
اگر میر عماد و عبدالرشید ہوتے مثل قلم دم تحریر روتے لکھی کو اونکے بی دلیل
مانتی ہر حرف کو نوشتہ تقدیر جانتے جواہر رقم ملال سے عذاب جانکنی مین
پڑجاتا یا قوت رقم سر تیر سے ٹکراتا طبیب کب کسی کو مانتے تھے مسیحائی الگ کو نکا
کھیل جانتے تھے نجومیونکو قواعد اختر شناسی کی ازبر تھی زائچہ عالم حادث
کے ہر لحظہ پیش نظر تھے فقط حال گذشتہ نہین بتاتے تھے زمانہ آیندہ کی خبر لاتے تھے

بیان اونکا پرتاثیر تھا لکھا پتھر کی لکیر تھا قیامت کا حکم لگاتے تھے زمین و
آسمانکے قلابے ملاتے تھے خاص تراش موشگافی کے بانی تھے اپنے کمال مین
لاثانی تھے خط کیا بناتے تھے کرامت دکھاتے تھے اوسترے سے کام
قلم کا لیتے تھے کاتب تقدیر کے خط پر اصلاح دیتے تھے کوی کب کسی کو خیال
مین لاتے تھے اونکی آواز سنکے آہو رم بھول جاتے تھے اونکا گانا سحر حلال
تھا زاہدونکو حال آتا تھا تاثیر کا یہ حال تھا ہر سُر مین بحن داد دیکا لطف
نکلتا تھا فولاد موم ہوتا تھا پتھر پگھلتا تھا نایک زمانے کے جب اونکے سامنے
گاتے سبتک آنے مین سب تک بھول جاتے تھے ہمدم کا دم نکل جاتا شوری کا
شور کمال پہکا ہوجاتا اگر تان سین اونکا گانا سنتا ہر تان پر عمر بھر دیتا
بیجو باورا اونکی الاپ کا دیوانہ تھا اونکے کمال کا شہرون شہرون افسانہ تھا
بادشاہ وہان کا انجم سپاہ کیوان بارگاہ پرجیس شیم خورشید علم مریخ خشم
عطارد رقم قمر خدم خلیل نوال یوسف جمال شہنشاہ ثریا جاہ گوہر شاہ تھا
اوسن بحر عطا کے فیض جاریسے گیتی شاداب تھی اور سحاب بخشش کی جہانیے

کھیتی سیراب تھی اگر اوسکے در پر سائل کہین سے آتا تھا ماری خوشی کے
پھولا نسماتا تھا فقیر بازاری اوسکی نظر بخشش سے ایک پل مین ایسی مستغنی
ہوجاتے کہ عمر بھر حرف سوال زبانپر نہ لاتے اوسکی سخاوت کی آگے حاتم
بخیل تھا وہ صاحب ہمت سخاوت کا کفیل تھا سخاوت کا تو یہ حال تھا
شجاعت مین بھی بیمثال تھا اگر آوازہ اوسکی شجاعت کا رستم سن پاتا دہل کر
مرجاتا کلیجہ پھٹ کر منہ سے نکل آتا دلیر اونکے سامنے دلیری بھولتے تھے اوسکی
رعب سے شیرونکے ہاتھہ پاؤن پھولتے تھے اوسکی تلوار کی کاٹ سے جل تھا تی
تھی گزرکی ہوا سے قضا گہبراتی تھی عدالت سے اوسکے غزالونکے محافظ چیتے تھے
شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے چور نہ ڈہانپ ڈہانپ کر روتے تھے
لوگ دروازے کھول کر سوتے تھے چور کا نام زبانپر نہ آتا تھا سیاست کی ایسی
مہندی کا چوربانده جاتا تھا حسن خداداد عالم مین یکتا تھا ہر جگہہ اوسی نور کا
جلوہ تھا شمع دست کلیم مین اوسی حسن کے نور کی جھلک تھی گلزار
رخسار ہم مین اوسی گل عارض کی لہلک تھی سورج مین اوسکے جمال کی

ضو ہے چاند مین اوسی کے کمال کا پرتو ہے پھول مین اوسی گل عارض
کی بو ہے موتی مین دی ہوئی اوسیکی آبرو ہے لعل مین اوسی کے لب لعل
کا رنگ ہے ہیرے مین اوسی نور کی تڑپکا ڈھنک ہی عقل حیران ہے کس سی سے
تشبیہ دیجیے اور کس چیز سے مقابل کیجیے کونسی بات رہی باقی خدا کی ذات
رہی اس صورت مین یکتائی لازم آتی ہے کثرت سی وحدت ہوئی جاتی
ہے یکتائی خدا کو زیبا ہے وحدہ لاشریک اوسی کی صفت مین آیا ہی آخر ایک
تشبیہ نکالی بگڑی بات خدا نے بنالی مثل اوسکا اوسی سے پیدا ہوا تھا
مضمون الولد سرّ لأبیہ ہویدا ہوا تھا یہ بھی ظہور قدرت باری تھا شاہ و شہزادہ مین
فرق اعتباری تھا حقیقت مین وہ شاہزادہ عالی تبار ذہانت مین رشک
ارسطو حشمت مین غیرت اسکندر عشرت مین رشک جمشید علم و ہنر مین فخر
پدر تھا چودہوان سال تھا ظہور کمال تھا اسم سامی اور نام نامی اوسکا خورشید
گوہر پوش تھا صاحب عقل و ہوش تھا ہر فن کی تکمیل حاصل تھی
ہر علم مین دستگاہ کامل تھی طبیعت مین دریا کی روانی فن سپہ گری کا بانی

پشت پہکیت برچھیت تیر انداز دلیر جرأت مین شیر اوسکی تلوار بے پناہ تھی
ضرب اوسکی قہر الٰہی کاٹ قیامت کا کاٹ تھا گھاٹ آفت کا گھاٹ تھا
دم اوسکا سیفی کا دم تھا خم اوسکا ابروی پیخم تھا تاب اوسکی جادۂ عدم تھی
روانی قضاے مبرم تھی چٹکی بلا کی تیار تھی قدر اندازی شہرۂ روزگار تھی
تیر اوسکا افعی پر دار حلقہ کمان اژدہاے خونخوار گز اوسکا دعوی تہمتنی
کی دال نیزہ الف پشانی اقبال بہادرونسے رات دن کی صحبت نامردونسی
ہمیشہ نفرت ہر طرحکی قدرت حاصل طبیعت سیر و شکار پر مائل ایکدن بیمان
ذیہوش نے خدمت شہزادۂ گوہر پوش مین آکر عرض کی خداوندا جل لطف
شکار ہے سیر و تماشے کا زمانہ ہے موسم بہار ہے گل خودرو پر جوبن ہے صحرا
گلشن ہے کانٹا کانٹا گلستان ہے فضاے دشت روضۂ رضوان ہے
لالے کی لہک سے دل لہراتا ہے پھولونکی مہک سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے
جوش گل و ریحان ہے بید مجنونکی بہی شاخ پھولونکی چھڑی ہی بیچ تو یہ ہے
صحرا پر بہار پھٹ پڑی ہے طاؤس ابر کا دم بھر رہے ہین چکور قہقہے کر رہے ہین

زمین سبز ایسے زمردنگار ہے عجب کیفیت ہی عجب بہار ہے ڈھاک پھولا ہے
سا کھو رشک سے آگ بھولا ہے صحرا کی بہار دلمین کہتی ہے سبزی طراوت
آنکھونمین جھپتی ہے گلونکی شادابی سیر بہشت دکھاتی ہے جھیلونکی فضا سے
ہوائے کوثر آتی ہے اگر آنذنون حضور قدم رنجہ فرمائین تو نہایت سیر و شکار
کا لطف اوٹھائین شہزادہ یہ سنتے ہی مسرور ہوا نشہ شوق شکار مین چور ہوا
ہوائے شکار دماغمین بسی سیر و گلشت کی ارادی پر کمر کسی مصاحبون کو
طلب کیا مشیر دانسے مشورہ لیا کہا حضرت سی اجازت ملنا دشوار ہے
قبلہ عالم کو میری دم بھر مفارقت ناگوار ہے سب نے عرض کی اسمین اہتمام
کیجیے دستور العظم کی معرفت عرضداشت دیجیے آخر یہ مشورہ ٹھہرا حضور خود تشریف
لیجائین آپ رخصت لے آئین انہین مشورون مین دن گذرا رات ہوئی
مگر کوئی تسلی خاطر کی بات ہوئی غرض وہ شب انہین تذکرون مین بسر ہوگئی
باتون باتون مین سحر ہوگئی جسوقت شہر گردون ہوای صبح کہانی کی لیے
مشرق کی کہچار سے نمایان ہوا اور آہوے شب اوسکی آمد آمد کے خوف سی

چوگڑی بھر کر مغرب مین نہان ہوا شاہزادی نے لباس درباری پہنا
اور بیت الشرف سے مثل آفتاب کے برآمد ہوا گھوڑا مانگا سوار ہوی رفیق مصاحب
جلو دار ہوے باد پائی کیفیت باد بہاری دکھائی مشیت باری جاری ہوئی
نسیم جنبش مین آئی طرفۃ العین مین داخل دربار ہوا دیوان خاص اوس
آفتاب کی پرتو سے مطلع انوار ہوا خوشبو سے تمام دربار مہکنے لگا اوس گل
نوخاستہ کو دیکھکر نقیب بلبل کیطرح چہکنے لگا ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی
ترقی عمر و دولت دین دنیا کے ولی مہابلی سلامت عالم پناہ روشن نگاہ
بادشاہ نے آنکھہ اوٹھائی شہزادی کی چاند سی صورت نظر آئی دلمین
جوش محبت آیا آگی آواز اشاری سے فرمایا شاہزادہ قریب آیا بادشاہ نے چھاتی
سے لگایا دربار گرم تھا ہر طرح کے پرچے گذرتے تھے حضور حکم دیتے تھے اہل قلم
دستخط کرتے تھے رعب شاہی سے چپکے چھوٹتے تھے ہاتھہ پاؤن پھولے تھے حواس باختہ
تھے آئی ہوئی بھولے تھے یہان ولولہ شوق کی تاکید تھی وہان رعب و سطوت
کی تہدید تھی دل یہ کہتا تھا عرض کیجیے کسیطرح اجازت لیجیے ولولہ دل کے

ہاتھوںسے تردد مین پڑے تھے چپ گردن جھکائے کھڑے تھے فکر بکار تھی
عقل حیران تھی رخصت ملنے نہ ملنے سے ڈوبی ہی مین جان تھی دمبدم آنکھون مین
آنسو بھر آتے تھے چاہتے تھے کچھ عرض کرین لیکن پاس ادب رہجاتے تھے
دلسے دلکو راہ ہے یہ مثل مشہور ہے بیٹے کے صدمی کی باپ کو آگاہی
ضرور ہے فرمایا خیر ہے کیا ہے کچھ چپ چپ ہو چہرہ اترا ہے کس چیز کی
خواہش ہی کس بات کی تمنا ہے عرض کی غلام ایک احتیاج لایا ہے
یہ عرض کرنے آیا ہے اندنون طبیعت رندہی رہتی ہے دم گھبراتا ہی دل
قابو سے نکلا جاتا ہے شوق سیر وشکار ہے خانہ زاد رخصت کا خواستگار ہی
آج کل جوش بہار ہے جنگل رشک گلزار ہے چند ہی گلگشت صحرا سے دل
بہلائین گا انشا اللہ بہت جلد پھر آوینگا بادشاہ نے سر جھکایا کچھ سوچکر
یون ارشاد فرمایا جان پدر سفر بصورت سفر وشکار کار بکار شاہ وشہزادی
دن انتظام سلطنت مین بسر کرتے ہین رات کو عبادت خالق مین سحر
کرتے ہین تمکو اندیشہ مآل چاہیے بندوبست کا خیال چاہیے امور سلطنت کو

دھیا نہین لاؤ کاغذ دیکھو دل بہلاؤ تم آسمانِ سلطنت کی ستارے ہو
پدر پیر کی زندگی کے سہارے ہو دنیا گذرگاہ ہے ہم رہگذری ہین کوچ مقام
لگا ہے عدم کے سفری ہین تم ہی تم ہو آخر نہین اول نہین ہمارا کیا بھروسا ہے
آج ہین کل نہین دم آیا نہ آیا بشر محض بی اختیار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے
جوانی کی دو پھڑ دہلی شام غربت نے صورت دکھائی کوچ کا لفظ رہ گیا
صبح پیری آئی بیٹا ہم تو چراغ سحری ہین آفتاب لب بام ہین سر کا ہلنا
اجل کے اشارے ہین موت کی پیام ہین تمہارا آنکھون سے اوجھل ہونا
غضب ہے بیٹا پدر ضعیف جان بلب ہے خورشید گوہر پوش کے ہوش اوڑے
ساغر چشم چھلک پڑے آنسو رخسار و نیر ڈھلک پڑے عرض کی آپکی بات کا
دو لکھنا سراسر بیجا ہے لیکن بے عرض کیے بھی نہین بنتا ہے غلام محبت سے مجبور ہے
گڑ گیا کیا کہون لاکھون گھڑے پانی پڑ گیا حضور کی ارشاد سے فدوی کی
جان پر بنی ہے ہر حرف ہیر یکی کنی ہے ہر لفظ نشتر ہے ہر فقرہ خنجر ہے بعد خدا کے
فقط آپکا سہارا ہے حضور کے سوا دنیا مین کون ہمارا ہے قیامت تک یہ چاہ و چشم رہے

رہتی دنیا تک یہ دم رہے پھر زندگی کہان اگر حضور نہین بے آسمان
ستارونکا ظہور نہین السفر صورت السقر یہ بجا ہی مگر پوہنچے ہوؤن نے
السفر وسیلۃ الظفر کہا ہی شکار تجربہ کارون کا کام نہین مگر تعلیم اوسکی
فرض ہی اس مین بھی کلام نہین شکار سے انسان دلیر ہوتا ہی آدمی کا دل
شیر ہوتا ہی بہادر شکار پہ مرتے ہین بزدلے ڈرتے ہین جنگل جگہہ شیرون کی
ہی کسوٹی دلیرون کی ہی دلیرون کو رات دن جنگل مین رہنا سہنا ہے
تیغ وخنجر اونکا گہنا ہی تلوارون کے سایے مین بسر کرتے ہین کوہ وبیابان
مین گذر کرتے ہین عزلت گزینی سی فقیرون کا نام ہی سیر وشکار
شاہزادون کا کام ہی بادشاہ سمجھا شباب کا ولولہ ہی جوانی کا حوصلہ ہے
اب یہ کیسی طرح نمانین گے ہماری فہمایش کو قید شدید جانین گے چار وناچار
کہا بسم اللہ بہتر جاؤ شکار کھیلو دل بہلاؤ ماتھا چوما گلے لگایا نی امان اللہ
کہکر رخصت فرمایا سوکھے دھانون مین پانی پڑا رخصت ملی اجازت
کیا ملی مین دنیا کی دولت ملی خوش ہوکر سلام رخصت کیا باہر نکل کر رفیقونکو

مژدہ دیا سب نے عید کی اہتمام سفر کی تاکید کی ہشاش بشاش مکان پر تشریف
لائی کہا الحمد للہ کامیاب ہو کر آئی ناگاہ وزیرزادی کا خیال آیا ادہر اودھر دیکھکر
اسطرح ارشاد فرمایا ہمارا حلیہ خاص کہان ہی رفیق باختصاص کہان ہی سوار دوڑی وزیرزادی
آیا شاہزادی نے ہنسکر گلے سے لگایا کہا بھائی بڑا مرحلہ طے ہوا حضرت سے رخصت پائی وہ
بولا بجا ہی غلام نے بھی سُنا ہی مگر یہ تو ارشاد ہو کیونکر اجازت ہاتھ آئی حضرت سے رخصت
لینا حضور ہی کا کام تھا جان نثار کو تو آئین کلام تھا مسکرا کر ارشاد کیا سچ ہی
معشوق کا عاشق سے جدا ہونا دشوار طالب کو مطلوب کی مفارقت ناگوار مگر قسمت
لڑی بات بن پڑی حضرت نے میری خوشی کی مجبور رخصت دی وزیرزادی نے کہا
شکر ہی خدا کا یہ خوشخبری سنوائی آرزو پوری ہوئی مراد بر آئی ہر چند
یہ حسن اتفاق ہی مگر حضور کی حسن بیان کی تاثیر ہی ماشاء اللہ یہان تقدیر
مقلد تدبیر ہی بسم اللہ تماشای سیر و شکار مبارک گلگشت باغ و بہار مبارک
مگر یہ روز آدینہ ہی آج کے دن سفر نامناسب ہی پیری شارع اور پابندی
شریعت واجب ہی اگرچہ بعد نماز جمعہ حکم سفر آیا ہی مگر بارک اللہ یوم السبت

والخمیس مخبر صادق نے فرمایا ہے رخصت ملنے مین تردد تھا یہ مرحلہ طی ہوچکا
اب اندیشہ کسکا ہے جلدی کیا ہے رات کی رات توقف ضرور ہے پیر و مرشد
صبح کیا دور ہے آگے جو کچھہ حضور کی رائے خانہ زاد کو جو حکم ہو بجا لائے شاہزادہ
بولا بھائی خوب یاد دلوایا مجھے جمعہ کا خیال نرہا تھا اچھا بنام افسران فوج
حکمنامی اس مضمون کے جاری کرو اور کارخانہ دارونکو اس امر کی اطلاع
دو کہ آج بسبب جمعے کی فسخ عزیمت کیا گیا ہفتے کی صبح پر موقوف رہا کل سنہ
اندھیرے سب کو حاضر ہون انشاء اللہ تعالے پچھلے سے تارونکی چھاؤن مین
کوچ ہوگا لیکن پیش خیمہ وغیرہ آج ہی روانہ کیا جاے اور شاگرد پیشے کو بھی
حکم دیا جاے کہ یہ سب بھی پیشتر سے راہ لین انہین کارخانونکے ساتھہ چل نکلین
وزیرزادے نے ہاتھہ باندھکر عرض کیا بہت خوب خانہ زاد بھی اس حکم کی
تعمیل کرتا ہے اور اسیوقت سے عملہ روانگی کی سبیل کرتا ہے ہنوز یہ ذکر تھا
کہ نواب ناظر جناب عالیہ کا آیا اور بعد دعاے عمر و دولت یہ کلمہ زبان پر لایا
پیر و مرشد حضور کو فکر سفر ہے کچھہ محل کی بھی خبر ہے صبح سے اک حشر مچا ہے

قیامت بپا ہے جناب عالیہ پر رنج والم طاری ہے مصلے پر بیٹھی ہین
اور دانہ اشک سی سبحہ شماری ہے ہر دل پر قلق کا جوش ہی ہر شخص
بصورت تصویر خاموش ہے ذرا محل مین قدم رنجہ فرمایئے پہلے اپنے
چاہنے والونکو چلکر سمجھایئے پھر کہین تشریف لیجایئے شاہزادہ یہ سنکی
نواب ناظر کے ساتھہ جو آیا تو کل صاحبات محل کو چپ چپ پایا مانکے
سامنے گیا اور ادب سی تسلیم کو جھکا جناب عالیہ نے اشارہ سے سلام لیا
اور تسبیح کو ہاتھہ سے رکھکر ارشاد کیا میان مین کون جس سے کلام کرو جسی
لائق سلام سمجھو اوسے جاکر سلام کرو واری اس زمانی کے لڑکونکا عجب
حال ہے نہ کسی کی الفت کا دھیان ہے نہ کسی کی محبت کا خیال
ہے تمہین کسی کی ریاضت کی کیا خبر کسی کی مشقت پر کیا نظر کرن
منت اور مرادون سے پالا اندھیرے اوجالے باہر نہ نکالا اگر کبھی
دشمنونکو بیوقت چھیک آتی تھی تو دائی بندی کی جان نکل جاتی تھی
جب دو راز حال ذرا طبیعت یہین ہوئی ہے تو ہمین وہ شب آنکھمین

کٹی ہے تمام رات تسبیحین پڑہ پڑہ کر صبح کی ہے مگر تمہین اسکی کیا پروا
اب نام خدا جوان ہوئی اور ہی کچہ نشہ آیا کیا قہر ہے جنہین بہونری مین
پالتے ہین وہی پیٹ سے پاؤن نکالتے ہین ہمین جھوٹون بہی نہ خبر کی
اوپر ہی اوپر رخصت لی کیا خوب ریاضت کا ثمرہ ملا ہے ہان واری
تمہارا قصور نہین اپنی تقدیر کا گلا ہے شہزادی نے گردن جہکا کر عرض کیا
البتہ خطا ہوئی کہ پہلے حضور سے پوچہ نہ لیا للہ اس قصور کو معاف
کیجیے اور غلام کو رخصت شکار دیجیے مان بولی ہے ہے پھر وہی تقریر کی
جس سے کلیجے پر چھری لگی خوب میرا عندیہ سمجہا لو سب باتون کا ایک
بات مین جواب ہوگیا مین تو یہ چاہون کہ تم آنکہونکے سامنے سے
دم بھر او جہل نہو تمہین سیر و شکار کا شوق رخصت کے لیے اپنی مطلب
کی کہو صدقے گئی اتنی بے اعتنائی نہین کرتے ایسا انصاف سے نہین
گذرتے جب اللہ کرے اولاد ہوگی اوسوقت ہماری پیار کی یاد ہوگی
شہزادی نے جب جواب پایا منہ بنا کر آنکہونمین آنسو بھر لایا یہ دیکہکر

مان گھبرائی پھر کوئی بات بن نہ آئی اودہر نورچشم کی آنکھون مین آنسو
ڈبڈبا آئے ادہر قریب تھا کلیجہ مان کا منہ کو آجائے کہا ہان ہان واری
آرزدہ نہوا چاہا مین راضی ہون جہان جی چاہے سدہارو یہ سنکی شاہزادی
کے چہرے پر سرخی آگئی دلمین کہا شکر ہے دوسری مشکل بہی آسان ہوئی
جب یہ مرحلہ بہی طے ہوچکا تو شاہزادہ محل سے برآمد ہوا دیوانخانے مین
تشریف لایا کہانا مانگا دسترخوان بچہا مع مصاحبین و رفقا خاصہ نوش
کیا آرام فرمایا سہ پہر کو جب بیدار ہوا پہر دربار ہوا مجرائی سلامی حاضر ہوئے
تذکرے سیر و شکار کے ہونے لگے شاہزادہ مصاحبان خاص کیطرف
متوجہ ہوا اور ارشاد کیا مثل مشہور ہے کہ اگر لوٹریکے شکار کو نکلی تو شیر
شکار کا سامان کرے سب اپنی کیل کانٹے سے ہوشیار رہو کبہو کسی بات
کی کمی نہو خبردار خبردار ایسا نہو کہ ہنسی والے اپنی جگہہ پر کہین کہ سب اپنلے
جمع تہے اپنا سامنہ لیکر پھر آئے رفیقون نے عرض کی حضور خاطر جمع رکہین
جب وہ وقت آئیگا تو ہنسنے والونکو دکہا دینگے چیتل پاڑہے کا کیا ذکر

اگر شیر سامنے آئے گا تو انشاء اللہ مار ہی کو لیونگے بٹھا دینگے فضل خدا سے
ایک ایک رفیق حضور کا فن سپہ گری مین ممتاز ہے ہر شخص گلچھا ہے
ہر شخص قدر انداز ہے جب بجان نثار موشگافی پر آتے ہین بال باندھا نشانہ
اُڑاتے ہین شاہزادے نے مسکرا کر کہا دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے پہلے پہل کا
معاملہ ہے یہ اندیشہ ہی بس انہین تذکرونمین شام ہوئی سننے مغربین
ادا کی پھر دسترخوان بچھا کھانے مین بھی اسیطرح کا ذکر رہا شاہزادے نے
فرمایا سنا ہے کہ اہل مذاق جو شکار کھیلنے جاتے ہین اور شکار پاتے ہین
تو وہین کباب لگاتی ہین کہتے ہین کہ اوسوقت کی چٹ پٹاہٹ عجب
مزا دیتی ہے اون کبابون کی گرما گرمی گھر کے کھانے کو بھلا دیتی ہے
سنے یکزبان عرض کیا خداوند نعمت بجا ہے شکار مین اسی کا لطف ہے
اسی کا مزا ہے عرض شاہزادہ خاصہ نوش فرما کر حسن محفل پیکر گلوری
کھا کر پلنگ پر گیا اور خواصونسے ارشاد کیا چپی والونسے کہہ دو کہ آج
ہمین صبح صادق سے پیشتر جگا دین بلکہ بعد نصف شب اوٹھا دین

کسواسطے کہ حوائج ضروری سے فرصت کرتے کرتے نماز کا وقت آجائے گا
اور سوار ہوتے ہوتے آفتاب نکل آئے گا ہم چاہتے ہین ایسے وقت سوار ہون
کہ شکارگاہ مین جاکر صبح ہو اور اوسی میدانمین نماز ین پڑہی جائین صبح ایسی
لطف نسیم اوٹھائین جنگل مین بہشت کی ہوائین کہائین خواصون نے ہاتھ
باندہکر عرض کیا جیسا حکم ہوا اسی طرح عمل مین آئیگا سب سے بتاکید یاجائیگا
مگر اوس شب نیند کجا آنکھونمین خواب کا خیال بہی نتہا وہ شب عید کی شب تہی
لطف طالع بیدار تہا ہر شخص کو صبح کا انتظار تہا رقاشاہزادے کی اپنے اپنے طور پر
اہتمام کر رہے تہے سب ہنرمند کامل فن اپنا اپنا کام کر رہے تہے کوئی تیرون مین
نئی پر گیریان لگاتا تہا کوئی کمانپر حلقہ چڑہاتا تہا کوئی چقماق کے پرزے صاف
کر رہا تہا کوئی کپی مین بجلی کی بارود بھر رہا تہا کوئی کسی سے کہتا تہا میرے
طپنچے کا پتہر ٹیڑہا ہے ایک عقیق کا پتہر دینا کسی کا کسی سے اشارہ تہا ذرا بہائی
چہرے دانی اوٹہالینا کوئی گولیان ڈہالتا تہا کوئی کہیسی مین سی کارتوس
نکالتا تہا غرض اوس شب کسی نے سونے کا نام نہ لیا شاہزادہ بہی کروٹین بدلا کیا

بہار آئی اے ساقی گلعذار
کھلی گل ہوا لطف سیر و شکار

مرقع ہین سبزی سی دشت و جبال
ہرن مست ہین شوخ و نیچر غزال

گھٹا ونکی آمد ہے بارش کا تار
کبھی ہے تقاطر کبھی ہے پھوار

چمن مین عنادل ہین جنگل مین مور
وہ کوئل کی کو کو پپیہون کا شور

کہین جدول آب کی آب و تاب
کسی جا ہے لالہ کسی جا گلاب

گلستان کا ہے اب سبق بزربان
وہ موسم ہی کانٹی بھی ہین تر زبان

کھلین سب پہ اس دور کی فائدے
در میکدہ تو بھی اب کھولدی

شکار بطِ مے ہے مدِ نظر
دکھا سیر میخانہ اے باخبر

ہوئی دختر رز کو خلوت پسند
پری اب رہیگی نہ شیشے مین بند

ہوا ہی چہلا وا ہے بہت العنب
لگاوٹ قیامت ہی چہل بل غضب

نکلتی ہین اب رند بہی سیر کو
پلا جام ہونی جو ہی بس وہ ہو

صلا یاران

صیادان آہوے مرغزار تازہ بیانی شیر شکاران بیشہ سخندانی صید افگنان
دشت بلاغت شکار اندازان صیدگاہ فصاحت کباب نخچیر اس افسانہ بی نظیر
کی یون سیخ بیان پر لگاتے ہین بعد نصف شب اوٹھکر قضاے حاجت سے
فرصت کی ہاتھہ منہ دہویا پوشاک بدلی زرہ بکتر داستانی پہنکر خود سر رکھا ہتیار
لگائے رفیقونکو ساتھہ لیے دیوانخانے سے جلو خانے مین تشریف لائے گھوڑی خاصے
کے حاضر تھے شاہزادہ بہی سوار ہوا رفیق بہی سوار ہوئے پلٹنین رسالے جو موجود تھے
وہ بہی سلامی لیکر چلنے پر تیار ہوئے رسالونمین تُرم ہوا ڈنکون پر برابر چوٹ پڑنے لگی
افسرونکی یارونسے نگاہین لڑین پلٹنونمین طنبور ہوا وردی بجی صوبہ دارون
نے بولی بول کر آواز دی اوسوقت عجب بہار تہی وہ کیفیت بہی یادگار تہی
وہ تارونکی روشنی وہ آخر شب کی چاندنی آگے پیدل پیچہے سوار وہ سرخ سیاہ
وردیان جیسے لالہ زار وہ دہوندہلکی کا عالم وہ تہرکلونکا چمکنا وہ تلنگونکی بچے
ہوئے قدم وہ سوارونکی گہوڑونکی چلبلاہٹ وہ کرچونکی کڑکڑاہٹ وہ نشانونکی
پہریری ہوا سے اوڑتی ہوئے وہ پرچم وہ علم آگے آگے فوجین پیچہے پیچہے شاگرد پیشہ

اور دو اب بیچ مین شاہزادہ خورشید کلاہ قمر رکاب رفیق و مصاحب ہمین و یسا
جیسے چودھوین کے چاند کے گرد اختر سیار دور رویہ بیٹھے اور بہیر سے دور دور لوازم
شکار اور لوازمہ دار اپنی اپنی نوکری پر مستعد اپنے اپنے کام مین ہوشیار آگے آگے
ڈوریے تازیونکی جوڑیان لیے تازی وہ تازی کہ شیر و نسے بازی لیجائین ہنکام
صید افگنی کرگدن کو خاطر مین نہ لائین کمرین تپلی سینے چوڑی جب زور کیا دیو نکو
لی دوڑی باولی پاؤن سن چلے منہال چیتونسے کشتی لڑے زبانین نکالی دم کرتی
کبھی ادہر جا پڑے کبھی ادہر جا پڑے ایک طرف بادامی ابنوسے ماشی دگلے
پہنے ہاتھونمین پنجی صابری دستانی کاندہونپہ کہاروکی تھیلی باز شکرا چنچ بہری
لگر جھبڑ چرغ جرا کوہی ترمتی یعنی کل جانور شکاری پردار اور اوڑائے تیار ہیچے
چھکڑونپر نواڑ کے پلنگ بچھاونپر چیتے اور شیر و پلنگ بیٹھے ہر پلنگ کی چارون
کونون پر چار چار سہیلیے سبز سبز وردیان پہنے چوریان رومال لیے کوئی پٹھیہ پر
ہاتھہ پہیرتا یار بنا تا کوئی آواز لگاتا شیران بہادر کہکر جگاتا غرض قریب صبح
صادق مرغزار مین جا پہنچے ٹھہرنے والے ٹھہر گئے بڑہنے والے بڑہ گئے جنگل کی فضا

دیکھتے ہی غنچۂ دل کھلا سبزہ کی لطافت سے آنکھونکو اک لطف ملا کوسون تک
فرش زمردین نظر آیا دُرہاے شبنم کو دامن خضر پر لوٹتا پایا گل خودرسے وصحرا کو
بھرا دیکھا جوش طراوت سے خشک کانٹون کو بھی ہرا دیکھا اشعار

تہا وہ میدان فرح بخش کہ باغ رضوان — اک طرف دشت فضا ایک طرف آب روان
کہین جھیلین کہین چھر کہین سبزہ کہین گل — بی تکلف تو کمال اور تکلف بالکل
قیس کی خون سی کانٹونکی زبانین گلگون — کوڑیالا تہا کہ ویرانی مین گنج قارون
خط گلزار کٹی دیکھہ کے جادی کی بہار — جھاڑیان وہ کہ ہو مہدی کی روش جنپہ نثار
شجر بید کہین سرو لب آب کہین — سایۂ نخل کہین پرتو مہتاب کہین
کسی جانب کو چنار اور کہین بید لگا ہوا ڈہاک — طرفہ دلچسپی مین جسپہ تصدق افلاک

ٹیلونپر مدار کے درخت اسطرح جیسے تورے کے خوانونپر گلدستے یا متوالونکی پگڑیونپر طرے تحریک ہواسے یہ اشعار از قدرت خدا عجب مدار بڈہے بڑہیونکے اوڑنے گمان ہوتا تہا کہ جنون کو بلند حوصلگی کی ولولے ہین عیار چالاک و طرار تبدیل ہئیت آسمانکی خبر لینے چلے ہین تہوبڑ تمہارا چودہا رامہوسونکا نخل مراد اکسیر کی

بوٹی کا ہمزاد جھیلو نمین مرغابیان پنڈبیان بطین قازین پریان شرخ اس
کثرت سی کہ پانی نہین نظر آتا ہے جب ہوا کی چلنے سے پانی ہلتا ہے اور موج
آتی ہے کنارہ چھپ جاتا ہے ڈبری آباد ترائی گلزار ساحل پر بگلے کلنگ کبوتر
صحرائی مشیار گوہی بھرکے ٹپے پر ہرن چرتے غزال چوکڑیان بھرتے کسی طرف
چیتل پاڑہے نیل گاؤ نظر آئے کچھ چرنے مین مشغول کچھ آدمیونکی آہٹ سی چوکنے
اور گردن اوٹھای ادہر دختونپر مرغان سحر کے چہچہے اودہر پہاڑکی چوٹی پر چکورونکی
قہقہے گھوڑی میدان پاکر ہوا مین بھرے اچھلی کرنے لگے برچھون طرارے بھر بھر کر
اوترنے لگے ہر شہسوار نے باگ کا پودہا روک کر راہوار کی گردن پر ہاتھہ مارا اس
بیٹا بس یہ کہکر چمکارا شاہزادۂ عالیقدر نے کہا صاحبو نماز پڑہ لو پھر سیر و شکار مین
مشغول ہو یہ سنتے سوار اپنے اپنے گھوڑونسے اوترے اور زمین پر زین پوش بچھائے
خدمتگار شاہزادے کا بھی مصلی لیکر آئے سب نے آب جاریسے وضو کیا اور بکمال
تفریح فریضۂ سحری بجالائی تسبیحین پڑہین سجدۂ آخر کیا سوارہوئے اور گھوڑونکو پوتدی
پر رکہہ لیا ناگاہ ایک ہرن جسکا معشوق کا بران سنگوٹیان سونیسے منڈہی

مخملی کارچوبی جھول پڑی چوکڑی بھرتا ہوا سامنے کچھ دور پر نظر آیا شاہزادہ دیکھتے
ہی بی اختیار ہوگیا اور بیساختہ یہ کلمہ زبان پر لایا شاید یہ آہو کسی شوقین کا پالا ہوا ہے
غفلت مین چھوٹ کر یہان آگیا ہے خبردار نہ اسے کوئی تیر مارے نہ گولی لگائے
نہ کوئی شخص اسکے پاس جاوے مین اپنے ہاتھ سے اسے گرفتار کرونگا اور جناب عالیہ
کو جاکر دونگا رفیق تو سب ناتجربہ کار تھے نہ اس اسرار کو خود سمجھے نہ سمجھایا شاہزادے
نے گھوڑیکو قدم قدم بڑہایا قریب جاکر چاہتا تھا حلقہ کمانکا گردنمین ڈالدے
ہرن نے چوکڑی بھری ساتھ ہی اسنے بھی گھوڑا اوڑایا مگر کیا ہوتا ہے یہ رہوا تو وہ
دو چار ہی جست مین رمنے سے باہر تھا غرض لگا کر لیجا طرفۃ العین مین صید وصیاد
دونون آنکھون سے اوجھل ہوگئے رفیق گھبراکر تعاقب مین دوڑے لیکن یہ وہ اسرار تھا
جسکا پتا ملتا ہے نہ چند خاک اوڑائی مگر دونونکی ہوا بھی نپائی وزیرزادہ قمر طلعت اور
عیار سبک سیر زمنہ مؤلف العینی تلاش اور تجسس کی جادی کو نچھوڑا چرخ تفرقہ
انداز کا وار چل گیا یہ دونون اور طرف نکل گئے شاہزادہ اور طرف نکل گیا باقیماندہ
سب اپنی اپنی جگہ پر حیران تھے آخر سرگردان ہوکر جہانسے بڑھے تھے اوسی مقام پر

پھر گئے تمام دن چشم براہ رہے کرب انتظار اور اضطرار سے انواع انواع طرح کے
صدمے سہے نہ شاہد مقصود کی صورت نظر آئی نہ کسی طرف سے کچھ خبر آئی آفتاب
مغرب مین پہونچا دنیا تیرہ و تار ہوئی جدائی کی رات بال کھولے نمودار ہوئی اشعار

وہ شب تہی کہ ناگن بلا تہی کہ شام	تہا نور کا نام کو جسمین نام نہ تہا
وہ بھیڑ وہ جنگل وہ آفت کی رات	کہی تو کہ آئی قیامت کی رات
شرربار تہا اژدہا با فلک	ستارونپہ تہا نیش عقرب کا شک
دیا باد صرصر نے سبکو فشار	زمین کی طرح ہلگئی کوہسار
ہوئی بجھہ کی خاموش شمع و چراغ	گھٹے اہل ماتم پڑے دلمین داغ

کسی نی فریاد کی کسی نے گردش چرخ سے داد بیداد کی کوئی بولا کل
بازپرس کا دن ہے اب عتاب سلطانی سے بچنا غیر ممکن ہے ہای حضرت شاہزادے کو
پوچھینگے تو کیا جواب دینگی شرمندہ و خفت زدہ ہو کر آنکھین جہکا لینگے آہ آہ
خورشید کوہر پوش کے مقدر مین تباہی تہی ہماری قسمت مین روسیاہی تہی
وائے تقدیر آسمان نے ابہی چال کی افسوس صد افسوس جان بہی گئی آبرو بہی گئی

بعضے بتقضاے محبت درختونسے سر ٹکراتے تھے یہ بیان کرتے تھے اور آنکھو
خون دل بہاتے تھے ہاے وہ آہو بڑا داغ دے گیا خدا جانے شاہزادی کو کدھر
لگا کر لے گیا ہے ہے ستم ہوا ہے ہے خوشی مین غم ہوا ہاے کیسی بلا مین گرفتار ہو گئے
ہے ہے شکار کیلئے کیا آئے خود شکار ہو گئے سب تمام رات یہی ماتم رہا شہر شخص مبتلاے
رنج والم رہا صبح ہوتی روتے پیٹتے شہر کو چلے مگر اس ہیئت سے کہ گریبان دریدہ
سر کھولے چہرونپر خاک ملی جس طرح کسی بادشاہ کے جنازے کے ساتھ جلوسی
فوج ہوتی ہے اوس فوج کی یہ کیفیت تھی ہر ایک دم بخود تھا سکتے کا عالم تھا
تصویر کی صورت تھی سوارونکے منہ اوترے قربوس پر سر جھکے آنسو روان
نقیبون کو نالہ ور ذربان ڈنکے والے چوب سے انگشت بدندان نجیبونکی ورزیان
سوگ کی نشانی مبیر وسامانی دلیل پریشانی نشان بردار دردمند دشقی نشانون کے
بند غرض خاک اوڑاتے ماتی باجا بجاتے داخل دارالامارہ ہوے یہان بادشاہ کو
از روی رپچہ معلوم ہو چکا تھا عجب طرح کا شور ہو رہا تھا کیا شہری کیا بازاری
جسے دیکھیے مصروف اشکباری نوحہ وشیون ہر طرف ہر گھر مین ماتم کی صف

صاحبات محل مین رقت کا جوش وخروش بادشاہ سکوت کے عالم مین خاموش
دستور لمعظم جاری تھا وہ اپنے بیٹے کے لیے جان کھوتا تھا سوار شتر سوار ہر کارے
چار و نطرف گئی ہوئے تھے ایک ایک منتظر تھا کہ آہی کسی جانب سے تو کچھ خبر آئی
آخر سب ٹاپ ٹاپ کر پھر آئے روتے گئے مصیبت کی خبر لائے بادشاہ کو جب ہر طرف سے
یاس ہوئی سلطنت اور ملک داری ترک کی گوشہ گیر ہوا یعنے فقیر ہوا انتظام ملک
وزیرون پر محول رہا سچ ہے جب وارث تخت و تاج نہو پھر سلطنت کا کیا مزا یہان تو
یہ صورت ہوئی اب سنیے کہ شاہزادے پر کیا گذری جاتے جاتے وہ آہو نظرون سے
پوشیدہ ہو گیا اوسوقت اسکی آنکھین کھلین اور ہوش ہوا کیا دیکھتا ہے کہ ایک
جنگل سنسان ہے نہ بوے عمارات نہ آبادی کا نشان ہے کوسون تک سناٹا ہے
نہ کہین چرند ہے نہ پرند کا نام ہے ہر طرف سے سائین سائین کی آواز آرہی ہے عجب موہوم
مقام ہے گل بوٹے کا کیا ذکر خار و خس بہی نایاب سایے کے بدلے دہوپ ہے پانی کی
عوض سراب ہے آفتاب بالاے سر ٹہیک دوپہر ہے دہوپ آفت کی گرمی
قیامت کی لو چل رہی ہے زمین مثل خپر رنگ بدل رہی ہے ہنگریزی نگاری مین

ذرّے شرارے ہین آسمان صاعقہ بار اور ہوا انشبار ہے خاک اوڑ رہی ہے کہ
زمانہ دھوان دھار ہے کپڑے بدن پر وبال ہین سلاح مثل آہن جلد اور لال ہین جھونکا
باد سموم کا آگ لگائے دیتا ہے مین اسقدر گرم ہے کہ گھوڑا نعل در آتش ہی ہر بار
ٹاپ اوٹھا لیتا ہے شاہزادہ یہ عالم دیکھکر نہایت گھبرایا حواس اوڑ گئے کلیجہ منہ کو آیا
گرمی سے زہرہ آب ہوا شدت حرارت سے بیتاب ہوا پیاس کے مارے زبان مین
کانٹے پڑ گئے رنگ متغیر ہوا تیور بگڑ گئے ہر بُن مو سے پسینہ جاری ہوا غش طاری ہوا
پانی کی جستجو مین گھوڑا اوٹھایا کبھی ادھر گیا کبھی ادھر آیا

رہی بزم دلچسپ پریستان	پریستان مین یہ تکلف کہان
یہ جلوے حقیقت مین ہین یادگار	یہ دلکش مرقع یہ نقش و نگار
لگائین ہین آنکھین نظر باز سب	پری ہے کہ شیشے مین بند العنب

پیالہ ہے یا چشم مخمور ہے | صراحی ہے یا گردن حور ہے
عجب حسن و صورت کی تاثیر ہے | خوشا لطف جو شی ہی تصویر ہے
مگر نقش ارژنگ ایجاد کے | مرقع ہین مانے و بہزاد کے
وہ ساقی کی غمزی وہ عشوی وہ ناز | وہ رندونکی چشمک و سازش وہ ساز
کسیکو نہین فکر نیکی بدی | زہی ہوشیاری زہے بیخودی
ہواہی جو حسرت کدی مین گذر | مجھی بہی یہ مشرب ہی مدنظر
تمناہی اس دور مین جام کی | کہ پروا نہو ننگ اور نام کی
بنون رند مشرب قدح نوش ہون | رہون ہوش مین یا کہ بیہوش ہون
ز راہ چشم انصاف ساقی او مہر | کہ بیخود ہون یہ صورتین دیکہکر
نہ بت بن ابای حسن کی سر غنا | خدا کے لیے اپنا بندہ بنا

مصوران صورتکدۂ انشا پردازی نقاشان نگارخانۂ سخن طرازی چہرہ پیرایان
شبیہ خوش معانی رنگ بروطرازان تصویر نازک خیالی صورتنگران ارژنگ
تقریر رنگ آمیزان مرقع تحریر رنگ فروغ افسانہ نیرنگ نگار کو اس صورتسے

چہرۂ بیان پر لگاتے ہین ناگاہ چار دیواری ایک باغ کی نظر آئی دیکھتے ہی
جان مین جان آئی روح نے تسکین پائی پھولون کی مہک دماغ کو بسانے
لگی گرمی مین ٹھنڈی ٹھنڈی بہشت کی ہوا آنے لگی قریب جا کر اور لطف اوٹھایا
دروازہ کو مانند دیدۂ مشتاق کے کھلا پایا گھوڑے سے اوتر کر اوس بوستان جنت نشان مین
داخل ہوا اور نگاہ غور سے ہر طرف دیکھا سبحان اللہ عجب بہار تھی عجب رنگ تھا
باغ تھا یا نگارستان ارژنگ تھا پھول پتی نقش دلپذیر گل بوٹا تصویر بیل
پتری پرکار سے بنی ہوئی وہ سرخی کا خط وہ سبزی کی نازک تحریر دیکھی ہوئی
چمن مرقع باغ وبہار نہال سایہ دار سرو شمشاد باقامت دلجو سرمکھ اور دوبدو
گلاب کی ورقونکی شبیہین لاثانی سنبل مو قلم مہر و مانی وہ سوسن کا رنگ
لاجوردی وہ لالہ کی سرخی اور سیاہی وہ گیندیکی زردی چاندنی کا سفید
تمام باغ پر چھاوی گل بیضا کی ہر ورق پر تفسیر بیضاوی نیلوفر آبی سوچ مکھی
آفتابی وہ کلغی کی بیرخی وہ نرگس کی چشم نیم بازوہ شبو کی بھائی صورت وہ
کیتکی کا انداز وہ گلو کا رنگ وہ لبنا وہ یاسمن کا رنگ وغیرہ ملتا جلتا چنبیلی کی بھینی بھینی

پیالہ ہے یا چشم مخمور رہے | صراحی ہے یا گردن حور ہے
عجب حسن و صورت کی تاثیر ہے | خوشا لطف جوشی بھی تصویر ہے
مگر نقش از رنگ ایجاد کے | مرقع ہین مانے و بہزاد کے
وہ ساقی کی غمزی وہ عشوی وہ ناز | وہ رندونکی چشمک وہ سازش وہ ساز
کسیکو نہین فکر نیکی بدی | زہی ہوشیاری زہے بیخودی
ہوا ہی جو حسرت کدی مین گذر | مجھی بھی یہ مشرب ہی مدنظر
تمنا ہی اس دور مین جام کی | کہ پروا نہو ننگ و نام کی
بنون رند مشرب قدح نوش ہون | رہون ہوش مین یا کہ بیہوش ہون
ز راہ چشم انصاف ساقی ادھر | کہ بیخود ہون یہ صورتین دیکھکر
نہ بت بن ابای حسن کی سزا | خدا کے لیے اپنا بندہ بنا

مصوران صورتکدۂ انشا پردازی نقاشان نگارخانۂ سخن طرازی چہرہ پیرایان شبیہ خوش مقالی رنگ بروطرازان تصویر نازک خیالی صورتگران ارژنگ تقریر رنگ آمیزان مرقع تحریر رنگ و روغن افسانہ نیرنگ نگار کو اس صورتسے

چہرۂ بیان پر لگاتے ہین ناگاہ چار دیواری ایک باغ کی نظر آئی دیکھتے ہی
جان مین جان آئی روح نے تسکین پائی پھولون کی مہک دماغ کو بسانے
لگی گرمی مین ٹھنڈی ٹھنڈی بہشت کی ہوا آنے لگی قریب جاکر اور لطف اوٹھایا
دروازہ کو مانند دیدۂ مشتاق کے کھلا پایا گھوڑے سے اوترکر اوس بوستان جنت نشان مین
داخل ہوا اور نگاہ غور سے ہر طرف دیکھا سبحان اللہ عجب بہار تھی عجب رنگ تھا
باغ تھا یا نگارستان از رنگ تھا پھول پتی نقش دلپذیر گل بوٹا تصویر بیل
پتی پر کار سے بنی ہوئی وہ سرخی کا خط وہ سبزی کی نازک تحریر دیکھی ہوئی
چمن مرقع باغ وبہار نہال سایہ دار سرو شمشاد باقامت دلجو سرمکھ اور دوبدو
گلاب کی ورقونکی شبیہین لاثانی سنبل موقلم بہزاد ومانی وہ سوسن کا رنگ
لاجوردی وہ لالہ کی سرخی اور سیاہی وہ گیندیکی زردی چاندنی کا سفید
تمام باغ پر حاوی گل بیضا کی ہر ورق پر تفسیر بیضاوی نیلوفر آبی سوچ مکھی
آفتابی وہ کلغی کی بیرخی وہ نرگس کی چشم نیم باز وہ شبو کی بجائی صورت وہ
کیتکی کا انداز وہ گلونگا رنگ مدلنا وہ یاصبا کا روغن قاز ملنا بیلی چنبیلی کی بھینی بھینی

خوشبو شاعرونکی نازک خیالی بڑہانے والی دارلبست کی تاک سیاہ قلم کی
یاد دلوانے والی وہ انگریزی پہولونکا نیا رنگ نرالا ڈہنگ کوئی شوخ رنگ
کوئی نیم رنگ طاؤس طنّاز بلبلین زمزمہ پرداز گلونکے عکس سے آبجو کے دونی
بہار ہر طرف پیدا یہ گلشن ہر سمت سرجوشی لالہ زار یہ معلوم ہوتا تہا کسی مصور نے
خدائی کا دم مارا ہی آئینہ طلسم بہشت کا چہرہ اوتارا ہی اور گرد باغ کے گنگا جمنی
چار دیواری جسمین جواہر کی مرصع کاری چارون کونون پر چار برج بیشب کا نوری
کے وہ بڑ ڈلک کہ جنپر نگاہ پہسل جاے اونکی چمک دمک دیکہکر آفتاب آنکہہ چرائے
وسط صحن مین الماس کی بارہ دری نور و تجلی سے بہری در و زمین کاشانی مخمل
کے زرد وزی پردے پڑے عیاذاً باللہ سر پر دہ عرش سے بہی چار ہاتہہ بڑہے
وہ سلطانی بانات کا سائبان جسپر چرخ اطلس کا گمان چبوترے پر گنگا جمنی معرق
بصد آب و تاب بجاے خود آفتاب اور چوبین سونے کی شعاع آفتاب اوسمین جابجا
موتیون کی وہ نایاب جسپر دیکہکر ابر نیسان آب آب سامنے ایک حوض پکہراج
کا چشمۂ خورشید کا جواب بلکہ چشمۂ خورشید کو بہی اوس سے حجاب وہ لعل رمانی کی

پیریان وہ یاقوت احمر کی لب گردان وہ تہرا ہوا پانی جسمین لطافت آب
زندگانی صفائی کا یہ حال کہ منہ نظر آئے ہزار تہ کی بات ہو مگر کھل جاوے وہ سطح
آب تہا صانع نے اپنے کمال کا اظہار کیا تہا اوس حوض مین جو پیریان جواہر
کی پڑی تہین تو آئینہ جواہر مین لگا دیا تہا فوارے چھوٹ رہے تہے دیکھنے والے
مزے لوٹ رہے تہے ازبسکہ چار طرف جوش لالہ وریحان تہا حوض بہی وہ بہار
دیکھکر اوصاف مین ترزبان تہا تحریک ہوا سے جو نہالونکو جھومتا پایا پانی
بہی بیساختہ وجد مین آیا ہر چند شاہزادے نے جسد نسے آنکہہ کہولی تہی
ہزار ہا مکان شاہانے دیکہہ چکا تہا مگر اس عمارت لاجواب کو دیکھکر بیچ رہگیا
عقل دنگ ہوگئی بہوک پیاس جاتی رہی ناگاہ برج مغرب سے ایک صدائے جانفزا
آئی جسکے سنے سے روح بیچین ہوگئی کان لگاکر جو سنا تو معلوم ہوا کوئی شخص
بلحن داؤدی قرآن پڑہ رہا ہے آواز کیا ہے اعجاز ہے قرات کیا ہے قدرت
خدا ہے عجب وقت ہے عجب ہوا ہے تمام باغ گونج رہا ہے بے اختیار دل اس
صاحبدل کا اوس آواز پر کہنچا بیتابانہ زینے کی راہ سے برج پر پہونچا دیکھا

کہ ایک پیر مرد روشن دل باروے نورانی بساط سلیمانی پر بیٹھا مصداق
افضل قرأت القرآن نظراً تلاوت مین مشغول ہے توجہ خاطر شاہد جمع قلب
قرأت وفصاحت گواہ حسن قبول ہے ہر آیہ پر وقف تہلیل ہی ہر منزل پر توحید کا
دم بھر رہا ہے قرآن کیا پڑہتا ہی گویا خدا سے باتین کر رہا ہی صورت سے رعب
وجلال پیدا ہے چشم وابرو سے عظمت وشوکت ہویدا ہے سامنے مصحف زیبان
بالای سر ایک خادم مہذب بگس ران شاہزادہ وہ لب ولہجہ دیکھکر متحیر ہوا بالعالم محویت
جہان پہونچا تہا وہین رہگیا پیر مرد نے جب تلاوت سی فرصت پائی اوسکیطرف
آنکھہ اوٹھائی اسنے تسلیم کی اوسنے دعا دی کہا آیئے تشریف لایئے منیزبان
نے مہمان کو اپنے پاس بلایا اور بکمال تکریم پیش آیا ازراہ کشف گذشت
کے پتے دیے اسرار نادیدہ بیان کیے نہایت تشفی کی بہت سی تسلی دی
اس تقویت سی شاہزادے کی خاطر پریشان جمع ہوئی تعریف وتوصیف
مین اوسن بزرگ کی زبان کہولی شاہ صاحب نے خادم سے اشارہ کیا اوس
رمز شناس نے طعام بہشت لاکر دستر خوان پر چن دیا درویش حقیقت کیش نے

کہا بابا فقیر محتاج شکستہ خاطر ہے تکلف بر طرف ماحضر حاضر ہے شاہزادی نے گردن
جھکالی اور وہ نعمت غیر مترقبہ نوش کی غرض کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خداوند عالم
کیا پیر مرد نے کہا اگر کسل راہ سے طبیعت سست ہو تو آرام فرمایئے نہیں جاکر گلگشت
باغ کیجیے دل بہلایئے جس جگہہ کی چاہیے سیر کیجیے اختیار ہے لیکن ایک مقام پر کچھہ
اسرار ہے یعنی بارہ دری کا پردہ نہ اوٹھایئے گا وہان تشریف نہ لیجایئے گا شاہزادی
تو مشتاق سیر تہا اوس ارشاد کو تسلیم کیا اور برج کے نیچے اوترا اشعار

دوبارا جو کی بوستان پر نظر	ہوا اور ہی کچھہ سمان جلوہ گر
تمازت مین گلگشت گلشن بخیر	مثل ہے کہ ہے دن ڈہلی لطف سیر
وہ سرخی شفق کی گلون کی بہار	فلک لالہ گون اور زمین لالہ زار
وہ سبزا فدا جسپہ بال ہما	خوش آیند گل آب جو خوش نما
کہین بلبلون کی ترانونکی دہوم	کہین طائران چمن کا ہجوم
نہ سردی نہ گرمی نہ سایہ دہوپ	درختون پہ جوبن نہا لونپہ روپ
وہ چلنا ہوا کا زیادہ نہ کم	چٹکنا شگوفون کا وہ دمبدم

کہین مائل رقص طاؤس مست	کسی جا گل و لالہ ساغر بدست
وہ سامان تہا یادگار بہشت	حضور نظر تہی بہار بہشت
اور اک سمت بارہ دری وہ شان	پرستان کا ہوتا تہا جسپر گمان
حقیقت تو یہ ہی وہ بارہ دری	اکہاڑی کے اندر کی تصویر تہی

المختصر دن سیر اور تماشے مین تمام ہوا وقت شام ہوا ساری باغمین خود بخود روشنی ہوگئی گل چاند بنگئی ہر طرف چاندنی ہوگئی ہندیکی ٹٹیان روشنی کی ٹٹیان بنگئین پہولون نے ستارون پر چمکین کین شاہزادہ نے دل مین کہا یہ طرفہ عجائبات ہے اللہ اللہ کیا دن تہا کیا رات ہے سبزہ سوکھ کی کرن ہے ہر شجر شجرۂ وادی ایمن خوشے انگور کے عقد پروین سرو شمشاد فانوس زمردین کانٹے ہلال شگوفے ماہ باکمال پتیان جگنو کی طرح چمکتی ہین بجلی کوندتی ہے یا ڈالیان لچکتی ہین نہر کے گرد عجب تجلی کا سمان ہے آئینہ مین باغ کہلاہے پانی مین چراغان ہے حباب قمقمی موجین شمع طور زمین سے آسمان تک نور علی نور شام پر صبح کا گمان ہر شب برات کی آرائش نوروز کا

سامان ہے طائر اشیانون سے باہر نکلے آتے ہین مرغ سحر چہچہاتے ہین
خورشید گوہر پوش یہ سیر دیکھتا قریب بارہ دری کے پہونچا وہان سب سے زیادہ
تکلف تہا ہر چند پردے پڑے تہے مگر مضمون در پردہ سامنے ہاتھہ باندہے کہڑی تہی
وہ پردے آنکہونکے پردے تہے یا دیدہ اہل بصیرت یا آئینۂ تصویر کہ حجاب اونکا حجاب
نگاہ نتہا بس سو حکم شاہ صاحب کے اور کوئی سد راہ نتہا نمایش کا عجب قرینہ تہا
تمام حال آئینہ تہا بارہ دری دلہن تہی وہ حجاب گہونگہٹ تہا دیکہنے والون کا دل
اولٹ پلٹ تہا یا نقاب یوسفی سے نور طلعت نمودار تہا یا مراقبہ ارباب کشف سے
جلوۂ اسرار تہا وہ شیشہ آلات کا نور وہ تجلیون کا ظہور وہ روشنی سہانی وہ آرایش
شہانی سب طرہ یہ کہ پریونکا مجمع سجیلی صورتون کا مرقع شاہزادہ کیفیت دیکہکر
بیخود ہوگیا مطلق شاہ صاحب کی ممانعت کا خیال نرہا بی تکلف حجاب
اوٹہا دیا یا بالمشافہ جاکر اون صورتونکا نظارہ کیا کیا دیکہتا ہے کہ حسینین
نازنینین جہرمٹ کیے کہڑی ہین اللہ رے حسن کہ نگاہین قدسیون کی لڑی ہین
مگر ایک عالم حیرت ہی ہر شخص تصویر کی صورت ہی نہ کوئی اپنی جگہہ سے سرکتی ہی

نہ کسی کی پلک جھپکتی ہے یہ جمین ایک نوجوان سارے مرقع کی جان عجب شان
دکھا رہی ہے غیر کا کیا ذکر محجبون کو دیوانہ بنا رہی ہے حسن اوس لعبت دلفریب کا
سب پر بالا ہی وہ چاند ہے اور دور سہیلو نکا ہالہ ہے وہ بھولا بھولا مکھڑا وہ پیاری
پیاری صورت وہ آئینہ رخسار بی زنگ و بی کدورت سادگی مین لاکھ طرح کے
بناؤ خودداری مین ہزار طرح کا برتاؤ خاموشی مین گویائی کا انداز لب پر مایۂ اعجاز
آنکھین سحر ساز خندہ زیر لب سی تبسم پیدا سکوت سے تکلم ہویدا وہ گدرایا بدن
وہ ابھرا ہوا جوبن حور کیصورت پر یکا پیرایہ تبونکی طرح حسن خداداد حصے مین آیا
سر سے پاون تک سب عضو سانچے مین ڈہلے قیامت کی کیا مجال کہ اوس قامت
سے بڑہ چلے شاہزادہ یہ عجائبات دیکھکر حیران ہوا نہایت پریشان ہوا کہا
الٰہی یہ کیا ایجاد ہی یہ بت ہین یا پرزاد ہین یہ قالب عجب قالب ہین خدا جانے
مطلوب ہین یا طالب ظاہر مین چپ باطن مین گویا مجاز کی تپلیان حقیقت
کی جو یا یہ سب سرمست بادۂ سرجوش ہین سخت حیرت ہی کس وجہ سی خاموش ہین
اسمین کچھہ نکچھہ اسرار ہی شائد انہین کسی کا انتظار ہی دیکھیون کون آتا ہے

مقدر اب اور کیا دکھاتا ہے غرض دیر تک سکوت کے عالم مین کھڑا رہا
ورطۂ حیرت مین پڑا رہا لیکن باوجود این انتظار بیحد صدائے بخواست ندائی برنامد
بالآخر دلکو ٹھہرایا اور قدم جرأت بڑہایا تو دیکھا جا کہ بے اختیار اوس صدر محفل
کے مُنہ پر مُنہ رکھدیا اور غور سے ملاحظہ کیا اب دیکھا تو معلوم ہوا کہ نہ پریزاد ہے
نہ بنی آدم ہے صنم کدۂ آصفی کا ایک عنا صنم ہے مگر دل سے آواز آئی کہ یہ نقل
در اصل وجیہے بی شبہ یہ کسی کی شبیہ ہے اور سب اسی جلسے کی نظیرین ہین
یہ اسکی ہم جلیسونکی تصویرین ہین واللہ یعلم یہ اس باغ کی مالک و مختار ہے
قاف کی تاجدار ہے مگر تنہائی مین کس سے استفسار کرتا کون تہا کہ اس راز
نہفتہ کا اظہار کرتا اوسی وارفتگی کے عالم مین اوس صورت نا آشنا اور معنی آشنا
کیطرف متوجہ ہوا گردن مین ہاتہہ ڈالکر لب پر لب اور سینے پر سینہ رکھکر کہا
ایجان جان ای غارت گر دین و ایمان اے تاب و توان عاشق رنجور ای صبر و
قرار دل ناصبور کچھ اپنا حال کہ قریب ہے کہ دم میرا گھٹ کر نکل جاے حد کے ایسی
چپ نہ لگ دیسے دل طناز بان سے زبان لڑا آنکھ سے آنکھ چار کرا ای ظالم

جسطرح مین تجھے پیار کر رہا ہون تو مجھے بھی پیار کر کبھی اوسی حالت مین منہ
پر منہ رکھکر پکارتا تھا کبھی اون سخت سخت چھاتیون پر ہاتھ پھیر کر اپنے سینے پر تھپ
مارتا تھا غرض دل ہی دل مین بوس و کنار کے مزے اوٹھاتا تھا بیخود شراب
جوش مستی سے بیچین ہوا جاتا تھا کبھی دم سرد بھرتا تھا کبھی شعر پڑھکر نتین کرتا تھا

چپ ہو کیون کچھہ منہ سے فرماؤ خدا کیواسطے	آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے
پاس سوائی کا دونون جانبون سے شرط ہے	مین تمھین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

مگر وہ سنگدل کب زبان کھولتی تھی سب کچھہ سنتی تھی مگر منہ سے نہ بولتی تھی
صورتسے لگاوٹ کا اظہار تھا ہر بات پر اس شعر کا اشعار تھا بیت

بفکرم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید	خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

الحاصل جب کسی طرح اوس راز نہفتہ کا سراغ نپایا کف افسوس ملتا پر دیسے
باہر آیا دلمین تجویز کی کہ یہ اسرار شاہ صاحب بیان کرینگے اس مشکل کو وہی
آسان کرینگے یہ سوچ کر پھر برج پر گیا اور حضور پیر مرد سر جھکا کر بیٹھا شاہ صاحب
نے کہا کیون کیا حال ہے کیا فکر ہی کیا خیال ہے کہیو گلگشت کا لطف اوٹھایا

اب کونسا گل کھلایا غمگینونکی صورت نہ بنائیے ذرا گردن اوٹھائیے فقیر سب
جانتا ہے بندہ یہ تیور پہچانتا ہے واہ ری بچپن اسدرنی تجربہ کاری زہے بیخودی
خوشا بی اختیاری وہان باپ کی نصیحت نمائی شکار کی دُھن مین جنگلون کی
خاک چھانی یہان فقیر کا کہنا خاطر مین نہ لائی سیر کو گئے جانسے سیر ہوکر آئی ایسے
سن رسیدہ کی بات مانتے ہین بابا بزرگونکے قول کو آیت و حدیث جانتے ہین
مینے اول ہی باصرار کہدیا تھا کہ بارہ دری مین کچھ اسرار ہے اب دل گرفتہ
ہونا بیکار ہے اور مزا یہ ہے ایک تو کہنا نمانا دوسرے یہ کہ اوس تصویر کو کسی کی
شبیہ جانا اب صورت فرضی کا اشتیاق ہے بیوجہ صدمہ فراق ہی صاحبزادے
خدا خدا کر وخبط کی دوا کرو معاذ اللہ بتونپر عاشق ہونا اور بحالت کفر جان کھونا
شاہزادے نے آبدیدہ ہوکر کہا حضور اگر اسکا پتا نپاؤنگا تو یقین جانیے ابھی
ٹرپ کر چلا جاؤنگا آپکو قسم ہے اپنے ملت و مذہب کی سچ بتایئے یہ کس کی تصویر ہے
اب محمد خانمان خراب کی جان بچنے کی یہی تدبیر ہے پیر مرد نے کہا استغفر اللہ کا
اندیشہ تھا آخر وہی ہوا کہا سنیے ملک مغرب مین ایک شہر یاقوت نگر ہے وہانکا

یاقوت شاہ نامی ایک شہریار ہے وہ جو پادشاہ ہے یہ اوسکی نورنگاہ ہے
اسکے حسن کی پرستا نمین چرچے رہتے ہین اسے ملکۂ مہ جبین یاقوت پوش
کہتے ہین شاہزادہ بولا مین پہلے ہی سمجھا تہا شکر ہے مظنہ میرا باطل نہوا خیر شعر

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

پیر مرد نے کہا وہ محل وہ ہے جہان ہوا کا گذر نہین وہان آفتاب و ماہتاب
کو تاب نظر نہین انسان کو چاہیے اپنے حد سے نگذرے دعوے بیجا نکرے ادعاے
امر خلاف قیاس و ناممکن عین نادانی ہے انجام کار ندامت و پشیمانی ہے
قطع نظر اسکے جسے نادان اپنے زعم مین عشق سمجھے ہین وہ سوداے خام ہے یہ کام
ہمیشہ ناتمام ہے یہ سودا ہے سودیہ نمود بی بود ہے یہ دشمن نام و ننگ ہے یہ ہزار رنگ
نیرنگ ہے یہ تیر دل دوز ہے یہ شعلۂ جانسوز ہے اس سے آبرو پر حرف آتا ہے
اس سے نام وضع مٹ جاتا ہے یہ بہانۂ مرگ مفاجات ہے یہ پیمانۂ بزم خرابات ہے
یہ بدنامی اور رسوائی کی دلیل ہے بوالہوس ہمیشہ ذلیل اسنے فرشتون کو
کنوین جہکائے اسنے زاہدونکو کفر کے رستے بتاے اسنے عاقلونکو دیوانہ بنایا اسنے گیانیونکو

بیگانہ بنایا مجنون کو بیابان مرگ کیا فرہاد کو حکم کوہکنی دیا یہ صورتین
شہد سیرت مین زہر ہے یہ بندونکے حقمین خدا کا قہر ہے ہان جنکے دلمین
حقیقت کی محبت بسی ہے اون لوگون نے عشق پر مرکسی ہے وہ عشق
عشق مولے ہے یہ طریقہ البتہ افضل واولے ہے تبون کی الفت مین ایمان کا
زوال عز تکا نقصان ہے اللہ کی محبت مین دین کا استحکام آبرو اور شان ہے
عشق مین تین حرف ہین اور ہر حرف مشعر حقیقت عین سے عبادت شین سے
شغل قاف سے قناعت جسکی اس رمز پر نگاہ ہے وہی حقیقت آگاہ ہے عالم اسباب
مین سب فنا کا اسباب ہے اسکا آرزومند برباد وخراب ہے مآل اندیشی ضرور ہے

جہالت فہم وفراست سے دور ہے شعر	دنیا یہ خاک طالب دنیا یہ خاک ہے
عشق خدا کرو کہ وہ بہت ہے پاک ہے	نہ کہ یہ عشق جو دنیا دارون پر آفت لاتا ہے

ناتجربہ کارون کو مصیبت مین پہنساتا ہے اسے خبط کہتے ہین حق دوست اس سے
دور رہتے ہین دنیا وہ پیزال شوہر کش ہے جسنے ہزارون کی جان لی
اسکے ہاتھ سے کسے راحت ملی یہ عجب بیوا ہے غضب بیوفا ہے ہر روز نیا آشنا

کرتی ہے ایک کو چھوڑتی ہے دوسرے پر مرتی ہے بدکاری کی فکر مین مستی کی
جہل مین آج اسکی گود مین کل اوسکی بغل مین اسکے عاشق دربدر کی ٹھوکرین
کہاتے ہین ہزارون طرحکی ذلتین اوتہاتے ہین عورتین شوخ چشم معشوق
مزاج اسی کے ہم فن ہین انکے بہی یہی طریقے ہین یہی چلن ہین عیاری
انکی سرشت ہی مکاری انکی سرنوشت ہی انکے مکر کا ذکر قرآن مین آیا ہے

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ خدا نے فرمایا ہی

شوخیان حسن کی پردہ مین کہاتی ہین
دام مین کاکل خمدار کے لاتی ہین
لوٹتی ہین اوسے خواہان حسن پاتی ہین
رات دن چاہنے والی کو ستاتی ہین

خاتمہ انپہ ہے دنیا مین جفاکاری کا
خوب آتا ہے طریقہ انہین عیاری کا

پہلے عاشق کو لبہاتی ہین بنکر نادان
پہر وہ کرتی ہین وہ تیری کہ نہین جنکا گمان
انکی الفت پہ محبت پہ نہ بہولی انسان
کسکو پہل انسے ملا کس کی برآئی ارمان

غنچہ خاطر افسردہ نہ کہلتے دیکہے

سیکڑون صاحبدل خاکمین تلتی دیکھی

لیلے نے مجنون سے کیا وفا کی یہ دیوانہ ہوگیا اوسے وحشت بہی نہوئی فرہاد نے
تیہرے سر پہوڑا شیرین نے خسرو کو نچہوڑا ایسی بیوفاؤنسے خدا واجب ہے اس
ارادی سے درگذر واجب ہے یہ ہین پرفریب و پرپیچ ہین دنیا کے عاشق بہی
ہیچ ہین معشوق بہی ہیچ ہین ایک تو معشوقونکی بیوفائیان باعث رنج و
ملال ہین دوسرے یہ کہ خود مورد زوال ہین بزم افروزی شمع رات کی رات
ہی صبح ہوتی اندہیرے ادہر وہ بجہی ہوئی پڑی ہے اودہر پروانونکی خاک کا
ڈہیر ہے بلبل جی بہر کے دیکہنے نہین پاتی ہے کہ بہار گلونکی خزان ہوجاتی
ہے غرض نقش و نگار ہستی بے بقا نقش بر آب ہین ہیذرے نے موذیہین
یہ ستارے حباب ہین انہین بوالہوسون مین بہت سے ایسے عاشق ہین کہ انہین
معشوق تک رسائی دشوار ہے نہ مرنے پر قابو نہ جینے پر اختیار ہے چکور چاند کے
عشق مین انگارے کہاتا ہے اور حسرت سے آسمانکی طرف دیکہکر رہجاتا ہے تاطاؤس
ابر کی ہوا خواہی مین بیقرار اور ابر ہوا گہوڑے پر سوار المختصر بعضے حسرت وصال مین

زار و نجور بعضے باوجود نزدیکی دورای نوجوان مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے
فقیر دوستانہ سمجھاتا ہے اس نقش باطل کو صفحۂ خاطر سے دھو ڈال اس حسرت بیجا کو
دلسے نکال ای مدہوش و بیہوش کہان تو کہان ملکۂ بہ جبین یاقوت پوش نواح
پرستانین بنی ادم کا جانا معلوم اور بالفرض اگر پہونچا ہے تو گو مہرا دکا ہاتھ آنا
معلوم اس راہ مین سیکڑون منزلین جانگزا ہین ہزارون مرحلے روح فرسا ہین
کہین دن ہے کہین رات ہے کہین عالم نیرنگ ہے کہین طلسمات ہے بٹھے بٹھائے
خاک چھاننا مشکل کو سہل جاننا کونسی دانائی ہے تصویر دیکھکر دیوانے ہوگئے اسپر
بیگانے ہوئے یہ کیا دلمین آیا ہے کیا سمائی ہے شاہزادہ نے کہا حضور کا ارشاد بجا ہے
میرے فہم کی خطا ہے مگر آپ انصاف فرمائین بشر باوجود اختیار مجبور ہے میرا قصور نہین
بشریت کا قصور ہے گستاخی معاف جس دل پر عشق کی تاثیر نہین وہ پتھر ہے
انسان بے مذاق جانور سے تبر ہے نبی ولی قطب امام اس سے خالی نہین
یہ اسرار یہ از کسپر چالی نہین مگر مایہ الامتیاز گونہ امتیاز ہے فقط فرق حقیقت
و مجاز ہے لیکن مجاز حقیقت کا زینہ ہے ڈاک ہے وہ نگینہ ہے اول لفظ ہے

آخر معانی پہلے حرف شناسی پھر نکتہ دانی علاوہ اسکے دنیا آئینۂ تمثال ہے
سب صورتون مین اوسی کا خیال ہے دلکو محویت آنکھونکو حیرت ہی کثرت
مین وحدت اور وحدت مین کثرت ہے بقول ذکی

پروانی کو دُھن شمع کو لو تیری ہی	عالم مین ہر ایک کو تک و دو تیری ہی
مصباح و نجوم و آفتاب و ماہتاب	جس نور کو دیکھتا ہون ضو تیری ہی

اور اگر کوئی یہ کہی کہ عاشق تن ہوکر عورتون کے دام فریب مین آئی اور صورتسے
دل لگائے یہ کچھ کلیہ نہین کہ سب عورتین خلقت و سرشت مین ایک ہین جناب من
جو بدہین وہ بدہین جو نیک ہین وہ نیک ہین جہان انکے مکر کی مذمت کی ہے
وہان عصمت و پاکدامنی کی بہی تعریف کی ہے سورۂ یوسف مین وہ خبر دی ہے
سورۂ مریم مین یہ خبر دی ہے خداوند عالم نے حضرت حوا کو پہلوے آدم سے
پیدا کیا اور حکم تزویج دیا دنیا مین پریان بہشت مین حورین گھورنے والی
یہان بہی گھورین وہان بہی گھورین ناحق کا جھگڑا ناحق کا قصہ ہے
ہمارا یہ حصہ آپکا وہ حصہ ہے الحاصل طول کلام بیجا ہے مجھے حضور سے مناظرہ کرنا

نازیبا ہی مختصہ ہے کہ گنہگار پیشہ عشق مجازیسی دلکو گذار کرتا ہے دیکھون اس
مرحلے مین قدم ٹھہرتا ہی یا نہین ٹھہرتا ہی پہلے یہ کڑیان جھیلونگا سختیان اوٹھاونگا
بعدازین انشاالله بزرگونکے فیض صحبت سی جادۂ حقیقت پر آجاونگا دیکھیے تو پردۂ
غیب سی بفضل الله کیا ظہور مین آتا ہی بشر پر جیسی پڑتی ہی ویسی جھیل جاتا ہی بیت

بھر کاری کہ ہمت بستہ گردد	اگر خاری بود گلدستہ گردد

پیرمرد نے کہا ماشاالله کیون نہو ہان مہربان معید من الله ہو جو جی چاہی کہو مین
آپکی فصاحت و بلاغت کا قائل ہوا سر مطلب اور اصل مدعا حاصل ہوا جو صورت
آج نظر آئی ہے مینے اسکی اپنے مرشد سی خبر پائی ہے یہ گفت و شنود برای امتحان ہے
بلکہ بزید ایقان الحمدلله چشم مشتاق پر نور ہوئی کلفت انتظار دور ہوئی آپ حقیقت
آشنا ہین آپ طلسم کشا ہین رہائی چند بندونکی آپکی توجہ پر موقوف ہی یہ وجہ ہے
کہ طبیعت حق طویت اس طرف مصروف ہی اوسکی قدرت کی عجب کارخانہ ہین
کار برابر یکے ہزارون بہانے ہین اس پر دیمین تعلق خاطر کی ضرورت تہی سبحان الله
حل مہمات کی یہ صورت تہی ای شہزادۂ عالی حشمت سلیمانی مبارک دعوے

صاحبقرانی مبارک مگر ذرا فقیر کے مرشد کا مزار بھی دیکھہ لیجیے اول خاکسار وہ
ڈھیر پر قدم رنجہ کیجیو وہ اللہ والا بھی نہایت آپکا مشتاق تہا ہمارا بس شوق تہا
از حد اشتیاق تہا اگر آج وہ بزرگ زندہ ہوتا تو کسقدر خوش ہوتا افسوس حسرت
دیدو دیدار دلمین لے گیا ہنگام رحلت جہان لو اسسے تعلیم کہی آپکے بہی
پتے دیے اگر وہ اوالعزم آنکلے تو ہماری طرف سے بہی یا اللہ کہنا اور جب تک
وہ صاحب کرم کرم کری بدل سرگرم مدارات رہنا شاہزادی نے کہا مین
آنکھو نسے اوس بزرگ کی زیارت کو چلون گا مین اوس ولی اللہ سے فیض روحانی
لون گا پیر مرد بولا زمانہ اوس اہل اللہ کے فاتحہ خوانی کا جسے عرف عوام مین
عرس کہتے ہین بہت قریب ہے جلسہ قابل دید ہے لطف بہی عجیب وغریب ہے
اگر ایک ہفتہ توقف کیا جاہی تو وہ زمانہ بہی آجاے شاہزادی نے بدل اقرار کیا
اور اپنے بہی ذوق شوق کا اظہار کیا شاہ صاحب نے کہا بسم اللہ اب آپ شمالی
مین مقام کرین وہان جاکر استراحت فرمائین آرام کرین آپکا تشریف رکھنا
باعث شگفتگی خاطر تہا فقیر کے ذکر و شغل مین فرق آئیگا ورنہ یہ مکان حاضر

خورشید گوہر پوش نے کہا مجھے آپکی تکلیف منظور نہین وہ برج بہی تو کچہہ دور نہین
قلعۂ بندہ توجہ خاطر نزدیکی و دوری پر نہین موقوف ہی جو اسکا پابند ہی وہ نہایت
بیوقوف ہی امیر ہو یا غریب ہو دل سے قریب ہو پیر مرد بولا یوہین ہے اسمین کچہہ
شبہہ نہین ہے یہ کہکر خادم سے ایما کیا وہ صاحب تہذیب شاہزادی کو برج شمالی مین
لے گیا وہ برج کیا تہا گویا خورشید منزل تہا یا عارفونکا خانۂ دل صفائی مین
لاجواب تجلی مین آفتاب ظاہر مین مختصر باطن وسیع پر تکلف پر فضا ہوا دار فسیح
کل چیزین ضرورت کی مہیا حریر و دیبا کے پردے لطیف سندس و استبرق کا فرش
زیبا تصویر و نسے مرقع شیشہ آلات سے آئینہ مسہریان چہپر کٹ دنگل کرسیان قرینہ
بقرینہ مکاندار خدمت گار منتظر احکام شاہانہ احتشام امیرانہ اہتمام شاہزادہ حسین
انتظام دیکہکر نہایت مسرور ہوا صدمۂ غربت اور غبار کلفت ہر ایک کی دلسے
دور ہوا ابہی آتے ہوئے دیر نہوئی تہی کہ وہی خادم سات خوان توری کے لایا
اور خدمتگارون نے بہی لطف خدمت گذاری دکہایا کوئی سلفچی لایا کوئی
آفتابہ لایا کسی نے ہاتہہ دہلوایا کسی نے دسترخوان بچہایا آبدار صراحی جہنا

تہالی جوڑ لیکر سامنے استادہ ہوئے غرض سب اپنے اپنے کام پر مستعد اور آمادہ
ہوئے شاہزادہ نے نعمت خانہ مین بیٹھکر خاصہ نوش فرمایا بعد فراغ گلوریان
سونے چاندیکے ورقونکی آئین حسن محفل آیا مگر تعلق خاطر نے دن کو تڑپایا
اور راتون کو جگایا آخر بھزار مصیبت ہفت گذرا اور عرس کا دن آیا فقط

پلا جام ای پیر مغ خم کی خیر — فقیرونکا میلہ ہی رندونکی سیر
بہار آئی بدلی ہوا رت پھرے — یہ ہی دور یا نقش گردا وری ہے
مزی بس ہین اب جال اور قال کی — ملا ہی یہ دن بعد اک سال کی
زہی عرس ہی سیکشون کا ہجوم — تری دم سی ہی سب یہ حلبیہ دہوم
کوئی رند ہے دست بوس سبو — کوئی جام سے لب بلب دو بدو
کسیکی صراحی کی گردن مین ہاتھ — کوئی ساقی مست کی ساتھ ساتھ
صدا عشق مولی کی ہے چار سو — کہین شور قلقل کہین ہای ہو

نئی رنگ ہین ہر قدح خوار ہی | عجب سیر ہی طرفہ اسرار ہی
زرا دیکھہ آزاد و صفون کی بیچ | فقیرونکی باتین ہین مستون کی دبیچ
یہ وہ راہ ہی جسمین ہی بھول چوک | رہی سب سی جاری طریق سلوک
گنڈہی مے کہ ہے مجمع اہل درد | یہ دعوت تو ہی فرض ای پیر مرد

قوالان مجلس عرس معجز بیانی غزل سرایان صوفی خانہ رموز دانی مجذوبان کمنبد پیچ و تاب فکر سخن سرائی سالکان راہ باریک نازک ادائی مستان بادہ معرفت سرار مدہوشان شراب حقیقت اسمار ہو حق سرایندگان حلقہ تحریر یاہو گویندگان سلسلہ تقریر یا معان غنای بلاغت مستمعان سرود فصاحت مریدان خانقاہ فقرہ پردازی مرشدان عبادتگاہ مضمون طرازی نغمہ توحید اس داستان کرامت نشان کو بزم مشتاقان بیان مین اسطرح ادا کرتے ہین خورشید گو ہر پوش ہر روز بعد نماز صبح شاہ صاحب کے سلام کو جاتا تہا اور کچہہ دیر بیٹہکر پہر آتا تہا بعد ایک ہفتے کے جو شاہزادہ سلام کو آیا شاہ صاحب نے فرمایا بابا فقیر نے جس روز کو کہا تہا وہ یہ روز ہی ہے بیٹوا اونکو یہ روز نوروز ہے آج مرشد کا

دلسہی اور خاتمہ خیر ہے فقیرون کا سیلہ ہے امیرونکی سیر ہے بادرہ دریکی
پشت پر اصطبل ہے وہان تکلیف فرمایئے حوکہوڑا پسند آئے اوسپر سوار ہوجایئے
زندگی راعشق خدانے یہ دن دکہایا آپ تشریف لیچلیے فقیر بہی آیا شاہزادی
نے کہا مین تواس دنکا منتظر تہا بہت خوب بہت مبارک بہت اچہا یہ کہکر اوٹہا
اور اصطبل مین گیا ایک اسپ خوش خرام پسند آیا سئیس فوراً کس کساکر ساز
ویراق لگاکر تہان سے باہر لایا شاہزادہ سوار ہوا ہر ایک اہل دل وحشمت
بہیمہ اور باہمہ دیکہکر نہرار جانسے نثار ہوا ہے خرامان خرامان سواری چلی

کہی تو کہ بادِ بہاری چلی	وہ گلگلون وہ موسم چمن زارکا
وہ جلوہ مہ ومہر وسیارکا	وہ رہوار جم جم کی بننے لگی
کہ طاؤس طناز تننے لگے	اوڑائی صبا نی گلون کی شمیم
لگی لوٹنے ہر قدم پر نسیم	نظر پر وہ دلکش ادائین چڑہین
وہ توسن بڑہی یا امید بن بڑہین	اللہ اللہ وہ جریدہ سواری تہی

یا قدرت باری تہی چار طرف قدسیونکی نگاہون کا ہجوم تہا دلون سے غبار

اور روی زمین سے نقش قدم معدوم تہا تعیناتی خدمتگار خوش قطع
خوش وضع طرحدار آگے آگے روان گلے مین محمودیکی چنی ہوئی چپکن سیر
گہیرے دار گل انار پگڑیان وہ جالی لوٹ کے رومال جنپر دل لوٹ پوٹ
وہ کپاسی پیازی رنگ وہ اودی اودی گرنٹ کی گوٹ اونسے کمر کسی ہوئی
اور ڈیرہ گرہ دی ہوئی جنسے سوار یکی شان دیکہی دیکہتا رہگیا ہر شخص کو
حیرت ہوئی ہر شخص کو سکتا ہوا ایک دوسرے سے پوچہتا تہا کیون بہائی یوسف
کا بہی ایسا ہی جمال تہا حضرت سلیمان کا بہی اسیطرح کا جاہ وجلال تہا اللہ اکبر
ایسے بہی بندہ خدا ہین یہ طرز اور یہ انداز سب سے جدا ہین تصویر رقعہ رقعہ قبہ درگاہ
نمودار ہوا فضای صحن بہشت آشکار ہوا جدہر آنکہہ اوٹہائی قدرت خدا نظر آئی
وہ بازارین آئین بندہ وہ دلچسپ راہین وہ کوسون تک بیچوبیچ سراچہ بارگاہین
دنیا دنیا عالم عالم ہجوم خاص وعام مسیدنی کی کثرت تماشائیون کا اژدہام
ہر قسم کی دوکان ہر طرح کا سامان کہین سوداگر نامی ونامدار ایک ایک سے آمد
روزگار ایک ایک ملک التجار کہین نجد کے گہوڑونکی وہ لین جسکا نظارہ

وص عین

فرض عین کہین ہاتھیونکا وہ کجلی بن نمودار جس سے ساون بہادون کی
گھٹائین شرمسار کہین میوات کی اونٹ ناگور کے بیل قشون درقشون خیل
درخیل میدان کا تو یہ سامان اور دوکانونکی یہ شان ہر جگہ قدرت خدا کی
جلوہ گری ہر دوکان تحائف بیش قیمتی سے بھری کشمیر کا پشمینہ حلب کا
آبگینہ بنارس کا مشروع گلبدن زربفت کمخاب عمدہ تحفہ نادر نایاب دیمانی
مخمل کاشانی روم کا دیبا مصر کا حریر غرض ہر شے بے مثل و بی نظیر کہین
سفید کپڑا ڈہاکی کی جان وہ ململ اور جامدانی کے تھان وہ جھیرونکی نمود
وہ اشیای نادرالوجود وہ جواہر کی گٹھریان وہ جزائر یورپ کی کشتیان ایک ایک
موتی پادشاہونکا درۃ التاج ایک ایک نگینی کی قیمت سکندر کی سلطنت کا
خراج اونکی تجارت کا کیا مذکور جنکے قبضے مین کوہ نور کوہ طور جوہری ایکطرف
شیشے موتی والونکا کارخانہ امیرانہ اور شاہانہ وہ اونکی ثقتہ وضعین وہ اسباب
وہ دوکانون کی آب و تاب درگاہ کے دروازے کے سامنے شہر کے دوکانداروں کی
گرم بازاری ہر طرح کی درستی ہر طرح کی تیاری ایکطرف حلوائی ایکطرف

مان بابی ایکطرف کبابی کولے دہکا رہے ہین کباب لگا رہے ہین ایکطرف
لونگ چڑے والی غل مچا رہے ہین تماشائیونکا ہجوم ہے خوانچے والونکی دہوم
ہے کوے سے کہوا چہلتا ہی وصل کا فرا ملتا ہے کوئی پکارتا ہے کڑاکی ریوڑیان
کسیکی صدا ہے اگلابی گنڈیریان کوئی یہ کہ رہا ہے اجی پیڑون مین مزا ہی سنکر
سبز مرچ بگڑیان باندہے میوونکی تہالیان ہاتھونپر رکہے ایکطرف یہ شور ہے
بوٹ ہین ہرے بھرے ایکطرف یہ غل ہے اجی سلمٹ کی رنگترے کہین یہ پکار ہی
ہان جی ہولے کی بھونگا رہے کہین برف والی مشکیان سرونپر سنبہالے کہین
قالودے والے کہاروے کی لنگیان خوانچونپر ڈالے ہار والے بدہیان کاندہونپر
ڈالے کہہ رہے ہین کہان ہے تماش بین رنگیلا البیلا لوجی ہار ہین چہپتے لگن ہار بیلا ہی
پلنگ توڑ بیلا متصل دروازہ اونچے اونچے تختونپر الایچی دانے والونکی دوکانین
جنہین تمام مسلمان حلوائی اپنا پیر جانین وہ الایچی دانے ستارونکی طرح خوشنما
وہ سہری بیلے کی بہاری گوندہی جسکی خوشبو روح افزا وہ سرخ سبز شمعونکی
لٹکنے کی شان وہ کوری کوری چلمونکے شمعدان ہر مرتبہ یہ سناتی ہین

ہر بار یہ آواز لگاتے ہین یہ شہید کی زیارت ہی مشتاقونکو بشارت ہی مدد دو
یا مسعود روشندل منت والونکی منتین مراد والونکی مرادین حاصل قریب
دروازے کے پہونچکر گھوڑے سیسونکو دیے اور آپ مع رفقا داخل بارگاہ ہوے وہان
اور لالہ زار تہا وہ صحن گلشن بخار تہا دروازے سے درجۂ آخر تک چاندنی کے فرش
سے چار طرف چاندنی پہیلی بلکہ اوس سفیدی اور براقی کے سامنے چاندنی پہیلی
وہ بارگاہ سلیمانی کا شامیانہ وہ صحبت وہ جلسہ وہ دور وہ زمانہ محفل پر نور
اہل محفل پر سرور حاضرین مجلس اہل اللہ مشتاق کتنے مشتاق وہ فقیر وہ
جتنے اکثر حال وار دا کثر مشیر سے مقیم تہی جلالیے بڑی بڑے دسپنے ہاتہو مین لیے
محکمۂ فقر کے کوتوال بگڑے دل صورت صاحب جذب صاحب جلال قلندر استینونکے
چاک اولٹے دنیا سے دست دار خسر وکیطرح گویا معرفت کی جو یا حقیقت کے طلبگار
رسول شاہی صورت نمائی مین فرد حقیقت آگاہی مین وحید امید مشتاقان دیدار
آرزوی طالبان دید مدار یگیروی چادرین لپیٹے منہ پر راکھہ ملی فنا فی اللہ
کے حوصلے دم مدار کے ولولے بینوا صفائی پر دل دیے چار ابرو کا صفایا کیے

ظاہر و باطن کا ایک قرینہ سراپا بی زنگ ہمہ تن آگہنہ قادریے پیرو پیران پیر
تہید سعوتکے دستگیر پشتی جنکے قبضہ مین تمام ہندوستان اونکے طفیل تکیے
فتح نشان ارباب طریقت کے معین اصحاب حقیقت کی کفیل وہ شنجرفی تہمد
شہیدونکے بانی شہادت کی دلیل سہروردیے حالت جذب مین لغزے کرتے
صابری صبر و شکر کا دم بھرتے وہ ازادونکی ٹولیان وہ اونکے آوازے
وہ بولیان سہ اسہاک سہاگنونکا لباس پہنے وہی آرایش وہی گہنے جب ہاتہہ
اوٹہاکر بہاؤ بتایا بیدل لوٹنے لگے صاحبدلونکو حال آیا ڈہولک بج رہی ہے
قوالی ہو رہی ہے ہوحق کی صدائین بلند ہین صاحبان کیفیت محویت کے عالم
مین جہوم رہے ہین آنکہین بند ہین استنے مین شاہ صاحب بہی آئے اور
شاہزادے کو اپنے ساتہہ صدر محفل مین لائے حضار مجلس نے عشق مولے کہکر
سلام کیا شاہ صاحب نے کرم مولے فرماکر جواب دیا پہر تو رونق محفل دوبالا ہوگئی
زمین ہمسایہ عرش اعلی ہوگئی لطف سماع و سبد مہنے بڑہ لگا ہر شخص قابل حال قال
ہوکر قوالونکے قول کا کلمہ پڑہنے لگا تاثیر نغمہ ترسی چوب خشک کو بہی لیدگی

صوفیونکی طرح شامیانے کی چوبونکو جنبش ہونے لگی معرفت خوانی مقام
دانی ہوہی تھی کہ ایک متنم خوش گلو نکیسہ خونے یہ غزل خسرو کی شروع کی

ای چہرۂ زیبای تو رشکِ بتانِ آذری	ہر چند وصفت میکنم در حسن ازان بالاتری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری	وز ہر چہ گویم برتری حقا عجائب دلبری
گرد جہان گردیدہ ام مہر تبان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
خسرو غریب و گدا افتادہ در شہر شما	باشد کہ از بہر خدا سوئی غریبان بنگری

صاحبان عشق کو گذار طبیعت ضرور ہے العاشق اہل المعرفت مشہور ہے یہ سننی ہی
شاہزادی کے دلپر چوٹ لگی ضبط کی طاقت نہی رنگ رخ خاکستری ہوگیا
بیخود دیکے عالم مین آکر خود ویسے بری ہوگیا بیتابی خاطر کی بیلوں کل آئی آنسو جنجر دھل
دھل آئے تصور معشوق مین ہی کھونے لگا ہچکیان لے لیکر رونے لگا آخر اہل دل تھا
فی الحقیقت ایسی وقت مین صبر مشکل تہا ہاے جو جانے وہ مانے بیگانہ عشق
کیا جانے سرو بستان یاد دہانیدن دیوانہ را در محفل پریرویان نشانیدن

بلبل کے آگے گل کا افسانہ ذکر شمع پیش پروانہ رقیق القلب کے حضور مرثیا
دردمند کے سامنے آہ و بکا مجنون اور لیلی کی داستان فرہاد اور شیرین کا بیان
مستسقی اور ترغیب آب بدمست اور کثرت شراب زخمی اور چاندنی دل افگار
اور سینہ زنی سودائیونکی صحبت مین عاشقانہ اشعار شیدائیونکے جلسے مین معشوق کا
اشعار اوس فرقت نصیب دوراز حبیب مشتاق وصال مبتلائے رنج و ملال کا
یہ حال ہوا بسطرح کوئی پھوڑیکو چھیڑدے ہر شعر سے کلیجے کے ٹکڑے اوڑی ہر ایک
سے دلپر تیر پڑے ہر نکتے نے کارنشتر کیا ہر زمزمی نے گلے پر خنجر پھیرا اب کس کے
سنبھالے سنبھلے یہ حال دیکھکر ہر صاحب حال بیحال ہوا اہل مجاز کو مجاز کا
اہل حقیقت کو حقیقت کا خیال ہوا کسی نے بیساختہ آہ کی کسی نے حیرت سے
نگاہ کی کوئی ہے دوست کہکر پکارنے لگا کوئی چیخین مارنے لگا کوئی زندگی سے
منہ موڑنے لگا کوئی دم توڑنے لگا کسی کو لوٹتا کسی کو پھڑکتا پایا جا بجا رقص بسمل
کا تماشا نظر آیا حق ہے مشاہدۂ حقیقت کا یہی مقتضا ہے صاحبدلون نے سچ کہا ہے

جانکنی عشق کی تقریر نہو کیا معنی	اہل تاثیر مین تاثیر نہو کیا معنی

شاہ صاحب نے یہ کیفیت دیکھکر قوالونسے کہا بس صاحبو رنگ محلس دگرگون ہے
چپ ہوجاؤ مولنسے ارشاد کیا کہ شاہزادی کو سنبھالو جلد فنس مین ڈالکر لیچلو
فوراً سنتے خورشید گوہر پوش کو ہاتھون ہاتھ لیا اور فنس مین لاکر سوار کیا
شاہ صاحب بھی باغ مین آئے شاہزادہ بھی آیا وہان قتل ہوا میلی نے خاتمہ
پایا رات کو جب شاہزادہ ہوش مین آیا تو شاہ صاحب نے خود قدم رنجہ فرمایا
کہا آج تو آپ اچھا رنگ لائے خوب کیفیت مین آئے اپنے ساتھ اورونکا بھی
تباہ حال کیا کس کا تصور کیا کسکا خیال کیا دیکھیے لگی اسکو کہتے ہین اللہ والے
اس دُہن مین رہتے ہین یون دل آئے جب تاثیر دکھائی عود مُلگتا ہے جب خوشبو
دیتا ہے دریا جوش مین آکر خوب لہرین لیتا ہے ہنوز منزل ناتمام ہی سودا خام
ہے ہنوز جرعۂ اولین ہے ہنوز دور و تسلسل نہین ہے ہنوز بادہ درسبو ہے ہنوز
نالہ درگلو ہے ہنوز شاہد تمنا پر حجاب ہی ہنوز روی مدعا زیر نقاب ہی ہنوز نقل
دور از اصل ہے ہنوز منزلون کا فصل ہے مگر دلمین کیفیت پیدا ہو چلی
صورت معرفت ہویدا ہو چلی ادنےٰ توجہ مین یہ حال ہوا کہ ضبط محال ہوا

اونکے دلون کو دیکھا چاہیے جو ہمہ تن درد سر یا لذت ہین عین محبت اور
عین محنت ہین بے درد اونپر ہنستے ہین ناقہم آوازے کستے ہین حاصل اس
طول کلام سے یہ کہ تقریر فقیر لاطائل نہین یہ گفت و شنود تحصیل حاصل
نہین سنیے ارباب معرفت کے دو فریق ہین اصحاب کیفیت کے دو طریق ہین
ایک سالک و خاموش ایک مجذوب و مدہوش کہتے ہین کہ رتبہ سالک کا
مجذوب سے زیادہ ہے وہ عامل بالارادہ ہے یہ نے ارادہ ہے وہ لبریز ہے
اور چھلکتا نہیں مخمور ہے اور بھکتا نہیں یہ سرشار ہے اور بے اختیار بیتاب ہے
اور بیقرار وہ ہوشیار ہے یہ مستانہ یہ بلبل ہے وہ پروانہ شیخ شیراز نے بھی
سلوک کو اختیار کیا ہے یعنی سالک کو مجذوب پر فوق دیا ہے اشعار

ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد
این مدعیان در طلبش ہیچ ندانند	کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

مجذوب بیچارے جذب کے ہاتھون گرفتار بلا ہوتے ہین جوش مین اگر
مصیبت مین مبتلا ہوتے ہین منصور کے حق مین زبان سولی ہوگئی

سب تقریر فضولی ہوگئی دنیاداروں نے اوسے کافر ٹھہرادیا معاذ اللہ
بندے کو خدا بنا دیا دنیا کے عاشقوں کا بھی یہی حال ہے انکی بھی یہی
مثال ہے انمین بھی ایک فرزانہ ہے ایک دیوانہ فرزانہ وہ جسنے معشوق کے
راز کو کھلنے نہ دیا دیوانہ وہ کہ خود بھی رسوا ہوا اور اوسے بھی رسوا کیا پس
عاقل کو ایک اشارہ بس ہے زیادہ ہوس ہے اگر سلسلہ اولے کے پابند ہوگئے
جہان رہوگے اچھے رہوگے آیندہ اختیار ہے یہ تو ہم سمجھے ہوئے ہین کہ سمجھانا
بیکار ہے خیر جب زمانہ مصیبت مین پھنسائیگا اوسوقت یہ سمجھانا یاد آئیگا
طریقۂ عشق مین رازداری سے بھر کوئی تدبیر نہین اس عمل سے بڑھکر کسی
عمل مین تاثیر نہین دیوانگی سے کام بگڑجاتا ہے عجب خرابی پڑتی عجب پیچ پڑجاتے ہے
صاحب ضبط حتی الامکان راز کو چھپاتے ہین دل کی بات زبان پر نہین
لاتے ہین جب اغیار سرہوئے اور یار مصر ہوئے پھر کچھ نہین بنتی ہے یہ وہ بات ہے
اور وہ بوٹی ہے کہ دل ہی دل مین جمتی ہے شاہزادی نے کہا جیسا ارشاد ہوا
یوہین عمل مین آئیگا انشاء اللہ اسرار سربستہ اور مضمون نہفتہ کھلنے پائیگا

مجھے تو حضور نے بمصداق الانسان عبید الاحسان بندہ بنا لیا اس شفقت
بے نہایت نے شفقت پدری کو بھلا دیا اللہ اللہ یہ نصیحت محبت آمیز ہے
یہ فہمایش دل آویز ہے ہر نکتہ مین ایک بات ہے ہر بات مین کرامات ہے
یہ فرمان دستور العمل ہے یہ بیان آیات و حدیث کا حاصل ہے یہ دلیل ہدایت
کی دلیل ہے یہ سبیل رہنمائی کی سبیل ہے آپ تو میرے حق مین خضر ہین مقتدا
ہین ہادی ہین مرشد ہین رہنما ہین خدا نے مجھ گمراہ کو راہ سے لگایا کہ ایسے
اللہ والے کے قدمونکے تلے آیا مین تو حضور کا فرمانبردار ہون ان بیہودہ عنایتون کا
امیدوار رہون ایک تو یہ کہ راہ دیار یار بتایئے دوسرے اس امر مین تسکین
فرمایئے کہ شاید زمانہ حادث کوئی عقدہ لاحل بروی کار لائے تو اوسوقت بندہ
حضور کو کیونکر پائے شاہ صاحب نے ہنسکر فرمایا شاباش کوئی بات پنجے پنہائے
کوئی نکتہ رہنجائے بہت خوب اس حکم کی بھی تعمیل ہوئی جاتی ہے یہ راہ بھی
نکلی آتی ہے یہ کہکر قلم دوات کاغذ طلب فرمایا اور نقشہ جات اربع کا بنایا
ہر سمت مین دشت و جبال آبادی و ویرانہ شہر اور دریا کی توضیح کردی

ہر اقلیم کی بہ تقسیم سبعہ سیارہ تصریح کردی بیاض دیدہ کو نور سے اور صفحۂ دلکو
سرور سے بھر دیا مشرق مغرب جنوب شمال کو آئینہ کر دیا اوس صاحب ریاضت
کو ریاضی مین بھی ید طولے حاصل تھا اشراقیون اور مشائیونکے علم مین بھی
کامل تھا وہ نقشہ گویا یا دودُ کا نقش مربع تھا یا چار دانگ عالم کا زایچا نہین
اوس نقسے پر نقش حب کا اطلاق کرنا بجا ہے یا عاشقون کا خرجان کہنا
زیبا ہے کہا دیکھیے جانب شمال یہ جو کوہ پر برسکوہ ہے اسے کوہ قاف کہتے ہین
باعتبار مشہور یہ ہے کہ پریزاد اور سلاطین بنی جان اسی کے دامن مین رہتے ہین
ہر چند کہ یہ پہاڑ تمام دنیا کا گرد آور ہے مگر ابتدای آبادی اور درۂ اول اوسکے
عوام مین پرستان اسی کے نواح کا نام ہے الحق عجب پر فضا اور دلچسپ مقام ہے
اور وہ جو گوشۂ مغرب لیے ہوئے ایک شہر مینو سواد ہے وہ یاقوت نگار کی
بنیاد ہے اور یہ جو درمیانمین حد فاصل نمودار ہے یہ طلسم اسرار ہے غرض اس
نقشہ کے دکھانے سے یہ ہے کہ اگر جائیگا تو اس طلسم سے بچکر جایئے گا ورنہ بڑی
خطا اوٹھائیگا بہت بچتا ئیگا اور اگر خدانخواستہ کبھی کسیطرح کی کوئی دقت ہو

اور فقیر سے ملنے کی ضرورت ہو تو یہ چار نام ہین یعنی یا مسعود یا محمود یا موجود
یا موجود انہین یاد کر لیجیے بلکہ لوح دل اور صفحہ خاطر پر ثبت کیجیے نام خدا یہ نام
مفید نام ہین اسم اعظم کے قائم مقام ہین انمین جلالی اور جمالی دونون طرح کی
شان ہے انشاء اللہ کی برکت سے اس غریبت کی مشکل آسان ہے جب کبھی
کوئی مصیبت پیش آئے اور دل گھبرائے تو ان اسماے جلیلہ کو زبان پر لائیگا
بس بحکم اللہ فقیر کو وہین پائیگا خورشید گوہر پوش نے اوٹھکر تین تسلیمین کین
اور بہت سی دعائین دین کہا خداوند عالم آپکو سلامت و باکرامت رکھے
درخت اویس زندگی خضر علیہ السلام مسیح دے اوس نقشے کو لیکر مثل تعویذ دہنی بازو پر
باندہا کمال خورسند اور نہایت مسرور ہوا غرض کی کہ فدوی صبح کو رہگرای
منزل مقصود ہوگا پیر مرد نے کہا اب روکنا اور اصرار کرنا جبر صریح ہے خیر
بہت اچھا مگر کیا ہمارے پاس بھی نہ آئیگا بے ملے چلے جائیگا شاہزادی نے
کہا نہین حضور پہلے آپکے پاس آونگا بغیر رخصت وقدمبوسی کس طرح جاونگا
یہ سنکے شاہ صاحب تشریف لیگئے اور شاہزادی صاحب منتظر صبح بیٹھے برج کی

دروازونکو کھول دیا اور آسمان کو دیکھنا شروع کیا دنیا مین تین راتین
غضب کی ہین عاشق کے لیے شب انتظار اور حاجتمند کے لیے شب غربت
اور بیمار کے لیے شب تنہائی نہ بستر سے پیٹھ لگی نہ پلک سے پلک نہ کسی طرح قرار آیا
نہ کسی طرح نیند آئی ہر بار یہ دعا تھی الٰہی جلد یہ رات تمام ہو الٰہی جلد صبح کا
سر انجام ہو الٰہی یہ بلا کٹے الٰہی یہ پردہ تاریک آنکھونکے سامنے سے ہٹے غرض
تڑپ تڑپ کر اونہی رات کاٹی صبح ہوتے ہی جلدی جلدی نماز پڑھی پان مانگا
نہ حقہ طلب فرمایا کمر باندھتا شاہ صاحب کی خدمت مین آیا پیر مرد نے کہا
اللہ رسی مستعدی روز روشن کی بھی راہ نہ دیکھی کچھ سواری کی بھی فکر کی یا نہین
کوئی چیز ضرورت کی بھی ساتھ لی یا نہین خدا کی عنایت سے کسی شے کی
کمی نہین تکلف کو موقوف فرمایئے بے تکلف جس گھوڑے پر چاہیے سوار ہو جایئے
جس خدمتگار کو چاہیے ساتھ لیجایئے شاہزادے نے کہا حضور اس سفر مین
تنہائی کا لطف ہے پیادہ پائی کا مزا ہے آزادش کو تعلقات سے کیا غرض
بیسر و سامان کو سامان کی حاجت کیا ہے فقط بزرگونکی دعا کفایت کرتی

اس راہ مین کچھ اسطرح خوب گذرتی ہی شاہ صبا کو بھی امتحان منظور تہا کہا فی حفظ اللہ بسم اللہ

شعر بسفر رفتنت مبارک باد	بسلامت روی و باز آئے

بازو تھام کر کچھ سوری پڑہے کچھ آیہ دم کیے کچھ اس کانمین چپکے سے کہا کچھ اوس کانمین کہا ہاتھ پھیلا کر گلیسے لگایا اور سر پر دست شفقت پھیرا اسنے سلام رخصت کیا اوس بزرگ نے اللہ معک کہکر سر جھکا لیا

نہین دلکو زاہد یہ غفلت پسند	بتا راہ میخانہ ای ہوشمند
ملی راہ باد صبا لی اوڑی	ہوائی می دلربا لے اوڑی
غضب ہی کہ پابند ہون رند مست	کہان صومعہ اور کہان می پرست
مبرا ہی تکلیف سی یہ فریق	یہ مجذوب اور سالکون کا طریق
نہ سمجھین گی بی کوچہ گردی کیی	نہ سمجھا نہ سمجھا خدا کے لیی

نہ گھبرانہ ہونگی یہ بندی تباہ	ملی گا ضرور اک نہ اک خضر راہ
نصیحت کا اب قطع کر سلسلہ	مگر از رہِ لطف دی راحلہ
وہ توشہ ہی کیا بادۂ ناب ہی	یہی انکی راحت کا اسباب ہی
اوٹھا دی تکلف پلا دی شراب	نہ سوجھی گی بی اسکی راہِ ثواب
بغل مین صراحی ہو دلمین سرور	برابر ہی پھر راہ نزدیک و دور

رہ نوردان نئے زاد و راحلہ دیا بیقراری و بیتابی بیابان گردان نے توشہ آبلہ پا
بیخور و خوابی آبلہ پایان بادیہ پیمائی گرد آلودگان بیابان فراق یعنی پوشیدگان
منازل معانی و جویندگان مراحل سخندانی اس ماجرای غریب کو آشنای گوش
اظہار کرتے ہین غرض خورشید گوہر پوش شاہ صاحب سے رخصت ہو کر نکلا یا آفتاب
عالمتاب افق سے برآمد ہوا خسرو خاور نے مشرق سے مغرب کا رخ کیا یا خنک
مغربی نے کوہ قاف کا رستہ لیا ماہ سبک سیر سیار ہوا یا طائر اولوالاجنحہ اوڑنے تیار
ہوا مجنون کو صحرانوردی کی دھن ہوئی فرہاد نے کوہکنی پر کمر باندھی ہمت معین
تاب و توان ہوئی عزیمت عزیمت خان ہوئی پھلے قبلہ رو ہو کر رجوع قلب سے پڑھا

پھر بسم اللہ و باللہ و توکلت علی اللہ کہکر بڑہا تسکین کو روا روسی بدل کیا
سیر و فی الارض پر عمل کیا کانٹون نے قدمبوسی کے لیے سر اوٹھایا آبلون نے کف پا کو
مدبیضا بنایا ہر صحرا کو فضائے دل جانا ہر منزل کو قرآن کی منزل جانا پیادہ پائی کو
راہ دوست مین پا مردی سمجھا دھوپ کو سایہ گرمی کو سردی سمجھا باد سموم کو نسیم گلزار
تصور کیا گرد و غبار کو گلگونہ بہار تصور کیا سچ ہے طریق وفا مین تکلیف راحت ہے بیتابی
استراحت ہی ولولۂ شوق مین نخمین دم لیا کسی مقام پر آرام کیا بقول شاعر بیت

ایک جا رہتے نہین عاشق بدنام کہین	دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

باطن مین توشہ توکل تھا ظاہر مین درختونکے پتون پر اور جنگل کی جڑی بوٹی پر قناعت
کی ہنگام تشنگی چشمون کا اور چقرونکا پانی پیکر پیاس بجھائی جب بہت نیند نے غلبہ کیا
تو کہین تہر پر کنکر کہکر دم بھر سو رہا طرفۃ العین مین گہبرا کر آنکہین ملتا اوٹھا اور راہی ہوا
اگر کہین آہو دیکہہ پائے تو خیال چشم دلدار مین آنسو نکل آئے کبہی دیر خسار جانا نہین
گل خودرو پر منہ رکہکر روتا تھا کبہی مجنون کا ہم نشین سمجہکر بید مجنون سے بغلگیر ہوتا تھا
کبہی خون کف پا سے زمین کو سرخ زمین یاقوت نگار بناتا تھا کبہی گلرنگی خار سے

صحرا کو گلزار بناتا تھا کبھی فلک کو دیکھکر دم سرد بھرتا تھا کبھی ہوا سے خطاب
کرتا تھا صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را ۔ کہ سر بکوہ و بیابان تو داده مارا
ایک مدت تک در بدر خاک بسر رہا ایک دن جاتے جاتے ایک صحرائے پر فضا
اور مرغزار دل افزا مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک تختہ بہشت نمودار ہے کہین نرہ زار ہے
کہین لالہ زار ہی آخر روز ہے دھوپ ڈھل چکی ہی شفق پھولنے لگی ہی آسمان کی
رنگت بدل چکی ہی ٹھنڈا وقت ہی ہوا سنک رہی ہے پھول کھلتے جاتے ہین
پتی پتی مہک رہی ہی طاؤس بول رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین چشمے لہرا رہے ہین
کھیتیان لہک رہی ہین نہال خودسر ہین پھل خود رو ہین جا بجا پر نور ہین
ذری پر ضو ہین خار صحرائی گلونکو خار دیتے ہین دہانون کے کھیت اور لالے کے تختے
طرفہ بہار دیتے ہین کبک طاؤسونکو قہقہونمین اوڑا رہے ہین چشمہ آبشار بہار و ناز خرامی
لٹا رہے ہین صحرا قالب ہی اب روان روح روان ہی دریا عجب لطف سے جا رہی ہی عجب
لطافت سے روان ہی وہ آب شیرین کی حلاوت کا شور وہ گرداب کا دور وہ موجون کا زور
کشتی کے عوض عکس ماہ نو ہی جہاز دخانی کی جگہ آسمان کا پرتو ہی صحرا غضب دبدبے

دریای غضب دلکش ہے وہ لطف اور لطافت خدا سازد دیکھکر جان غش ہے
یہ مسافت زدہ مصیبت زدہ آفت رسیدہ زحمت کشیدہ یہ کیفیت دیکھکر اور رفت
ہوگیا گویا کسی نے چوب خشک مین آگ دیدی یا دیوانیکی بیڑی کاٹ دی
سودیکی افزونی ہوئی وحشت دونی ہوئی عجب حال ہوا کہا الٰہی پہاڑ و نمین
یہ گل لالہ تاریکی مین یہ اوجالا جی چاہتا ہے کہ آج رات کی رات یہان مقام
کیجیے دل بیقرار اور جان زار کو کونہ تسکین دیجیے ہرچند توقف ناگوار ہی تامل
دشوار ہے مگر خیر چونکہ دل گرفتگی سے حال غیر ہی لہذا یہ بہانہ تفریح اور حیلہ سیر ہے
یہ سوچکر اک آہ کی اور چار طرف نگاہ کی لب دریا ایک چبوترے پر درخت چنار
نہایت گھنا اور نہایت سایہ دار دیکھا یہ درماندہ وامانده اوس چبوترے پر جا بیٹھا
اور خشک و تر کا تماشا دیکھنے لگا اتنے مین سیاح ہفت اقلیم سموات فی منزل
مغرب مین جاکر آرام کیا چرندون نے اپنی اپنی جگہ لی پرندون نے بسیرا لیا
جنگل کے پھول آسمانکے ستارے چراغ جنگلے چراغ کیا بلکہ گوہر شب چراغ جنگلے
ہر جادہ نور افشان ہوا دریا مین جابجا بنسی چراغان ہوا شب کے چوتھے اول فی طلائی کی

فکر کی تار و نکی روندا و رکہکشان کی مشعل سا تہ لی خورشید گوہر پوش نے
دریا کنارے جاکر وضو کی تجدید کی اور نماز مغرب مین پڑہی یا محبوب سبحہ شماری
اور دم شماری کرنے لگا زبان سے شکر اور آنکھو نسے سرشک خون جاری کرنے لگا
کبھی دریا کو دیکھکر جوش مین آتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

کبھی بخیال دور اندیشی پریشان تھا یہ اظہار تھا اور یہ بیان تھا شعر

عاشق و شیدا ہوا ہون دلبر طنا کا	دیکھیی انجام کیا ہوتا ہی اس آغاز کا

کبھی دل ہی دل مین صدمے سہتا تھا آخر گھبرا کر کہتا تھا شعر

ہی یہ وہ درد کہ جس درد کا چارا نہین	وہان لڑی آنکہہ جہان اپنا گذارا نہین

شام سے تا نصف شب یہی الجھن یہی دہن رہی خواب خواب و خیال تھا
چشم اشتیاق تھی دل ٹھہرا نہ طبیعت نے تسکین پائی ناگاہ ایک طرف سے گانیکی آواز
آئی کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کہ اسی میدان مین کوئی گاتا ہی مگر آواز وہ آواز ہی
جسکی طرف دل کھچا جاتا ہی یہ سنتے ہی بے اختیار ہو کر اوٹھا اور اس مقام پر پہونچا

قریب جاکر جو مشاہدہ کیا تو یہ مشاہدہ کیا کہ ایک نوجوان خوشرو خوش الحان
طنبورہ لیے بہاگ الاپ رہا ہے وہ کرتب کا ولولہ وہ تحمر اگلاوہ وقت کی چیز
سناٹے کا عالم ہے سمان بندہا ہے ہر اوپج پر قدسیون کے دل ہلتے ہین ہر تان
تان سین کی تان اور بیجو باورکی الاپ کے مزے ملتے ہین وحشیان صحرائی کیا رام
کیا دد سامنے جمع ہین اور بکمال رغبت سن رہے ہین ایک دوسرے کی خبر نہین
اپنے اپنے حال مین مست ہین محو ہو ہو کر سر دھن رہے ہین غزال چیتون کے منہ
پر منہ رکھے مدہوش ہین آہو شیرونکی بغل مین بیہوش ہین کوہی ہرن بھیڑونکے
برابر کھڑے ہین سبکی جانین لڑی ہین دل لڑے ہین یہ سودائی وحشت زدہ
بھی وحشیونمین جاکر شامل ہوا اور ہمہ تن گوش و سراپا دل ہوکر سننے لگا وہ جوان
رعنا گایا کیا یہ درد رسیدہ آنسو بہایا کیا وہان سروکا تار تھا یہان اشکونکا تار
وہان جوش طبیعت ہر بار تھا یہان جوش رقت ہر بار وہان راگ کی دھن
تھی یہان شوریدہ سری کی دھن رہی وہان لطف ساز یہان دل ساز وہان
زمزمہ یہان ہچکی پر ہچکی وہان رکھ رکھاؤ تھا تال سم کا خیال تھا یہان خود رفتگی

اور وارفتگی سے غیر حال تھا وہان طنبورے پر ہاتھ تھا یہان کلیجے پر ہاتھ تھا
وہان دلچسپ سنگت یہان وحشیو نکا ساتھ تھا اس صاحب شوق کو سوا گانیکے
کسی طرف توجہ نتھی یہ بھی نجانا کون آیا کون گیا کسے از خود رفتگی ہوئی
کسے محویت ہوئی جب کثرت سے فرصت پائی وحدت کی صورت نظر آئی
جانور تو اوس لے پر آئے تھے گانا موقوف ہوتے ہی اپنی اپنی طرف راہی ہوئے
مگر یہ حیرت زدہ عالم حیرت مین نقش قدم بنکر رہگیا اوس صاحب نظر نے
جو بغور نظر کی نہایت متعجب ہوکر پوچھا اس جنگل مین آدمی کا گذر محال ہے
ہمصورت کی شکل کا نظر آنا اشکال ہے ای شخص تو انسان ہی یا از قسم جن
شاہزادے نے کہا مین اک غریب آشفتہ حال ہون مصداق ممکن و محال ہون
راہ راست سے برگشتہ ہون گردش فلکی سے سرگشتہ ہون مسافر ہستی ہون منزل
عدم خود خبر نمیست کہ کیستم و کجا میروم آدمی ہون لیکن حد آدمیت سے باہر
صحرا نورد بیابان گرد در بدر خاک بسر ہیچ ہے کہان مین کہان یہ جنگل قدرت
باری ہے مشفق بندہ اس طرف آنکا بندے کا اختیاری نہین اضطراری ہے

تقدیر مین فیض پانا تھا کانون کو اور دلکو یہ خطا اوٹھانا تھا یہ اتفاق کیف
ما تفق ہے مشیت ایزدی حق ہے اوسکے حکم مین کسے دخل ہے نہ مجال دم
وگمان ہے نہ امکان عقل ہے اوسکا بھید کہین سمجھ مین آتا ہے ممکنات مین مجالا تکا
تماشا دکھاتا ہے کجا خاک آدم کجا عرش اعظم جب یہ جسم خاکی زمین سے آسمان پر
پھونچا تو ادھر آنکلنے کا تعجب کیا مسافت ہستی وعدم قیامت ہے ان مرحلونکے
طے ہونیکی کون صورت ہے مگر آیندو روندنہ بھٹکتے نہ پھیر کھاتے ہین رات دن
برابر آتے جاتے ہین یہ خدا کی قدرت کی کارخانے ہین جو اسمین قیل وقال
کرتے ہین مخبط ہین دیوانے ہین یہ تقریر عالمانہ اور عارفانہ سنکے سمجھا کہ یہ بھی کوئی
اہل کمال ہے باطن مین جمعیت خاطر ہے ظاہر مین پریشان حال ہے یا یہ اہل
معرفت ہے یا اہل دل ہے غرض بہرکیف صاحب استعداد ہے کامل ہے بکمال
ذوق شوق اوٹھکر لگ لگیر ہوا اور اپنے پاس بٹھالیا کہا آپکی باتونمین تاثیر ہے
سبحان اللہ کیا روزمرہ ہے کیا تقریر ہے بقول سعدی شعر تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب وہنرش نہفتہ باشد آپکا کلام ہے یا الہام ہے ہر لفظ سے علمیت ٹپکتی ہے

فضیلت پیدا ہے صورت سے حسن سیرت کا ظہور ہے بشر لیسے شرافت ہوویسے
بندہ لاعلم تھا معاف فرمائیے گا کچھ اپنے دولتخانیکا پتا دیجیے کچھ نام و نشان
سے مطلع کیجیے اس استفسار سے اوس پراگندہ روزگار کو ادراک صدمہ ہوا
نے اختیار اک ٹھنڈی سانس لی اور آبدیدہ ہوکر کہا

چہ می پرسی حال من مرا عمریست چو کاکل	سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم

اس گفتگو نے عشق کی تصدیق کردی ہر جملے نے راز دل کی خبر دی ناچار
بہزار اصرار بشرح اجمالی کچھ کچھ حال کہا یہ اپنی سرگذشت کہتے دیتے رہے
وہ افسوس کرتا رہا بعد اسکے اوس نوجوان کی کیفیت پوچھی اوسنے بھی تمام
اپنی داستان بیان کی کہا جناب حقیر کا نام خضران ہے اور باپ کا نام ضمیران
ابن نعمان ہے نواح مغرب مین ایک شہر مایہ ہے وہ وطن آبائی ہے اب چند پشت سے
اس قرب وجوار مین بستی بسائی ہے تجارت ہم لوگونکا پیشہ ہے اوسکی عنایت سے
صورت اکل حلال بیوسوسہ اور نے اندیشہ ہے پدر حقیر کو بسبب عدا وت اقارب
کا لعقارب بسکونت وطن کی ناگوار ہوئی ناچار اس نواح مین آکر بود و باش اختیار کی

مجھے علم موسیقی کا شوق ہے اور اس فن کے لوگونسے ارتباط مگر بزرگون کا لحاظ ہے
اور حفظ راز کی احتیاط ہے لہذا یہ بندوبست کیا ہے کہ مرغزار مین ایک باغیچہ بنا لیا ہے
مہینے مین بحیلۂ شکار دو چار مرتبہ آتا ہون کثرت بھی کرتا ہون اور دل بھی بہلاتا ہون
فقیر خانہ یہانسے دو چار فرسخ ہے اور نواح مغرب ہزار فرسخ ہم ایسے شکستہ پا وہان
کب پہنچ سکتے ہین اوس مسافت کی تصور ہی وہم وگمان کے پاون تھکتے ہین
راہ مین ہزارون دریا ہین لاکھون مرحلے ہین آفت کا بُعد ہے قیامت کے جتاتے ہین
نیازمند کی تو یہ صلاح ہے کہ اس ارادے سے باز آیئے یا یہان تشریف لیجیے یا دیدو لیجیے
پھر جایئے شاہزادے نے کہا بھائی صاحب شاہ صاحب نے پہلے ہی یہ سمجھایا مگر مجھے
سودائی کی سمجھ مین کچھ نہ آیا یا دولدار مین سب کچھ بھولا ہوا اپنا تو بس ایک یہ مقولا ہے
یا تن رسد بجانا یا جان زتن برآید پہلے ہی یہ ارادہ نکرنا تھا حد سے گذرنا تھا
اب قدم بڑہاکر پیچھے ہٹانا بڑی ننگ کی بات ہے خیر خداوند عالم مسبب الاسباب
اور کاشف المہمات ہے ہرچہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم اے برادر دیوانے کا
سمجھانا بیکار ہے مجنون اور مفتون کا سمجھنا دشوار ہے اب فہمایش کے عوض دعا چاہیے

تدبیر حصول مدعا چاہیے اگر تمہاری فکر سے یہ راہ نکلے تو خیر ورنہ ناصح مشفق بنکر
دل دکھانے سے کیا فائدہ خضر ان نے کہا معاذ اللہ دل دکھانا کیسا نصیحت
کیسی سمجھانا کیسا نصیحت شاہ صاحب نے کی تھی مینے تو دوستانہ ایک بات کہی
نیازمند بار خاطر نہین یار شاطر ہے بندہ جانسے اور مال سے سب طرح حاضر ہے
شاہزادہ بولا اللہ آپ کی جانکو رکھے مال آپکا آپکو مبارک رہے مجھے دنیا کی طلب نہین
دولت سے غرض نہین جسکی دوا شربت دینار ہو یہ وہ مرض نہین مجھ تونسرا مقصد
کی جستجو ہے دردلدار پر پہنچنے کی آرزو ہے خضر ان متامل ہوا اور بعد تامل
عرض کیا پہاڑ کے اسطرف اعرابی یعنے بادیہ نشین رہتے ہین سنا ہے کہ نہین طرق
نامعلوم معلوم ہین بہت سے رستے ایسے ہین کہ نہایت نزدیک ہین مگر بظاہر
معدوم ہین انشاء اللہ اون لوگونمین سے کسی کو بلوا کے صلاح کی جائیگی
خاطر جمع رکھیے خدا نے چاہا تو کوئی راہ قریب الوقوع نکل آئیگی خورشید کو ہر روز
بولا ہان دل خوش کرنیکی یہ تقریر ہے تسلی قلب کی یہ بات ہے تسکین خاطر کی
یہ تدبیر ہے لیکن یہ راہ شتاب ہے امین تامل کی کسے تاب ہے اوسنے کہا چندروز

دعوت فقیر قبول کیجیے ہفتے دو ہفتے کسل و ماندگی برطرف ہونے دیجیے یہ بولی ہے
ماندگی تو درماندگی سے ہے آج ہی صبح کو اسکی تدبیر کرو للہ دم بھر کی نہ تاخیر کرو
اگر حیات مستعار باقی ہے تو جب پھر کر آؤنگا تو اطمینان سے رہونگا اور دعوتین
کھاؤنگا آخر بہزار اصرار بوعدہ فردا اختتام حجت ہوا خضران شاہزادہ کو اپنے ہمراہ
لے گیا اور حاضر جانکر کیا انکی خورش تو خون جگر تھا مگر نخلبند زبان سے اب نام
کچھ کھا لیا یہی سونے کی کیفیت ہوئی کروٹیں لیتے لیتے آدھی رات تمام ہوگئی تبھول شاعر

عاشق بیتاب کو فرقت میں کب آتی ہے نیند	جب خیال یار آتا ہے چلی جاتی ہے نیند

صبح ہوتے ہی اذان ہوئی تھی کہ تقاضا ہونے لگا وہ نوجوان بھی اہل دل
اور خدا ترس تھا بیچارہ آنکھیں ملتا اوٹھ بیٹھا خدمتگار بھیجکر ایک اعرابی کو طلب کیا
اور سو تمن دیکر اوس سے یہ عہد لیا کہ اس مسافر گم کردہ منزل کو راہ سی لگا دے
یعنی کسی قریب کے شہر سی نواح مغرب تک پہنچا دے یہاں تو شاہزادہ کمر باندھے
تیار تھا دم بھر کا توقف دشوار تھا یہ امر طے ہوتے ہی خضران سے رخصت ہو کر اعرابی
کے ساتھ ہوا چلتے وقت خضران نے سو تمن اور بطور زاد راہ بادیہ نشین کی کمر سی

بندہ ہوا دیکھی اور سامنے شاہزادی کے ہاتھ باندھکر بہت سی عذر کیے کہ افسوس آپنے دو دن بھی
توقف نفرمایا نیازمند کوئی شرط خدمت بجا لاتا پا یا خورشید گوہر پوشیدہ کہا بیٹھے وہ بجوب
نفرمایی کلام معذرت زبانپر نلایئے یہ احسان کیا کیم ہے اس سلوک کا شکر گذار رہونگا جب تک دم میں
دم ہے حاصل اعرابی اوس ماہ سیر السیر کو بہار رونکی اوسی لیگیا اور دو نتیسوین دن نواح مغرب
میں پہنچا اوسنے مراجعت کی اسنے پیش قدمی کی غرض دونوں ذی اپنی اپنی راہ لی

پلا ابتو ساقی مرادون کے جام — ہوئی منزل نامرادے تمام
کوئی دم مین ہی رویتِ ماہ عید — کہ ظلمت مین ہی آب حیوان کی دید
ہوای چمن آج دلخواہ ہے — مقدر مگر برسر راہ ہی
ادھر آرہی ہی نسیم بہشت — اودہر رنگ لائی ہین صحرا و کشت
یہ تقریب ہی یادگار سبا — رسول سبا ہی کہ بادِ صبا
زہی روح پرور شمیم جنان — مشام دل و جان ہی یا عطردان
غم و رنج کی یاد بھولی ہے اب — شفق منہ پہ رندون کے پھولی ہی آج
وہ ساغر نی چشمک صراحی سی کی — بس اب آڑمین دخت رز رہ چلی
لگادی سبو منہ سی اے باکرم — بہت کسل ہے آب انگور کم
اسی تاک مین خاک اوڑاتی ہین مست — ادہر آوہ ہی تاک مین دار بست
پلا خوب می کسل ہی ہوش گم — نکر فکر خالی ہون اب خم کی خم

بلبلان مشتاق مشاہدۂ گلستان شگفتہ بیانی طوطیان آرزومند دیدار بہارستان

معنی طائران خوش الحان بوستان سخندانی قمریان کوکوزنان سروستان

راست بیانی ریاحین نو آئین سخن کو نسیم بیانسے یون کھلاتے ہین شاہزادہ
جو بڑہا تو ہوائے گلشن مراد آنے لگی روح فزے اوٹھانے لگی پاے سبکروی
پاے خیال بنگیا نقش قدم مرات الجمال بنگیا خزان نے پیغام بہار دیا بہار نے
مژدہ وصل گلعذار دیا دلمین سرور آنے لگا آنکھون مین نور آنے لگا وہ راہین کویا
طی الارض کی راہن ہوگئین دفعتاً طنابین زمین کی کھچ گئین بلکہ سبا کی خبر آنے لگی
عمارت شہر بلقیس کی نظر آنے لگی خورشید کو ہر پوش نے دلمین یہ بات کہی
شکر ہے بعد مدت آبادی کی صورت دکھائی دی آیندو روندسے جو دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ یہی دیار یار ہے یہی یاقوت نگار ہی قریب تھا کہ شادی مرگ
ہو جائے جان زار قالب مین پھیلی نسیمی کہا الہی خواب ہی یا بیداری غفلت ہے
یا ہوشیاری یہ زمین ہی یا آسمان ہے بستی کا نشان ہی یا خدا کی شان ہی طلوع
نشہ ہے یا خمار ہے ظہور سہو ہے یا کوئی اسرار ہے یہ سواد ہے یا نقش مراد ہے
وہانسے وہ شہر کوئی دو چار کوس تھا بیتابانہ ڈورا بس ناکے پر جاکے دم لیا
خوشیان کرتا داخل دارالامارہ شہر ہوا پہلے ایک باغ ملا جسے دیکھکر غنچہ خاطر کھلا

سبحان اللہ عجب باغ جنت نشان و بہشت آثار تھا حسبکار و کارآمین بہار تہا
وہ جواہر کی ترصیع وہ گل کاری پہولونکی اوٹ تہی یا چار دیواری ہر دیوار
حسن لطافت دکہاتی تہی شمیم گل بے تکلف نکل آتی تہی چارون کونون پر
چار برج خلاصہ چارگلزار تھے یا قصائد فردوسی کے چار مطلع نمودار تھے دروازہ
عنوان بہشت کا عین تھا یا حور العین کا قرۃ العین تھا دیباچہ شان و شوکت لوح شعر
صحیفہ تجمل بندبہونے مین غنچہ کہلنے مین گل صاحب لوگونکی نشست چوکی پہرہ بندوبست
سوار پیادے ملازم خدام سرگرم انتظام و مصروف اہتمام شاہزادے نے ایک شخص سے
پوچہا کیون بھائی یہ کسکا باغ ہے اور یہ بندوبست کیسا ہو رہا ہے اوسنے کہا اے غریب
تو شاید تازہ وارد ہے ناواقف و ناآشنا ہے یہ ملکہ مہ جبین یاقوت پوش کا عیش باغ ہے
یہ گلزار ہمیشہ بہار فردوس ارم کا چشم و چراغ ہے اور جابجا جو بندوبست و انتظام ہے
یہ ملکہ کی آمد کی دھوم دھام ہے یہ سنکے اور پھولے شہر کا بہی جانا بھولے فرمایا اب
اب کیا چاہیے کسی طرح اس باغ مین جاکر کہین پوشیدہ بیٹھ رہا چاہیے مگر یہ سوچے
کہ بندوبست کا یہ حال ہے ہوا کا بہی گذر محال ہے یہان تو عاشق بیزر و زور

نہ کسی سے رسم وراہ نہ شناسائی نہ قدرت صبر نہ مجال رسائی کچھ دیر تردد مین کھڑا رہا
آخر سوچتے سوچتے یہ مضمون سوجھا ظاہر مین تو روپے پیسے اشرفی جواہر کی قسم
سے موجود نتھا لیکن بازو پر ایک اکہ الماس کا بندہار لگا یا تھا اوسکو خیال آگیا
کہا اب کاربراری کیا دشوار ہے اسکے سامنے روپیہ اشرفی بیکار ہے یہ جواہر
بیش بہا ہے کہ ہفت اقلیم کا خراج جسکی قیمت کا بیعانہ ہی یہ حقیقت مین ایک اکہ ہی
یعنی بیمثیل زمانہ ہی اسپر کسی جوہری کی آنکھ پڑے اور قسمت لڑے یہ سوچکر اوس اکہ
کو ہاتھ مین لیکر بڑہا ایک افسر کو مرد معقول وجوہر شناس تجویز کیا اور اوس کے پاس
گیا پہلے صاحب سلامت کی پھر یہ بات کہی کہ مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون سیاحی
کے شوق مین بلباس درویشی شہرون شہرون پھرتا ہون جی چاہتا ہے کہ
اس باغ کو بہی ایک نظر دیکھ لون فقط اتنی اجازت پر یہ اکہ نذر کرتا ہون
اوس جہاندیدہ کو جو یہ جوہر نایاب نظر آیا بے اختیار پانی منہ مین بھر آیا پھر
کسی طرحکا استفسار نکیا جھٹ شاہزادی کے ہاتھ سے وہ اکہ لے لیا پھر دروازے کو
آواز دی کہ میان سنتری شاہ صاحب کو سیر کے لیے جانے دو جب تک ملکہ کی

سواری آئی انہین باغ مین ہوآنے دو اسنے کہا بسم اللہ جایئے شوق سے ایک نظر
دیکھ آیئے یہ سنکے شاہزادی نے تو عزم گلگشت کیا اور اون افسر صاحب نے گھر کا
راستہ لیا اب کہان کی نوکری کیسا انتظام جسے خدا ایسی دولت دی پھر اوسے
دنیا سے کیا کام اوسنے اپنا سو بتیا کیا اور یہ جویای وقت و مشتاق جانان باغ مین
داخل ہوا دونون کو اپنا اپنا مطلب اپنا اپنا مدعا حاصل ہوا خورشید گوہر پوش کو
ایک ایک پھول پتی سے قدرت کا تماشا نظر آیا مگر تمام باغکو مرقعہ انتظار پایا
شاہزادی کے استقبال کے ارادی تھے گل سوار تھی سرو خوشنما دیپادی تھے سنبل کو
کرب انتظار سے پیچ و تاب تھا ہر پھول ولولہ شوق سے شاہد نقاب تھا آفتابی
سورج مکھی لیے کھڑی تھی نرگس کی آنکھہ دروازے سے لڑی تھی گل کرکے کی
آواز پر کان لگائے تھے اطفال غنچہ تماشے کے اشتیاق مین سر اوٹھائے تھے کلیان
بیلے چمیلی کی خوشی کے مارے کھلی جاتی تھین ڈالیان گلون کی آرام سے
ہولونکی ڈالیان لگاتی تھین سوسن دہ زبان کو خاموشی ناگوار تھی لالے پر
داغ کی گرانی بار تھی نافرمان داؤدی کو دیکھکر آنکھہ مار رہا تھا گیند بسبنت

پکار رہا تھا نہرین روانی پر دل دیے تھین موجین بلائین لینے کو ہجوم کیے تھین
حباب آبجو سے کنارہ کرتی تھے سواری کا جلوس دیکھنے کو رہ رہکر اوبھرتی تھے
ہر نہال کیف بادۂ سرور سے سرمست ہر نہر چمن بامید دیدار آئینہ دست نبرد فرہ سن آہ تھا
ہر بیل پٹری کا خط مدنگاہ تھا طیور نواسنج مبارکباد گاتے تھے طاؤس وحد کر عالم مین
دروازے سے باہر نکلے جاتے تھے شاہزادہ لطف گلگشت اوٹھاکر اور لوگون کی نگہ بچاکر
ایک گوشے مین جا چھپا وہان پہرہ جو بدلا گیا تو وہ سنتری بھی مل گیا واہ فسر صاحب
اپنی گہر پھنچے تلنگی کی بدلی ہوگئی اب کون پوچھتا ہی اور لوگونکو ہاتھ مین کیا خیال
کہ باغ مین کوئی اجنبی سیر کو گیا ہی باہر کے لوگ باہر کا بندوبست کیا کیے یہ چین سے
درختون کی آڑ مین چھپے بیٹھے رہے یہان یہ عاشق زار نظر و نسے چھپکر بیٹھا اودہر
ملکہ کی سواری آئی نقیبون نے بڑہے عمر و دولت کی صدا دی کرکیتیون نے آواز لگائی
سازندونکی چہم چہم نے اور بقرار کیا ہٹو بچو کی شور نے ہر شخص کو ہوشیار کیا وردی بجی
سلامی اوتری بگل ہوا آلی ملکہ مہ جبین سلامت یہ ہر طرف غل ہوا خواجہ سرایون نے
زنانی کا بندوبست کیا کہاریون نے سکھپال کہارونکی کاندہی سے اپنی کاندہے پر لیا

اور باغ کے اندر لاکر لگا دیا سکھپال سی وہ رشک ماہ نکلی یا آنکھ سی نگاہ یا غنچہ سی خوشبو
یا دلسے آرزو خواصین انیسین جلیسین بہی تھونسے اوترا اوترکر آگئین بہشت کی حورین
اور اندر کے اکھاڑیکی پریان ایک جگہ جمع ہوگئین اس غنچے سے ہر روش گلزار
ہوگئی عجب گل لالہ پھولا عجب بہار ہوگئی وہ حسینین نازنینین مصروف گلگشت
ہوئین کچھ ادہر ادہر روشونپر ٹہلنے لگین کچھ ملکہ کے ساتھہ ہولین وہ اونکی شوخیان
وہ خوش فعلیان کبھی اٹھلائی ہوئی یہان کبھی وہان مسلسل چالی لوٹ
کے رنگین رنگین دوپٹے کاندہونپر ڈالے سینے اوبہاری نکیلی انداز نکالے سر کو اونکے
قامت سی سکتا تمشا دحیرت سی کہڑا تکتا کسی کی خرام نازنی چکور کی ہوش اوڑائے
کسی کی مستانی چال سی طاؤس وحد ہین آئی کوئی نرگس سے آنکھ لڑانی لگی کوئی غنچے کو
دیکہکر مسکرانی لگی کسی نے پہول کٹوری مین رکھہ لیے کسی نے گجرے گوندہکر تیار کیے
کسی کے ہاتھہ مین پہولون کی چھڑی تہی کوئی کسی کا ہاتھہ مین ہاتھہ لیے کہڑی تہی
کوئی دست حنا بستہ کی بہار دکہاتی تہی کوئی کلغے پر اونگلیان اوٹہاتی تہی
ایک جوش مین آکر دوسرے سے لپٹتی تہی ایک آگی بڑہتی تہی ایک پیچہی ہٹتی تہی

ایک عاشقانہ غزلین گاتی تہی ایک بلبل کو چنکیون مین اوڑاتی تہی کسی کی
صدا کسی کی ادا دلکش تہی کوئی اپنے جوبن پر کوئی اپنی چھب تختی پر غش تہی جابجا
پر نیا دونکا پڑا تہا سبزہ رنگونسے گلزار بہرا تہا اتفاق سے اون نازنینونکا اوسطرف
گذر ہوا جہان شاہزادہ چھپا ہوا دیکھہ رہا تہا درختونسے چاندنی کی جہلکی دکہائی دی
پتونسے آفتاب کی طلعت نمودار ہوئی دہوپ مین چہاون اور چہاون مین
دہوپ پائی دنکو چاندنی کے کھیت کی کیفیت نظر آئی کوئی جہجکی کوئی ٹہٹکی کسی نے
کسی کی آر پکڑی کوئی جہک گئی کوئی بیٹہ گئی کسی کا کلیجہ ہاتہون اوچہلنے لگا
کسی کا دل دہلنے لگا کسی نے کچہہ کہا کسی نے کچہہ کہا حیرت سی آگے کا قدم آگے
اور پیچہے کا قدم پیچہے رہا کوئی بولی الٰہی یہ کیا واردات ہی یہ چاند ہی یا آفتاب دن
یا رات ہی ایک بولی میری آنکہون کو چکا چوند ہی کچہہ کا کچہہ نظر آتا ہی ایک نے کہا
دہوپ چہاؤنکے عکس سی میرا دل پکڑا جاتا ہی ایک دبی زبان سے پہپہری لیکر
بولی یہ چہلاوا ہی ایک آنکہون پر ہاتہہ رکہکر گویا ہوئی اوہی یہ شہابا ہی ایک کہلاڑن
نے ہنسکر کہا سامنے کی چوٹ ہی میرا تو دل لوٹ پوٹ ہی کیا صورت بہولی بہولی

ملکہ اسادہ سادہ ہی تم سبکی دیدونمین چیز بی چھپائی ہی اری دیوانیون یہ تو کوئی
پرستانکا شہزادہ ہی آدم زاد کا بھیس بنایا ہی دنیا کی سیر کو آیا ہی خدا نکرے اسمین
کچھ کچھ اسرار ہی ہو نہو یہ کسیکا طلب گار ہی اور وزیرزادی نے ملکہ کے چھیڑنیکو یہ بیت سنائی
گستاخی معاف سہاگ کی گھڑی آئی چمکا تقدیر کا ستارہ لو مبارک ہو خدا نے جوڑا اتارا
محجہ بختی کی تو انکھوں پر پردہ پڑا ہی دیکھیے تو وہ بیلے کی آڑ مین کون البیلا کھڑا ہی ملکہ نے
تیوری چڑہا کر کہا او شہکار کچھ شامت آئی ہی یہ کیا بیحیائی ہی لو خوبی چوچلی کی
واہ ری ٹھنڈی گرما گرمی اول تو یہان غیر ذالک کجا اور اگر ہوگا بھی تو تیرا ہی
دہکڑا ہوگا یہ کہکر وہ دیدہ نگاہ سے جو نظر کی تاب صبر باقی نرہی عشق کا اسرار سے
سر ہوئی قدم لڑکھڑائے نزدیک تہا کہ اپنے بیگانی کی خبر نرہی قریب تہا کہ غش آجائے
مگر کچھ سوچکر ادہر ادہر دیکہا بہالا اوسی ہمراز کے کاندہی پر ہاتھہ رکہکر آپ کو سنبہالا
یہ دیکہکر وہ پہر چپ ہی آہستہ سی یہ بات کی بس بس دل کو سنبہالیے مجہپر دہیان دیجیے
ٹہالیے ملکہ نے کہا ارے کمبخت زبان بند کر یہ ہنسی کا وقت ہی خدا سے ڈر کیا بلا ہی
بے اختیار میرا دل اوس طرف کہچا جاتا ہی سنبہالنے سے طبیعت بگڑتی ہی ضبط کرتی ہی

کلیجہ منہ کو آتا ہی مین بیہوش ہون تو ہی سنبل میری سر کسون ذرا آگے چل
غرض شاہزادی اونکے کاندہی پر ہاتھہ رکھے آہستہ آہستہ قریب گئی اور غور سی نگاہ کی
آنکھہ سی آنکھہ چار ہوئی برچھی عشق کی سینے کے پار ہوئی

رنگ رخ دیکھتے ہے زرد ہوا
دل مین بے اختیار درد ہوا

منہ سے مشکل کشا کا نام لیا
یا علے کہہ کے دل کو تھام لیا

مضطرب جو ہوا دل بیتاب
چہرے پر چھوٹنی لگی مہتاب

جان و دل مبتلای درد ہوئے
یک بیک ہاتھہ پاؤن سرد ہوئے

شوق ذانیا کام تمام کیا کلیجہ دونون ہاتھون سے تہام لیا دل مین تاثیر محبت پیدا ہوئی
اوس جمال عالم آرا کی شیدا ہوئی عشق نے نیا رنگ دکہایا بیٹھے بٹھائے فتنے مین
اور فتنہ اوٹھایا چہرہ گلرنگ پر زردی چھائی آنکھون مین نشہ الفت کی سرخی
آئی رشتہ ننگ و ناموس کو توڑ اپنے بیگانے سی منہ موڑا اودہر شاہزادی نے انجمن بہار
گلشن محبوبی کی جو صورت دیکہی دل کے آئینے کی تصویر آنکھون کے سامنے آگئی
اوس چہرہ رنگین کو جو تصویر خیالی سے ملایا سر مو فرق نپایا گل پھولا تمام بھولا

او ہر تو یہ رشک چمن ہمتن تصویر کہ صورت او دہر وہ غیرت گلشن سراپا تمثیل
آئینے کی محو حیرت مشاہدۂ حسن وجمال نے عجب تماشا دکہایا معشوق مین عاشق اور
عاشق مین معشوق نظر آیا کہا تین الفت محبت کی دلونمین سمن گئین آنکہونمین
باتین ہوئین بلکہین زبانین بن گئین اللہ اللہ رہی تقابل کی صنعت اسی بیہوشی
اوسی بیخودی اسی سکتہ اوسے حیرت دونون ہوا طالب ہوا مطلوب کا دم بھرنے لگے
اپنی اپنی تعریف کرنے لگی عاشق نے اشارے مین یہ شعر ادا کیا

اتحادیست میان من تو	من وتو نیست میان من وتو

معشوق نے دریدہ یہ جواب دیا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

عاشق کی چشمک تہی یہ قامت ہے یا شمشاد معشوق کا عشوہ تہا یہ بندہ ہے یا سرو
معشوق کی سستی پیشانی مین بوستان مسرت کی شان عاشق کی جبین گلستان کے
باب پنجم کا عنوان اسکی سرنوشت رنگین مین حسن کا افسانہ اوسکی سرخط گلزار مین عبارت
عاشقانہ اوسکی چوٹی خفتہ کا جواب اسکی زلفون مین عشق پیچی کا پیچ وتاب

اسکی شمیم غالیہ بیز اوسکی ہوا وحشت انگیز اسکا چہرہ ارغوانی اوسکا رنگ زعفرانی
اسکی بھنویں شاخ بادام سے بہتر اوسکی ابرو داغ لالۂ احمر اسکی آنکھیں نرگسی
اوسکی گلابی اسکی ملکیں نقاب دار عروس چمن اوسکی موے قرہ آئینہ دار ہمہ بیجابی
اسکی بینی شبو کی ہمنشین اوسکی بینی غنچہ پسیرن رخسار ہی دونوں کی صحیفہ گلستان
شباب مگر یہ معرا اونپر اعراب ہونٹھ گلبرگ انتخاب لیکن وہ خشکت شاداب اسکی لب
پان کا لکھوٹا مسی کی دھڑی گویا باغ پر گھٹا جھوم پڑی اوسکی لب پرہ آتشین سے
تنجالی جیسے بلبل کے دلمیں چھالی اسکے دندان آبدار اثر خندہ روئی سے شگوفہ گلزار ارم
اوسکے دانت تاثیر گریۂ شب سے قطرۂ شبنم اسکا زنخدان مانند بہی کی دلفریب اوسکا
زنخدان ہمرنگ سیب اسکا کان گل تر اوسکی نیاز فراسکی بیاض گلو صبح بہار کی مدام
اوسکی صراحی گردن مثل شاخ ثمردار پر خم اس نازپستا کا سینہ سطح باغ وہ پنجہ حنا
مثل طاؤس داغدار اسکی فندق حنا بند غنچہ نو دمیدہ اور ہاتھہ گلدستہ جلابہ عروسی
اوسکی اونگلیاں فگار وخون آلودہ اور ہاتھہ شاخ نہال مایوسی پیٹ اوسکا
گل زمین حسن اور کرتی پہولام کی گلدام یا ٹہی شکار کی اوسکا پیٹ وشی گلزار عشق

اور قبا پھولونکی چادر مگر شہیدونکی مزار کی اسکی ناف گل کمر رگ گل اوسکی ناف چشم
بلبل کمر تار سنبل اسکی ساق سیمین گلبن اور کف پای نگارین عارض نازنینان چمن سے
مقابل اوسکی ساق رکن رکین عہد و ثاق مگر پستی طالع سے پا بگل ہنگام گلگشت
طرفہ سیر دیکھنے والونکا حال غیر ہر طرف حیرت کا جوش گل دم بخود بلبلین خاموش
طاؤس چاہتے تھے کہ آکر گرد پھرین سرو اس ارادیمین کہ دوڑکر قدمونپر گرین نرگس
چشم نیم باز سے ٹکٹکی لگائے سوسن دہ زبان چپ گردن جھکائے صبا راز دار چمن
برگ گلستان دستک زن اطفال غنچہ مسکراتے تھے نہال نہال ہوئے جاتے تھے
المختصر دیدہ وا دیدہ عاشق و معشوق پر کیفیت عشق طاری ہوئی محویت نے دونون
دلونکو بیخبری کی خبر دی اوسکی نگاہ نے جادو کیا اسکی چشم مست نے متوالا بنا دیا
بیخودی نے اور ہی عالم دکھایا یہ مڈبھال ہوئی وہ لڑکھڑایا ملکہ نے وزیرزادی کی

کاندہی پر سر رکھکر یہ مطلع سنایا شعر	قابو نرہا دل پہ وہ صورت نظر آئی
تقدیر کی گردش سے بلا جان پر آئی	شہزادہ جھوم جھوم کر یہ مقطع زبان پر لایا
کیفیت چشم اوسکی مجھے یاد ہی سودا	ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

ملکہ کو تو وزیرزادی نے سنبھال لیا مگر شاہزادی کو بیتابی خاطر نے بیہوش کردیا
خنجر عشق کلیجے تک اوتر گیا آخر زمین بوس ہوکر غش کر گیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
یہ مسافر شکستہ خاطر آفت کا مارا وطن آوارہ کیا جانے کدہر سے آنکلا ہے ہیہات
خدا کی ذات نہ یاری نہ مددگاری عجب پریشانی ہے طرفہ بیسامانی ہے غضب میں گرفتار
مصیبت میں مبتلا ہے اسکی پریشانی میں بھی ایک شان ہے معلوم ہوتا ہے
کوئی عالی خاندان ہے شاید اسکے دلمیں درد ہے کہ جب اسکی شدت ہوتی ہے بیہوش
ہوجاتا ہے ہے بیکسی اور بیبسی کے عالم میں کیا سر دھنتا ہے کیا کیا پیچ وتاب
کھاتا ہے سچ ہے بشر مجبور ہے خدا ترسی ضرور ہے غریب پر رحم کھاؤ خدا کی ایسی مخلوق سے
اوٹھاؤ گلاب کے چھینٹے دو نخلخ سنگھاؤ وزیرزادی اپنے تئیں کہنہ دنیسی کب باز آئی بھی
بگڑی صورت بناکر گویا ہوئی خوب مجھی کیا پڑی ہے جو غیر ذالک کے پاس جاؤں
کیا میرا باپ بھائی ہے جو نے تکلف ہاتھ لگاؤں حضور میں خدا ترسی سے باز آئی
لونڈی سنگدل ہی سہی ملکہ نے کہا ہمیں ہے کرے ہماری بہتی کہا وہ جواسنے جاکر
نہ اوٹھائی وزیرادی تو دلمیں سمجھ گئی تہی ظاہر میں بات کو اوڑاکر قریب گئی

اور زانو پر سر رکھکے کا نمین شاہزادی کے چپکے سے یہ بات کہی تو لیجیے ہوش مین آئے
زیادہ غش نہ لائیے معلوم ہوا کہ آپ بیمار ہین جانسے بیزار ہین خدا نے مراد دی
ورد کی دوا ہوگئی تو آنکھین کھولیے منہ سے بولو اب کیون غفلت کا پردہ پڑا ہے
کھڑے شاہزادی نے چشم نیم باز سے دیکھکر کہا ہے غریب پروری خوشا مسافر نوازی
آپنے دل افگار و پیر ترس کہا یا بے دیار و نکو بندہ احسان بنایا ہے نیاز اسکی خدا دے
اللہ اسکا صلہ عطا کرے وزیرزادی بولی مجھپر عنایت نکیجیے وہ خود بدولت جو کھڑی
ہین اونکو دعا دیجیے یہ بولا مین کسی کو کیا جانون مجھپر تو حضور نے لطف فرمایا
مینے تو آپ کے زانو پر اپنے سر کو پایا وزیرزادی نے جھیپ کر گھٹنا ہٹا لیا اور تیکھی
ہوکر جواب دیا معقول چہ خوش چرا نباشد جی مین آپ پر فریفتہ ہون سلامتی سے
اس صورت پر شیفتہ میری شامت جو مینے کسی کے کہنے پر عمل کیا پہلے سوچ سمجھ لیا
اسنے کہا آپ خفا نہون مینے برا کیا جو حضور کا شکریہ ادا کیا بندی نے تو نیازمندانہ
ایک بات کہی اچھا آپ خدا ترس سہی وہ سہی خیر اب اتنا کیجیے کہ مجھکو نکو قدموسے لیچلکر
کرا دیجیے مین اونکا طواف کرون اونکے احسان کا دم بھرون وہ بولی لو اور مرزا جی آگے

زیادہ اترائے میری عزت سوا ہوئی متوسطی کی خدمت عطا ہوئی بس ڈنڈے سے
تشریف لیجائیے کوئی دلالہ ڈھونڈھکر لائیے ہی ہی یہ کیا ننھے نادان ہین بڑے بھولے
بڑے انجان ہین انکے پاؤن مین تو مہندی لگی ہے مین اپنی گودمین اونھا کر لیجاؤن
اور زبردستی کسی کے قدمونپر گراؤن شہزادی نے کہا تقصیر معاف آپ تو ہوا سے
لڑتی ہین بات بات پر بگڑتی ہین بہت خوب مین آپ جاتا ہون اور شرط خدمت کی
بجا لاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے قریب گیا اور قدمونپر گرنے کا ارادہ کیا انکا جھکنا تھا
کہ ملکہ نے سر ہاتھونپر لیکر کہا ہان ہان اری صاحب تم کون ہو کچھ خیر ہی کیسا شکریہ
کیسا احسان طرفہ سیر ہی وزیرزادی کی طرف دیکھکر کہا بھلا اوشتاہ رہا اچھی دل لگی
ذہن مین آئی اپنی بلا میرے سر لگائی یہ بیچارہ تو عقل سے معذور ہے کیا تیرے دماغ مین
بھی فتور ہی اس ہنسی مین آبرو کا نقصان ہی اری دیوانی کچھ اپنی بیگانی کا بھی دھیان
ہی چل ادھر آ اس غریب کو کسی مقام محفوظ مین لیجا ایسا نہو کوئی خفیہ نویس لکھدے
اور یہ مسافر مصیبت مین پھنسے خدا جانے یہ بلا ہی ناگہانی کہانسی آئی اور کسنے
راہ بتائی دن دہاڑے تو مناسب نہین رات کو کسی تدبیر سے نکال دینا اور اگر کوئی

شد بدبا کر کچھ پوچھے تو با تو نمین اوڑا کر مال دینا وزیرزادی نے کہا یہی خدا
دیا سر پر چلو میان مسافر چلو تم چھاتی کا پتھر ہو گئے ہٹو سر کو پڑ رہو آگی ہو یہ دیلا
کہانسے گر اسار الطف سارا مزا خاکمین مل گیا ملکہ نے کہا ری بدزبان اشراں کو
پہچان یہ شخص اپنے دلمین کہے گا کن شقتلو نسے سابقہ ہوا جنہین بات کرنیکا سلیقہ نہین
کوئی انسانیت کا طریقہ نہین وہ بولی بجا ہی مجھپر ہی میان مجنون کی پرچھائین
پڑی ہی میری ہی خدا نکرے لیلی کی طرح کسی سے آنکھ لڑی ہی جب تو چبا چبا کر باتین
کرتی ہون سب کچھ کہتی ہون پہ مکرتی ہون ہی ہے میرا تو جی جلتا ہی تن بدنسے
دھوان نکلتا ہی میان مسافر نکہون تو کیا کہون اپنا دکھڑا اپنا عاشق بنالون
ملکہ بولی پر وہی سچ مچ آپے مین نہین رہی سب زیادہ جھک نمارگو نکھا چل خچی چلا لیجا
القصہ وہ مزاجدان اوس سبل نیم جان کو بارہ دری مین لیگئی اور صحنچی مین ایک
پلنگڑی بچھوا کر یہ بات کہی لیجیے آپ یہان تشریف رکھیے آرام کیجیے ابھی کہین آنیکا جانیکا
موقع نہین ہی رات ہو نیوالی ہی ایک خواص سے کہا ری خاصدانمین گلوریان بنوا لا
دوسری کو حکم دیا تو حضور کے پینیکی سٹک بھر کر لا آیہ بولے آپ مجھے کیون بناتی ہین

کس لیے اتنی عنایت فرماتی ہین مجھہ نالائق کی یہ لیاقت ہی کہ اوس خاصدانے
پان کہاؤن اور اوس پیچوان کو منہ لگاؤن اسنے کہا اپنے گھر آئے ہوئے کتے کو بھی
نہین دوتکارتے ہین بھلے آدمی کیا مہمان کو لاٹھی لیکر مارتی ہین فقیر ہین یا تونگر ہین
آدمی آدمی سب برابر ہین ظاہر مین بعضے آسودہ ہین بعضے تباہ ہین
مگر اپنے اپنے گھر کے سب بادشاہ ہین دنیا ظاہر پرست ہی یہان باطن پر نظر نہین صورت سے
تو پایا جاتا ہی کہ آپ بھی رئیس زادی ہین سیرت کی خبر نہین خورشید گوہر پوش نے
کہا جی وہ شخص نگاہوا جوگی ہی بنا ہوا بروگی ہی دکھانیکو مُنہ پر راکھہ مل لی ہی
دلمین خاک اوڑ رہی ہی میری صورت اور ہی سیرت اور ظاہر کا کچھہ طور ہی باطن کا
کچھہ طور بندہ ٹھگ گرہ کاٹ دلبھگا اوچکا کو محل لگا ذمین پورا گہر پھاندذمین کا
وزیرزادی نے کہا صاحب مینے تو زبانکی ایک مثل کہی یہ نہ معلوم تھا کہ تم حریف ہندی
ہوکر جواب دوگی مین کیا جانون خیر جیسا کہتی ہو ایسے ہی ہوگی یہ باتین آپ
ملکہ صاحب سے کیجیے گا اونہین ایسے جواب دیجیے گا آپ تو ایسی باتین کرتی ہین جیسے
کوئی چوتھی کا دُولا معقول کو اہنس کی چال چلا اپنی بھی چال بھولا ملکہ خصوصاً

عاشق نہین ہوگئین ہین سلامتی سے اور کچھہ خیال نلائیے گا آپ ہی آپ ولیمین
سوچ سمجھکر ذرا جامے سے باہر ہوجائیے گا شاہزادی نے کہا آپ تو فرماچکی ہین
ولالہ نہین پر یہ ڈومنی پن کس لیے ہے خیر تشریف لیجائیے جو جسکی بات ہی وہ اسے
سمجھے ہوئی ہی وزیرزادی بولی چلو باتونکا تو فرا اوٹھالیا کچھہ ہویا نہو مجھہ ڈومنی
تو بنالیا کوئی بات اوٹھہ نرہی قرار واقعی بدزبانی کیجیے اب گالیان دینی باقی ہی ہین
دو چار گالیان بھی دیجیے آپکو تو اسکا جواب کیا دون بہت اچھا مین ملکہ صاحب سے
جاکر ڈومنی نکے معنی پوچھتی ہون یہ کہکر چین بجبین ملکہ کے پاس آئی اور تیوری چڑہاکر
یہ بات سنائی آپ جانین آپکا مہمان جانے مجھے کچھہ کام نہین آہی تو بہ اس مردوے کی
زبان مین لگام نہین ملکہ بولی کیا ہوا کیا کہا کچھہ تو نے بھی چھیڑا ہوگا اپنی خطا تو نہین
بیان کرتی ہی دوسرے اوپر الزام دہرتی ہی خیر چھری کے تلے دم ہے صبر کر شام ہونے دے
مین خود چلکر اسکی روبکاری کرونگی تجھے بھی اور اوسی بھی دونون کو سمجھا دونگی
وہ بولی جی ہان وقت پر جھوٹ سچ ظہور مین آئیگا کیا میان بی بی کا جھگڑا ہے کہ ابھی تمکو
فیصلہ کردیا جائیے گا خدا نکری مین کسی کی عاشق نہین عاجز نہین مجھہ کیون اسطرح کی

باتین کہین ملکہ بولی کہہ تو دیا اب کیون بکتی ہی ناحق آگ بگولہ بنکر ہواسی بہکتی ہی
تو عاشق نہین اچھا مین عاشق ہون اتبو خوش ہوئی کیا پردی پردی مین ثابت ہی ہے
اللہ ری شوخی وزیرزادی نی مسکراکر سر جھکالیا اور ادہر ادہر دیکھکر یال دشنام کو
ملکہ وزیرزادی اور دو چار رازدار خواصونکو ساتھہ لیکر شاہزادی کی پاس آئی اوپنچی
سے صندل پر ہاتھہ پکڑکر لائی وزیرزادی کہا کسی ہی کہد و بہت روشنی کی ضرورت
نہین فقط دو والا لے آئی اور خبردار اب کوئی نے اطلاع آنے نپائی یہ سنکی ایک خواص دوڑکر
دو لے اوٹھا لائی ایک خاصدان لائی ایک بیجان لائی ملکہ نی خاصدان کہولکر
گلوری دی اور کہا بس اوب شناسی ہوچکی کہل کر بیٹھیے دل کہول کر باتین کیجیے تکلف
برطرف بحاظ موقوف اپنا اسم شریف بتایئے کچھہ وطن شریف کا بتایئے کہان سے آنا ہوا
کہان تشریف لیجائیگا آگی بڑہنے کا قصد ہی یا یہین قیام فرمائیگا اس شہر مین کس طرح
تشریف لائی یہان کیونکر آئے شاید اس باغمین آئے ہوئی تہی بندوبست کیوقت دروازے تک
پہونچ نسکے یہ خواجہ سرا کمبخت ایسا ہاڑ مچاتی ہین کہ آبرو دار بیچارے گہبراتے ہین خیر ہوا
کہ مین آئی تہی اگر بڑی حضور آئین ہوتین تو قیامت ہوجاتی خدا جانے کیا غضب ہوتا

کیا آفت آتی رسیدہ بود بلای ولی بخیر گذشت ہرچند کہ وہ بھی اشراف کو پہنچا نیتی
بھلے آدمی کی قدر جانتی ہین مگر غصہ ستم ہی سارے محل کا لبونیر دم ہی لومین تو اپنی
داستان کہنے لگی لے اب آپ اپنا حال فرمائیے ہمیر تو یہ گذرتی رہتی ہی کچھ اپنی بیتی
سنائیے شاہزادہ نے کہا کچھ نہیں جیسی یہ ایک افسانہ طولانی ہی جس سے انسان کو وحشت ہو
یہ وہ کہانی ہی اپنی تباہی کی کیفیت کیا کہون مختصر یہ ہی کہ مین فلانی جگہہ کا رہنے والا ہون
شکار کھیلنے نکلا تھا اتفاق سے یہان آگیا ملکہ بولی معلوم ہوتا ہی آپ اوس شہر کے
رئیس ہین یا بادشاہ جب ہی ہم لوگون کو سب طریقون سے خبردار ہین سب باتون سے
آگاہ ہین وزیرزادی مخاطب ہوکر کہا ہاہی کمبخت شرافت بھی کیا چیز ہی اسکا جاوہ
ہر حال مین نظر آتا ہی شریف نہ ہر محبوب الخلقت ہو مگر رویت سے سب پتا لگ جاتا ہی
اوسنے کہا جی ولی کو ولی پہچانتا ہی موتی کی قدر بادشاہ جانتا ہی یا جوہری جانتا ہی
ع قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری ۔ آپتو میرا فیصلہ کرنے آئین تہین ہمایت کی
شان دیکھکر محو ہوگئین یہ باتین تو چار پہر تمام ہونگی رات بڑی ہی آپ آرام کرین
تو کرین نہین مجھے اجازت ہو کہ مین جاؤن چلو میان وس کے رئیس زادی غور کر

شہزادی تہین تو مین مہری کی راہ سی نکال آؤن ان بی بی کا کچھہ نہ بگڑیگا صبح کو
مجھپہ آفت آئیگی میری ناک چوٹی مفت مین کاٹی جائیگی ملکہ نے کہا اری علامہ تو اس
قابل ہی کہ تیری زبان سنسی سی کھینچ لے سوا میری اور کوئی ان باتون کو کیا سمجھے
مجھپہ بھی آواز سی آتی ہے ان بیچارون کو بھی بناتی ہی ایک کو سمجھاتی ہی ایک کو
دھیرا کرتی ہے اری تیری بوٹی بوٹی کاٹی جائی تو مجھے آہ نہ آئے وہ بولی دو دو بار
میری دشمنون کی کیا خطا ہی اس مانی مین خیر خواہی کی یہی سزا ہی مجھے کیا آپ اپنی
فعل کی مختار ہین مین نہ آتو ہون نہ اوستانی نوکر کی بات مانی مانی نہائی
نہائی یہ جیسے مین تو جاتی ہون کل کو اگر بڑی حضور پوچھین گی تو اپنی سچ پہ قسم
کہا لونگی صحنک پہ ہاتھہ رکھدونگی بڑی روٹی اوٹھا لونگی کہ مینے بہتیرا سمجھایا لیکن
مرشد زادی کے کچھہ دھیان مین نہ آیا ملکہ نے مُنہ بنا کر کہا جا دفعان ہو کون موئی
تہکاری کی منہ لگ کر پریشان ہو یہ سنکی وزیر زادی اوٹھہ گئی خواصون نے
بھی اپنی اپنی راہ لی پھر تو نہ معشوق کو تاب حجاب رہی نہ عاشق کو یارا ضبط
رہا اسنے اپنا حال دل کہا اوسنے اپنا حال دل کہا ملکہ نے اپنی مہر و محبت کا اقرار کیا

شاہزادی نے اپنے شوق و اشتیاق کا اظہار کیا اشعار

رو کر یہ کہا کہ اے گل اندام — سرمایۂ ناز و عیش و آرام

ای نیّر اوج دلربائی — ای کوکب برج خود نمائی

ای دلبر دلربا و دلدار — ای راحت جان عاشق زار

ای صورت حسن عالم افروز — ای معنی نقش حیرت آموز

صورت نے تری مجھے لبھایا — آئینے نے حیرتی بنایا

الفت تری ہوگئی گلوگیر — بت بن گیا دیکھکر وہ تصویر

آخر نہ قرار دل کو آیا — یہ شوق یہ جذب کھینچ لایا

تا چند یہ عشق کی کہانی — مین عاشق جان بلب ہون جانی

ہی حب وطن نہ یاد گھر کی — نہ پاؤن کی ہے خبر نہ سر کی

آوارۂ کوہ و دشت و ہامون — لیلی جو ہی تو تو مین ہون مجنون

نالونسے زبان کو کام ہر دم — لب خشک ہین نم ہی چشم پرنم

ہے دیدۂ شوق محو دیدار — مشتاق وصال ہی دل زار

اللہ نے شکل یہ دکھائی	صد شکر کہ آرزو بر آئی

اس تقریر سے ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی کہ بے اختیار آنسو نکل آئے دونوں طرف ولولۂ شوق ہوا ادہر عاشق نے ہاتھ بڑہائے ادہر معشوق نے ہاتھ بڑہائے ایک مرتبہ دونوں کو جوش ہوا طالب مطلوب سے اور مطلوب طالب سے ہم آغوش ہوا ہاے وہ عاشق کی بیتابی وہ معشوق کی بیحجابی ادہر توجہ اور التفات ادہر بیچینی کی بات کبھی منہ پر منہ رکھدیا کبھی لب پر لب رکھکر اظہار اشتیاق کیا ادہر کرشمہ و ناز ادہر تمنا اور نیاز ادہر ذرا سی جھجک تھوڑی سی آن بان ادہر بالکل نے تکلفی کے سامان ادہر شہوت نفسانی ادہر ولولۂ روحانی

تھی مائل تا کہ بست دونوں	بی کیف شراب مست دونوں
عاشق کا لپٹ کے پیار کرنا	معشوق کی سسکیاں وہ بہنا
بوسے کا ادہر خیال آنا	شرما کے وہ اوس کا منہ پہرنا
تہا محرم راز ہاتھ یہ ہے	چولی دامن کا ساتھ یہ ہے
بلبل کو وصال گل کا تھا جوش	پروانہ تھا شمع سے ہم آغوش

کس شوق سے تھا بھینچے بغل گیر	گویا تھا یہ آئینہ وہ تصویر

شاہزادہ تو بالکل مدہوش تھا مگر ملکہ کو کچھہ کچھہ ہوش تھا جب یہ کچھہ اور ارادہ کیا تھا تو وہ سمجھا دیتی تھی بیخودی کے عالم مین بھی بگڑی ہوئی بات کو بنا لیتی تھی ہر بار یہ کہتی تھی خورشید گوہر پوش ہوش مین آ دیکھہ کچھہ اور خیال دلمین نہ آنے پائے ایسا نہو کوئی گل پھولے پردہ فاش ہو جائے اللہ یہ دن بھی دکھائیگا اگر ہم زندہ ہین تو وصل حقیقی بھی ہو جائیگا طرفۃ العین مین آسمان نے گردش کی پلک ماری مین تقدیر سو گئی ہنوز جی بھر کے بوس و کنار نہوا تھا کہ صبح ہو گئی شعر

تھی شب وصل کھل گئی جو گتھہ	رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

سفیدی کی طلوع سے دونون پر بجلی گری موذن کی تکبیر سے دونون کے دلون پر چھری پھری طائرون کی آواز تیر کی آواز ہو گئی نسیم سحری ہوائے ناساز ہو گئی عاشق گھبرا کر معشوق کا مُنہ دیکھنے لگا ملکہ نے تسلی دیکر کہا کیون گھبراتے ہو خدا کو یاد کرو کیا آج ہی کی رات تھی بس فرصت کی یہی بات تھی پھر روح شاد کام ہو گی پھر شام ہو گی وضو کرو فریضہ سحری ادا کرو اللہ سے اطمینان خاطر کی دعا کرو

ہای تمنے اپنی ساتھہ مجھہ بہی ستیاناس کیا نہ اپنی وضع کا نہ میری ننگ و ناموس کا
پاس کیا پہلے انجام کا خیال نہ آیا آپ دیوانی ہوئے مجھہ بہی دیوانہ بنایا اب جو ہونی ہو
سو ہو جو کچھہ تقدیر دیکھائے وہ دیکھو جب تک میری جانمین جان ہی ہرسان
نہو شوق سے اس باغ مین ہومین دوسرے تیسرے صورت دکھا جایا کرونگی
کسی نکسی بہانے سے آیا کرونگی یہ باتین ہو رہی تہین کہ وزیرزادی ذاکر تسلیم کی
ملکہ نے مسکراکر یہ بات کہی پھر تو آئی پہر مینحوس صورت دکھائی وہ بولی نگوڑی
دلسے مجبور ہون بی دیکہیے بہی تو چین نہین آتا کیا کرون جی تو یہ چاہتا ہی کہ عمر
صورت نہ دکھاؤن آپ کو اور ان ولی کامل کو یہین چھوڑکر چلی جاؤن لیکن مصلحت
کی بات نہین دشمنونکے طعنونسے نجات نہین انجان اپنی جگہہ پر کہینگے کہ بڑی
نالائق تہی ایسی نعمت کو چھوڑکر بیٹھہ رہی گستاخی معاف ہاتھہ منہ دہوئیے
ہوشمین آیئے آئینہ دیکھیے زلفین بنائیے کیا کسی سے دہینگا مشتی ہوئی ہی سلامتی سے
خوب درستی ہوئی ہی دیکھیے آگ انچل ڈالیے چھوٹے کپڑے کو سنبھالیے غرض اوس
گرماگرمی والی شوخیان کین کہ ملکہ نے شرماکر انکہین جھکالین اشارے سے کہا ذرا

میرے پاس آجب وہ پاس آئی تو چپکے سے بولی نصیبونکا لکھا تو پورا ہوا سچ یہ ہے
کہ دیکھیے اب کیا ہوگا میرا جی چاہتا ہی کہ انہین اسی باغ مین رکھون اور ہفتے مین
دو ایک مرتبہ آیا کرون لیکن اندیشہ مآل ہی افشای راز کا خیال ہی وہ بولی مین اسکا
بندوبست کیے لیتی ہون ابھی سب دربستی کیے دیتی ہون کچھ اسکا تردد نفرمائیے پانمنہ
دھوئیے حقہ پیجیے پان کھائیے یہ کہکر اوٹھی اور باغبانونکے چودھری کو بلوا کر یہ کہی
کہ میری مُنہ بولی بہن بیمار ہین وہ یہان رہکر دل بھلائینگی اور دو چار دنکے بعد
جب طبیعت بحال ہوجاویگی تو چلی جائینگی خبردار کوئی مرد اس باغ مین نہ آنے پائے
بلکہ عورت بھی نجانے پائے انہین حفظانکی بیماری ہی غیر ذالک کو دیکھکر گھبرائی ہین
راتدن مُنہ لپیٹے پڑی رہتی ہین پھر ان لونڈیونکو سامنے نہین بلاتی ہین اور جب
بڑی حضور کی آنی کی خبر ہوگی تو مین کھلا بھیجونگی بلکہ انہین ایک دن پیشتر بلا لونگی
دیکھیو خبردار جسطرح کھدیا ہی اسیطرح عمل مین لانا بلکہ دو چار دن رات کو بھی انپے گھر
نجانا اوسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا بہت خوب جیسا حکم ہوا ویہین ہوگا وزیرزادی
بولی ہان بہنا مین بہت خوش ہونگی خاطر جمع رکھہ تجھہ اسکا انعام دونگی

یہ کہکر پانچ اشرفیان اوسی چبکے سے دین اور بولی یہ تو لیجا باقی پھر کسی دن سمجھا
جائیگا وہ تو خوش خوش دعائین دیتا ہوا اپنی طرف راہی ہوا یہ مسکراتی ہوئی
ملکہ کے پاس آئی کہا لیجیے حضور مبارک ہو لونڈی یہ حکم بھی بجا لائی ملکہ نے پوچھا کیا تدبیر
کی اسنے سب کارگزاری کا مین کہدی شاہزادی یہ سنکے بشاش ہوگئی اسنے خواصونکو
آواز دی اری حضور کا مُنہ ہاتھ آکر دھلاؤ کنگھی چوٹی لاؤ سنگھار دان لاؤ شاہزادے
کیطرف یکیکر کہا ابھی ماندگی سفر کی نہین اوتری ابھی سستی طبیعت کی نہین گئی
آیئے یہان تشریف لائیے غسل کا سامان کیجیے چوکی پر جائیے خورشید گوہر پوچھنے
کہا کیا آپ خواب مین آئین تھین جو بندیکو نہانے کی احتیاج ہوئی میری تو تمام
رات آنکھ نہین جھپکی مجھے کیون غسل کی حاجت ہونے لگی وزیرزادی بولی آپکے
خواب مین آنے والین سلامت رہین مین کیون آتی مجھے کیا پڑی تھی کہ خدا واسطے اگر
سوتے فتنے کو جگاتی اچھا غسل شیطانی نہ سہی رحمانی سہی کچھ دلکی نیت سہی
کچھ زبانی سہی ظاہر مین آپ ایسی ہی پارسا ہین ایسے ہی باخدا ہین انہین عورتکے
نام سے نفرت ہے بڑی نیک بندی ہین بُری کام سے نفرت ہے ملکہ بولی جب تک تو

دو وونوکین لڑنہین لیتی چین نہین آتا کچھ نہو بے منہ آئے رہا نہین جاتا ارے چھوکرو
بڑا سمجھنا انصاف ہی دور ہی جناب مریم کی عصمت اور حضرت یوسف کی پاکدامنی
مشہور ہی پاک محبت مین فرمایے نگوڑی بُری کام مین کیا ہی تو بھی کتنی بیوقوف ہی
عشق مشق کیا اسی کو موقوف ہی وہ بڑا احمق ہی جو جان بوجھکر جھک مارتا ہی حرام کوٹھی پر چڑھکر
پکارتا ہی وزیرادی سمجھی کہ ابھی وہ بات نہین ہوئی گردن ہلاکی چپ ہو رہی بس بیچ دن چڑھی
تک یہ چہل پہل رہی آ دلگی رہی یہ چہل رہی ہنگام چاشت کھانا آیا انہین دو تین
آدمیون نے تخلیے مین بٹھیکر کہا یا ملکہ نے شاہزادیسے کہا لو صاحب مین تو جاتی ہون
تم یہان رہو اپنے بس کی بات نہین مین بھی مجبور ہون تم بھی مجبور ہو یہ کہکر
سواری مانگی عاشق کو روتا ہوا چھوڑکر روتی ہوئی سوار ہوئی ادہر ملکہ کا
محل مین داخلہ ہوا ادہر بادشاہ کو یہ پرچہ گذرا کل ایک شخص مسافر صورت فقیر
وضع ایک آگہ الماس کا بیش قیمتی فلان افسر کو رشوت مین دیکر گلزار ارم مین گیا
اور جب ملکہ کی سواری آئی تو خواجہ سرا کو نسی غفلت ہوئی کہ شاہزادی اور ترکہ غائب
گئی اور وہ مسافر وہین رہا بلکہ ابتک وہ شخص وہین ہی اور کسی کو خیال نہین زیادہ حد

آگے عرض کی مجال نہین بادشاہ یہ ماجرا سنکر آگ ہوگیا اس عاشق شوریدہ سر اور اوس
سپاہی بندہ نواز کی گرفتاری کا حکم دیا تمام دربار مین تہلکہ پڑگیا لوگ دوڑے اور فوراً اون
دونون کو لاکر حاضر کیا پہلے اوس افسر پر عتاب ہوا اور خانہ تلاشی مین اکہی
دستیاب ہوا جہان پناہ نے اوس جواہر نایاب پر جو نگاہ کی تو کمال حیرت ہوئی کبھی
اوس اکہ کو دیکھتا کبھی شاہزادہ کو دیکھتا یعنی کجا یہ فقیر بینوا کجا یہ جواہر ثمین پھر کہا
ای شخص تو کون ہی بولا مسافر ہون راہ پوچھا نام کیا ہی کہا عبداللہ فرمایا یہ اکہ کہان
پایا جواب دیا مفت ہاتھ آیا کہا باغمین کیون رہا بولا سر اسمجہا بادشاہ مجھسے مین
مبہوت ہورہا تھا چاہتا تہا حکم قتل دے کہ وزیر ذی کانمین جھک کے عرض کیا اسکی
گفتگو سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ جوہر قابل ہی پیر و مرشد یا شہزادہ ہی یا کوئی عارف کامل
ہی اسمین کچھ کچھ اسرار ہی کچھ کچھ سبب ہی خداوند نعمت یہ مقدمہ غور طلب ہی اگر حضور کو تحقیق
منظور ہی تو دو ایکدن کا تامل ضرور ہی سلطان والاشان نے وزیر خوش تدبیر کی
رای کو پسند کیا بعد تامل اوس افسر کی نسبت حکم قید اور شاہزادی کے نسبت حکم
نظر بندی دیا یہ خبر جو بلکہ کو معلوم ہوئی کہ سرکار مین یہ ماجرا ہوا اور شاہزادہ گرفتار ہوگیا

دم نکل گیا کہا وائے تقدیر جس بات کا اندیشہ تہا آخر اوسیکا سامنا ہوا

یہ خبر تہی کہ خنجرِ خون ریز | یہ وقائع تہا یا کہ دشنۂ تیز
دلپہ رنج والم ہوا طاری | ہوئے آنکہونسے اشکِ خون جاری
جان رنجور تن مین گھبرائی | دفعتاً منہ پہ مردنی چھائی
ہوگئی زرد عارضِ گل رنگ | دل پہ برچھی لگی جگر پہ خدنگ
یک بیک زندگی سے یاس ہوئی | اوڑ گئی ہوش بدحواس ہوئی
دیکہکر آسمان کو اک بار | رو کی بولی کہ او جفا کردار
ہاے کب کا عوض لیا تونی | ارے ظالم یہ کیا کیا تونی
جسکا ڈر تہا وہی گھڑی آئی | وائے تقدیر وائے رُسوائی
راحت اک دم کی دم اوٹھائی تہی | نوبت وصل بہی نہ آئی تہی
کہ ہوا رشک اوستم ایجاد | شاد ہوتے ہی کر دیا ناشاد

اوسی اضطراب مین وزیرزادی کو بلوا کر کہا جو مین کہتی تہی وہی ہوا یہ ہے
اسی دنکو روتی تہی ہے اسی فکر مین جان کہوتی تہی ہاے میرے لیے اوس غریب

یہ آفت آئی ہای آبرو بہی گئی جان بہی گئی خاک میری اس زندگی پر تبوجیسی
دل ہٹکیا زمانے کے صدمے اوٹھاکر کلیجہ بہٹ گیا ہے مین تو زہر کہائے لیتی ہون
جان دیے دیتی ہون نہ زندہ رہونگی نہ صدمے سہونگی وزیرزادی بولی کچھ خیر ہے
شدنی کو کوئی کیا کریگا انقلاب تقدیر کی کیا دوا کریگا ابہی آپ نے دیکہا کیا ہے
یہ تو عشق کا اک ادنے سا کرشمہ ہے یہ وہ تیہر ہے کہ شیشۂ ننگ و ناموس کو توڑتا ہے
یہ عاشق اور معشوق دونون کونے رسوا کیے نہین چہوڑتا ہے اس خانمان خراب کے
عجب کارخانے ہین جہان اسکا نام سنا پہر دوست دشمن ہین اپنے بیگانے ہین
چاہ کی افتاد کوئی حضرت یوسف سے پوچہتا عشق کی روداد کوئی زلیخا سے سنتا
جب دل دیا اور عذاب جانپر لیا پہر رونا پیٹنا کیا اس راہ مین دلیر چاہیے ان مصیبت
مین صبر چاہیے خدا سے التجا کرو اللہ سے دعا کرو وہ کارساز ہے بندہ نواز ہے میرا دل
گواہی دیتا ہے کہ یہ آفت بہت جلد ٹل جائیگی خدانکرے کسی کی آبرو پر حرف آئیگا
نہ جانپر نوبت آئیگی ابا جان اماجان سے یہ حال کہدیتی ہے مین چپکے چپکے سنا کی
مجھے اسکی ساری کیفیت ساری حقیقت معلوم ہوگئی ابا نے حضرت کو سمجھا دیا

کہ یہ کوئی شہزادہ ہی اب قبلہ عالم کا کچھہ اور ارادہ ہی اسے قید نہین کہتی یہ برائی مصلحت
چشم نمائی ہے ایسی بھڑکتی ہوئی آگ کا ٹھنڈا ہوجانا فقط اوسکی کبریائی ہی اوسکی
رحمت سی بگڑا ہوا کام سنورتا ہے اضطراب سی کچھہ فائدہ نہین دیکھو تو سبب الاسباب
کیا کرتا ہے ملکہ نے کہا ایسے نصیب کہان اب مین کہان وہ غریب کہان مین خوب جانتی
ہون کہ عشق کا یہی انجام ہے مگر دلکو کیا کرون کہ اسکے ہاتھونسے کام تمام ہی ہاے
رہ رہ کر جی گھبراتا ہے نہ چین آتا ہی نہ قرار آتا ہی وزیرزادی جون جون سمجھاتی تھی
شاہزادی اور مضطرب ہوتی جاتی تھی کھانا تھا نہ سونا تھا ہر گھڑی کا تڑپنا تھا ہر گھڑی کا
رونا تھا کبھی اپنے بیگانے کی آنکھہ بچاکر اشک بہاتی تھی کبھی لوگون کو دیکھکر آنسو
پی جاتی تھی کبھی بیقرار ہوکر محلسرا کے کوٹھے پر جاتی اور جس مکان مین شاہزادہ نظر بند تھا

اوس طرف دیکھکر یہ سنائی نظم	ہاے اے میرے عاشق وشیدا
دن ڈھلا شام غم ہوئی پیدا	یہ مصیبت کہان یہ قید کہان
ہاے اے میری یوسف زندان	معاذ اللہ عجب آفت تھی عجب مصیبت تھی

بس اسی بیقراری اور آہ وزاری مین رات گذری صبح کو دستور المعظم حسب دستور

دربار شاہی مین حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا جب تک اوس
مقدمہ کی تحقیقات عمل مین آئے حکم ہو تو وہ اکہ جواہر خانے مین رکھوا دیا جائے فرمایا
اچھا کیا مضایقا چنانچہ جواہر خانیکا داروغہ طلب ہوا اور وہ جواہر خوش جوہر اوسکے
سپرد کیا گیا حسن اتفاق دیکھیے بسبب پیرانہ سالی کے وہ اکہ اوسکے دست تعش سے گرا
بس گرتے ہی نگ الگ تہا اور خانہ الگ تہا اب نیچے اوس خانیمین ایک کاغذ تہا اوسپر کچھ
تحریر تہا فی المثل وہ نوشتہ تقدیر تہا وہ کاغذ تہا یا صورت حال تہا وہ کتاب تہی
یا قلم کی کہچی ہوئی تصویر تہی وہ نگ آئینہ اسکندر تہا وہ خانہ آئینہ کا گہر تہا وہ تحریر ارسطو کی
تحریر تہی خورشید گوہر پوش گویا پیغمبر تہا اور وہ صحیفہ کتاب آسمانی تہا ہر نقطہ اوسکا آیت
اور ہر فقرہ اعجاز کی نشانی تہا جب وہ خط پڑہا تو اور اعتقاد بڑہا بادشاہ نے پوچہا کیا عرض کی
کسی مولود کا زایچہ ہی حضرت نے جواب دیا آپ ملاحظہ فرمایا تمام حال آئینہ پایا
وہ زایچہ کسی بڑے طالع شناس نے بنایا تہا زایچہ کیا بنایا تہا معجزہ دکہایا تہا تمام
حال ماکان ومایکون قلم بند کر دیا تہا سب خانونکو کیفیت واقعی سے بہرہ دیا تہا منجملہ
یہ بہی تحریر تہا کہ یہ نومولود عاشق تن ہوگا پندرہوین برس یہ صورت پیش آئی ہے

یہ پیشانی تحریر پیشانی ہے ظل سبحانی نے اوس مضمون کو وحی جانا کہا ہان وزرا
اوس لڑکے کو لاؤ وزیر بولا خانہ زاد اوس صاحبزادے کو ابھی لایا بس شہزادہ ہاتھوں
ہاتھ آیا حضرت نے بکمال التفات یہ بات کہی تم خورشید گوہر پوش کو جانتے ہو
اسنے کہا جی پوچھا یہ کون ہے بولا سلطان ابن السلطان فرمایا اسکا وطن کہان ہے
کہا فلان شہر جنت نشان ارشاد ہوا اسکی کیفیت جسقدر معلوم ہو حضور میں بیکم و
کاست عرض کرو اسنے کہا یہ شاہزادہ اعلی نسب والا حسب بجمیع صفات جمیلہ متصف
ہے ایک زمانہ اسکی فضل و کمال کا معترف ہے حکمت میں پیر ہے فطرت میں جوان ہے
اللہ کی قدرت ہے خدا کی شان ہے حسین جمیل بہادر سخی عالم کامل جوان صالح
متقی مشہور ہے کہ اندنون شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کی تعاقب میں گھوڑا ڈالا
لشکر سے جدا ہو گیا اتفاقیہ باغ سلیمانی میں جا نکلا اور محمود شاہ نامی درویش
حقیقت کیش کی خدمت میں پہونچا وہان کسی شاہزادی کی تصویر تھی اوسے
دیکھکر عاشق ہو کہتے ہیں کہ اب دیار یار کی راہ لی ہے بمصداق اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ
مِنَ اللّٰہِ از مایش تقدیر کی ہے بادشاہ نے کہا پھر وہ اوس مقام تک پہونچا یا نہیں ہوا

کہا نہین بافضال خدا پہونچا مگر ارشاد کیا بھلا وہ کون مقام ہے یہ بولے کسی
جواہر کے نام پر اوس شہر کا نام ہے اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ التَّصْرِیْحِ کی یہی تصریح ہے
اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ کی یہی توضیح ہے بہمہ وجوہ تصدیق ہوگئی وہ شاہزادہ
یہی شاہزادہ ہی بسبب اتحاد ازلی اور مشیت ایزدی دل گرفتہ و دلدادہ ہی وزیر نے
اشارے سے عرض کیا دیکھیے غلام نے یہ کہا تھا یاقوت شاہ وہ شادی کا رقعہ لیے ہوئے اوٹھا
اور مسکراتا ہوا داخل محل ہوا چلتے وقت وزیر سے یہ کہتا گیا کہ اس لڑکے کو حمام مین لیجاؤ
اور نہلا دہلا کر پوشاک بدلواؤ ملکہ مہ جبین کی ماں سے جا کر یہ سب حال کہا اور دیر تک
میان بی بی مین باہم مشورہ ہا غرض اوس نوشاہ دوران نے بادشاہ سے کہا سنو
صاحب آخر یہ فرض ادا کرنا ہے کہین نکہین اس نا کتخدا کو کتخدا کرنا ہے شکر کا مقام ہے
خدا نے گھر بیٹھے لڑکا بھیجدیا قربان اوسکی کارسازی کے بڑا کام کیا نام خدا بر بھی اچھا ہے
گھر بھی اچھا ہے اب سوچنا اور تامل کرنا بیجا ہے مثل مشہور ہی مشرق کی بیٹی مغرب کا بیٹا
گویا یہ سنجوگ دونون کی جنم پتری مین لکھا ہوا تھا آگے صاحب تمہین اختیار ہی میری
بات کا کیا اعتبار ہی یاقوت شاہ نے کہا نہین میری بھی رائے یہی ہی وزیر اعظم نے بھی

اسیکی صلاح دی ہے بھتر اچھا شادی کا سامان کرو اچھی تاریخ اچھی ساعت اچھا دن
دکھلوا باہر نکل کر وزیر سے کہا تو خورشید گوہر پوش کو اپنے گھر لیجا اور جو رسم و عادت
قرار پائے اوسدن برات لیکر آو وہ بولا بہت مبارک سبحان اللہ سن بات کی کیا بات ہے
ماشاء اللہ طرفین مین درجۂ مساوات ہی خانہ زاد کی بھی یہی صلاح تہی حضور تو
روشن ضمیر ہین عرض کرنیکی نوبت ہی نہ آئی یہ کہکر تسلیم کی اور دیوان خاص سے
باہر آیا آتے ہی ایک ہاتھی جڑاؤ ہودیکا منگوایا آپ اوسی مین بیٹھا شاہزادی کو آگے بٹھایا
بکمال حشم و خدم نہایت تزک اور جلوس سے اپنے گھر لایا گھر گھر یہ چرچا ہوا اسی دن سے
اوسنے اس سے کہا بادشاہی محلات مین یہی دھوم ہوئی الٰہی شکر نسبت شاہزادی کی
ٹھہر گئی اناچھو چھو دو دائیون نے دولہن کی ماں کو آکر مبارکباد دی وہ بولی ہان
بی بیو خدا نے تم سب کی سن لی وزیرزادی ہنستی ہوئی شاہزادی کی پاس گئی
اور چٹکی بجا کر بولی کچھ بسنت کی بھی خبر ہی کہیے عاشق کی آہ مین اثر ہی یا معشوق کی
آہ مین اثر ہی ابھی تو آپ آٹھہ آٹھہ آنسو رو رہی تہین کسقدر بیتاب تہین کیا کیا بیقرار
ہو رہی تہین ابھی اضطراب تہا ابھی دل ٹھہر گیا اللہ کیا ہنسی کو ضبط کیا ہی کیا مال کر

منہ پھیر لیا ہے ذرا ادہر توجہ فرمایئے یہ ہنستے ہوئے لب چمکتی ہوئی پیشانی بندکو
بھی دکھایئے ملکہ نے ہنسکر کہا آج محل مین مبارکباد کیسی ہے کس امر کی شادی ہے
کسن بات کی خوشی ہے کچھ تجھے بھی خبر ہے کچھ تو بھی سن آئی کیا شاہزادی نے قید سے
رہائی پائی وہ بولی مین کیا جانون کیا مین کسیکی خبر پوچھتی پھرتی ہون اون بالفرض
جانتی بھی ہون تو کیون کہون گھبراہٹ کیا ہے جلدی کیا ہے جب میرا جی چاہیگا
بتا دونگی کچھ مٹھائی کھلایئگا چراغی چڑہایئگا تو خیر ایک خوشخبری سنا دونگی ملکہ نے
کہا جا بھی کہہ کیا ہوا یہ بولی ہوا کیا فضل خدا ہوا حضرت کو اون ولی کامل کا
شاہزادہ ہونا ثابت ہوگیا وہ صورت اور سیرت دیکھکر فرمایا جسنے اس لڑکی کو اپنا بیٹا کیا
میری چھوٹی بہن سے اونکی نسبت کا پیغام دیا ہے ابا جان نے بھی حسب الحکم اقرار کر لیا ہے
اب دو چار دنمین شادی ہو جائیگی کہین سے مانجھا آئیگا مہندی آئیگی کہین سے ساچق
آئیگی برات آئیگی ملکہ بولی الٰہی شکر اوس غریب کی جان بچی خدا نے بڑی بلا سے نجات دی
اور بیاہ برات کو مجھے کیا سناتی ہے ناحق اٹھلا اٹھلا کر باتین بناتی ہے تو ہوگا تیری
چھوٹی بہن ہوگی مجھے کیا اری دیوانی اری خبطن ہوش مین آ اس زمانیکی رنڈیونکا

یہ حال ہی کہ خوش قطع مرد کو دیکھکر پھیلی جاتی ہین ایک کو سائی ایک بدہائی
اس سے کمخھہ لڑاتی ہین او سپہ منہ آتی ہین چھائین پھوئین ایسی چھپنا لون کرسا دی ہی
خدا بچائی اللہ کسی کی بہو بیٹی کو انکے پاس نہ بٹھاوے وزیرزادی نے کہا گستاخی معاف
کونسا درخت ہی جسے ہوا نہین لگی ظاہر مین سب پارسائی کا دم بہرتی ہین بڑی بڑی
نیک زنین بڑی بڑی عصمت والیان برقع مین چھیڑ پھاڑ کھاتی ہین گھونگھٹ کی اوٹ
مین نوالے نوش کرتی ہین حضور بہم نہون دشمنونکا چیتا نہوگا آپکا چاہتیا اورونکا
چاہتیا نہوگا لیجیے مبارک یہ حضور کی شادی کا بیان ہے اللہ کہوخانہ آبادی کا
سامان ہی بادشاہ نے شاہزادیکو خلعت سرفرازی سی سرفراز کیا شادیکی تاکید کی
خانہ داماد یکا حکم دیا اباجان سی فرمایا کہ لڑکے کو اپنے گھر لیجاؤ دولہن کی ماں دولہن کو
سنواری دولہ کو تم سنوار کر لاؤ اب کوئی دمین تخت کی رات آتی ہی اسی ہفتے مین
تاریخ بہی مقرر ہوئی جاتی ہے یہ سنکے ملکہ کی منہ پر سرخی آگئی آنکہین جھکا کر چپکی ہو رہی
وہان یاقوت شاہ جو محل مین آیا تو دولہن کی ماں نے کہا صاحب مین نے سن تجویز
مین ہون اگر تم کہو تو ایک نظر لڑکے بلا کر دیکھ لون بادشاہ نے کہا مجہسی کیا چھپی ہو

شوق سے بلا بھیجو ملکہ کی مان نے نواب ناظر سے کہا میاں تم ذرا جاؤ اور لڑکے کو
اپنے ساتھ لاؤ المختصر اودھر لوگ شاہزادی کے لینے کو گئے ادھر اپنے پرائے بڑی بوڑھیاں
سب آکر جمع ہوئی صحن مین تختون پر چاندنیون کا فرش ہوا بیچمین کارچوبی نگیر یکے تلے
شہانہ مسند تکیہ لگا دیا اتنے مین خواصون نے دھوم مچائی یعنی خبر آئی کہ لڑکا آیا عرض
نواب ناظر بعد بندوبست خورشید گوہر پوش کو اپنے ساتھ لایا اور مسند پر بٹھایا
بیبیان سب اپنی اپنی جگہ مشتاق تھین ایک مرتبہ جلپن کے پاس آکر جھانکنے لگین
کسینے دوسری چپ چپ بلائین لین کسی نے منہ اوٹھا کر دعائین دین ایک نے کہا
ماشاء اللہ چاند ہی دوسری نے کہا چشم بد دور چاند ہی اسکے سامنے ماند ہی کوئی بولی
اللہ رکھو کیا جوانی ہے کوئی بولی نام خدا یوسف ثانی ہی کسی نے کہا یہ تو گلاب ہے
سلامتی ہی جیسی دولہن چاند ہی ایسا ہی آفتاب ہی ساس نے سجدہ شکر کیا کہ خدا نے ایسا
گوہر شاہوار دیا اوسوقت کی شادی کا کیا ذکر کیا جاے وہ خوشی کیا بیان مین آئے
سیکی باجھین کھلی تھین گھر بیٹھے مرادین ملی تھین اندر سے ایک کشتی مین طرہ بندی
جیغہ پیچ آیا اور برای شگون شاہزادی کو بھیجا یا اوسوقت تکلفات رسمی و رسوم تکلفی کو

موقوف رکھا اسی شگون پر اکتفا کیا گیا اور بعد رخصت شاہزادے کے تاریخ

اور دن بھی دکھلا کر کہلا بھیجوایا

[illegible]

خبردار ساقی کھلا لالہ زار	مبارک ہو شادی کہ آئی بہار
دولہن بن رہی ہے عروسِ چمن	براتی ہین گل باغ ہے انجمن
ترنم سراہین نو اسنج باغ	مرادونکے روشن ہوئے ہین چراغ
نہ بلبل کو کٹکا نہ گل کو حجاب	اولٹتے ہین غنچے بھی رخ سے نقاب
زبان زد یہی ذکر معلوم ہے	مبارک سلامت کی اک دھوم ہے
مہیا ہین اسباب عشرت تمام	کہین دور محفل کہین دور جام
نبی چاند نوشاہ خورشید ہے	شب جشن ہے روز امید ہے
دکھا جلوہ حسن بنت العنب	یہ پردہ غضب ہے غضب ہے غضب
یہی فصل ہے یادگار شراب	نہین لطف نوروز بے آفتاب

مئے ارغوانی پلا بے درنگ | نکھر جائے محفل بدل جائے رنگ

مطربان خوش صدائے بزم شادی معنیان جادو نوائے انجمن مبارکبادی رقاصان شیرین ادائے محفل عیش و نشاط خنیاگران دلربائی ہنگامۂ مسرت وانبساط یعنی پردہ کشایان وی شاہد رنگین بیانی و نقاب برداران چہرۂ دلبر نکتہ دانی اس نغمہ دلکش اور ترانۂ مسرت بخش کو سامعہ نواز فرماتی ہین کہ یہان تو وزیر خوش تدبیر کے حسن انتظام سے سب سامان تیار تہا فقط تعین تاریخ کا انتظار تہا دن مقرر ہوتے ہی کل تیاریان ہوگئین جابجا نقارخانونمین نوبتین بجنے لگین رقعہ شادی کے تقسیم ہوئے تو رے ٹٹنے لگے عملے ڈیوڑہی پائے کارخاندارون نے توڑے مہمانونکی آمد ہوئی سواری پر سواری اور تر ذنگی یہانتک کہ زمانے بسنت کا مژدہ سنایا شادیکی ابتدا ہوئی مانجھے کا دن آیا آخر روز یعنی دن ڈیلے دولہن والے مانجھا لیکر چلے مانجھا کیا تہا آمد بہار تہی بسنتی پوشونکے ہجوم سے زمین زعفران زار تہی وہ بہار دیکہکر آفتاب کا منہ زرد تہا کندن کا رنگ گرد برد تہا آسمان رشک سے کہرہا کیطرح رنگ بدلتا تہا ہر برگ صد برگ حسرت سے

کف افسوس ملتا تھا کوسون تک زرد چنبیلی کا چمن کھلا تھا یا عاشقون کے رنگ
پریدہ کو جمعیت کا حکم ملا تھا وہ ہزار در ہزار پنڈیون اور بٹنے کی خوان وہ فرد و نیو نکی
سج دھج اور شان پنڈیان وہ پنڈیان کہ اثمار جنت سے گوے سبقت لیجائین پہ دے
پہ دی مین حسینو نکا جوبن دکھائین آبدار یمین حقہ بلور خوشبو مین طبلۂ عطار خلا تمیز
مصر کی ڈلیان مذاق مین لعل شکر بار اونمین میوے کی جامیوۂ جنان شیرینی
کی جگہ شیرۂ جان وہ اونپر سونے چاندی کے ورق چاند سورج کی ہم طبق اون خوانپوشے
اہل مذاق کی آنکھ لڑتی تھی انسان ایک طرف فرشتو نکی رال ٹپکی پڑتی تھی
وہ بٹنا وہ گلگونہ غازہ بہشت کا نمونہ جسکی خوشبو ذکوچہ و بازار کو بسا دیا مشک
وعنبر عطار کی کو بندۂ زر خرید بنا لیا وہ بٹنا جسکی بدنسے ذرا ایکمرتبہ چھوجاے عمر بھر
اوسکے جسم سے دولہن کی خوشبو آیا کئی سو کشتیو نمین بسنتی جوڑے جھکا جھک
وہ بنت گوگھر و چنکی کرن کی جھلا جھلی وہ سنہری رنگ کی چمک دمک کنگنا جڑاؤ
بازو تن دست بند کیقبادی پر طعنہ زن موتیو نکی جھومر کو شرمائے عقد ثریا کو
خاطر مین نہ لائی کنگنے مین ناڑا اور ناڑی مین چھلے اور طاؤس بہشتی کا پردستا و یہ حسن

ودامغ نظر وہ کنگنا تہا یا کہ گوہر یکدانہ یا درالتاج زیور شاہانہ اوس کنگنے کی خوشنما
زہی تقدیر نوشاہ کا دست بیع اور بادشاہونکا دستگیر وہ چوکی جواہر نگار طلا کار
ومرصع کار اوسپر سونے کا لوٹا نازیسے بندہا ہوا رکہا فی المثل وہ چوکی سپہر نور تہی
اور لوٹا شمس الضحی کٹورا دودہ مینی کا جام جمشید کا جواب صورت مین مشتری طلعت
مین ماہتاب لنگی دیبای رومی کی گلنار جیسر کشمیر کی چادر اور بنارس کی ساری
نثار کھیس اگرچہ سادہ مگر دوشالے سی قیمت مین زیادہ تیل خوشبودار مجموعہ بہار پودودہ
اشرفیون کی توڑے کہارونکی کاندہونپر خاصہ دار وردیان بہیجے برابر جلوس بادشاہی
سامان دولتخواہی غرض اس شان سے مانجہا دولہ کی گہر آیا نوشاہ کو نہلا دہلا کر جوڑا پہنایا
اندر باہر محفل ہوئی شربت پلائی کی رسم ادا کی گئی دولہ والے چنگیرون مین عطر
پان اور کشتیون مین گوٹے کے ہار لائی عملے کی لوگون نے انعام پایا امتیازون نے
خلعت پائی نوشاہ کے جوڑا پہنتے ہی رنگین مزاج پکاری رنگ ہی نوروز کی عیش نے
خوشی کی امنگ ہی آرزوئین دلکی نکلنے لگین رنگ اوچہلنے لگا پچکاریان چلنے لگین
پہر تو ہولی کا سامان تہا بہار تہی عبیر وگلال کے بادل تہے رنگ کی ہاری تہی

عشرت کی کہاتین عیش کی منصوبی سب عورت مرد ایک ہی رنگ مین ڈوبی نظم

جسے دیکھیے بس شرابور تہا	یہی دھوم تہی اور یہی شور تہا
فراموش دنیا کا نیرنگ ہے	بہار آئی ہے رنگ ہی رنگ ہے

چوتھی دن دولہ کی طرف سے ساچق چلی ساچق بہی وہ ساچق جسنے بہار گلزار ارم ساتھہ لی وہ چاندی کے گھڑے سو گھر ساے کارونکی ہاتھہ کے گڑھے ہر چوگہڑا چار قب تاج سلیمانی یا چار قبہ تخت نوشیروانی یا چار حد چار دانگ عالم یا چار کنگرہ عرش اعظم ہر گہڑا مربع نشین مسند جہانداری ہر چوگہڑا ہم جنب چار باش شہر یاری عجب عظم وشانسے تخت پر دہر ولایت کی چیدہ میونسی بہری اکثر وینمین نقل جیسے برجونمین ستاری اکثرون مین طرح طرح کی میوی لطافت مین انگور حلاوت مین شکر پاری وہ سونکی مٹکی جسمین ماہی مراتب کی شان اوسمین مچھلی لٹکتی ہوئی جیسے سینے مین دل اور مٹہ مین زبان ایک کشتی مین ریت کا جوڑا چڑہاوی کا گہنا دیکھنے والے کہتے تہے واہ اس تکلف کا کیا کہنا وہ سہاگ پوڑہ سہاگ کی عطر مین بسا ہوا کلاوے کسا ہوا وہ اوسپر جاندی کی تہل صندل کے ٹیکی جنکے سامنے گلونکی رنگ پھیکی وہ اراس کے

تخت جیسے تختۂ گلزار پھول وہ پھول جنکی ہر فصل مین بہار وہ تخت روان تھے یا سیر
سلیمان وہ ابرک اور جگمگے کے درخت وہ گلہای رنگارنگ جنمین دیکھکر مصوّرون کی
عقل دنگ کہین درختونمین موتیونکے گچھے زمرد کی پتی ٹھینونپر جانور جواہر کے بنے تھے
وہ گلستان عجب گلستان تہا کہ ہاتھون ہاتھ روان تہا وہ ارائش دولہن کی
آرایش تہی وہ نمایش حسن کی نمایش تہی تماشائی حیران تہی قدرت کے سامان
تہے آگے آگے جلوس کی منواریان پیچھے پیچھے سمدہنونکی سواریان جب دولہن کے ورواکی
ساچق پہونچی خوان کشتیان داخل محل ہوئین آرائش اُدہر سے ساچق گئی
اودہر سے لوگ مہندی لیکر چلے ہزارون دستی کنول لاکھون دستیان نورافشان
ہوئین کرورون پنچشاخی سونے چاندی کے روشن ہوگئی مانجھے اور مہندی کی
ایک شان ہی اسمین بیندیونکے عوض ملیدہ اور بٹنے کے عوض مہندی ہی واجب
وہی سامان ہی مضمون بستہ مثل حنای بستہ کب نظر پر چڑہتا ہی کب رنگ لاتا ہی
لہذا لوٹے کٹوری چوکی خلعت چڑہاوی نقدیکے علاوہ خاص چیزونکا ذکر کیا جاتا ہے
وہ سنیونمین مہندی گندہی ہوئی وہ سرخ سبز شمعون کی روشنی جیسے محبوب

سبزہ رنگ کی فندق بند اوڑھلیان یا خضر کے دامن مین شگوفہ گلنار جنان
یا سبزہ کھسار سی آفتاب کی کرن پھوٹی اوسکے پرتو سی چرخ فیروزہ رنگ اور ہلال
یکشبہ کی منہ پر مہتاب جھوٹی وہ ملیدہ شفاف و آبدار دریائی حلوا سی ستبق لیجانے والا
پنجیری اور تنبول کا یاد دلوانے والا خود تو خوان کی اندر مگر مزہ لوگون کی زبان پر
وہ روشنی سے روشنی کوسون تک دھوپ کوسون تک چاندنی یا قوت شاہ کی توتا
ملکہ مہ جبین کی اور کوئی بیٹی نتھی وزیرزادی سالی بنکر مہندی لگیئی جب مہندی
لگانی کے مذکور آئی وزیرزادی ذرا نیک لینے کے لیے پاؤن پھیلا ذرا کیا منہ آئی کیا کیا
رنگ لائی کبھی چپ دبسے ہاتھ باہر نکالتی تھی کبھی کھینچ لیتی تھی کبھی ڈھکائی تھی
کبھی دھوکے دیتی تھی کبھی چپکے سے کہتی تھی میان مسافر کی گرہ مین کیا ہی جو نیک
دینگے یہ تو آپ بیگانی ہاتھ کے دیکھنے والی ہین موقع پاکر خود ہت پھیری کرینگی
زمانیکی نیرنگ کا اسوقت مشاہدہ کیا مہندی کا چور کا نونسی سنا تھا آج آنکھونسی دیکھ لیا
کبھی تاک جھانک مین اشارے سے بتاتی تھی ارے واہ رے اوستاد اچھا لگا ہاتھ آیا
خوب گل کتری خوب رنگ جمایا غرض چھیڑ چھاڑ کی بعد نیک لیا مہندی لگائی

اور حنا بند کا رچوبی باندہ کر یہ بت شنائی	ہاتھہ باندہے ہر ایک دلبر ہے
اے حنا کیا ترا مقدر ہے	چلتے وقت کہتی گئی اے میان گر یونکر

نوشہ ذرا سویری برات لیکر آنا ناچ رنگ مین پڑکر بیہوش نہو جانا گا

سنا ساقیا اب نوید برات	پھرے دن کہ آئی مراد ونکی رات
یہی عاشقون کی شب قدر ہے	یہی حسن مین لیلۃ البدر ہے
عجب وقت ہی اور عجب فصل ہے	شب وصل ہی یہ شب وصل ہے
یہی جدول صفحۂ نور ہے	یہی طرۂ گیسوئے حور ہے
یہی سرمۂ دیدۂ شوق ہے	اسی شب کو نوروز پر فوق ہے
خوشا دور چیدہ ہی بزم نشاط	زہی شادی وعشرت وانبساط
نہسین جام رند ونمین ہون چہچہے	صراحی کرے دمبدم قہقہے
پی حلت دخت زبیگیان	پڑہے خطبۂ عقد پیر مغان

لنڈھی می بجے بربط وعود وچنگ | کہین رنگ ہوا و کہین جلترنگ

می نوشان خمخانہ شادی بادہ پرستان میکدۂ مبارکبادی باغ کشان ہنگامہ
عیش وسرور مستیان محفل وعشرت وسور یعنی رونق افزایان بزم بلاغت
وزینت پیرایان انجمن فصاحت عروس سخن کو آغوش داماد بیانمین بٹھانے کی
کہ برات کی رات کا کیا مذکور روزہ فزہ تجلی تارون نارون نوروہ وزیر باغ کے
لکھہ پٹہ پکا میدان وہ خیمے کے استادسی زمین آسمان کہین سلطانی بانات سرخ کے
خیمونسے لالہ کہسار کی بہار کہین کاشانی مخمل سبز کی سرجوپنسی کوہ مزین بنمودار
بیچمین محفل شادی کے لیے دل بادل کی نمود جسکے سانتے شفق بادل سبز سجود رفعت
مین عرش وسعت مین عالم اسباب آیش مین بارگاہ سلیمانی نمایش مین
آفتاب وہ شیشہ آلات کی پھبن وہ شمعین موی وکافوری روشن وہ جھابی
وہ ہانڈیان وہ کنول لالتی وہ جھاڑ سلیمانی وہ سرخ سبز زبرجدی آسمانی

مردنگون کی صفین نورانی نظم | وہ ضو نور کی تہی وہ خیمہ فلک
ستارون کی تہی آسمان پہ چمک | عیان تہی مہ نو زہرہ و مشتری

کہے تو کہ تہی رات تارون بہری	دورمین براتی زانو بزانو نشانہ بشانہ

صدر محفل مین شہانی مسند پر نوشاہ کا جلوس شاہانہ جیسے آسمانپر ہالہ اور ہالے مین ماہ یا آنکھونمین پتلی اور پتلی مین نگاہ جابجا جڑاؤ پیچوانونکے جڑنا یاب روزگار وہ زیراندازمغرق وہ نیچے مرصع کارجوش سرورمین قلقل مینا کا دم بھرین مہنال کے پردیمین ہونٹھونسے باتین کرین ایک طرف ارباب نشاط کی دھوم سترہ طائفونکا ہجوم ہرایک غارت گرجان سرمایہ ناز وانداز وہ اونکی جھلاجھلی کی پیشوازین جنکا ہر دامن پر پرواز وہ بھاؤ بھگتیے کتھک جنکی نقل اصل بہاؤ معشوقونکی ادا تو ڑ بجلی کی چمک وہ طبلے کی تھاپ وہ گویونکی الاپ وہ تال وہ سم وہ مجیرونکی کھنک وہ سارنگیون کی لے وہ گھنگروؤنکی چھما چھم وہ سہتھری گلے وہ نغمہ سرائی کے ولولے وہ وجد کا عالم وہ حال وہ ٹپہ ٹھمری تروٹ تراند ہمزہ خیال گانے بجانے کی دھوم تہی ناچ رنگ کا سمان تہا اوس محفل کی تعریف مین اک زمانہ یکزبان تہا کوئی کنچنی کنچن سی بنی غزل گاتی تہی کوئی سانولی سلونی ہولی گاکر رجھاتی تہی کوئی بھاؤ بتانے مین جسن کی جنس کا بھاؤ بتاگئی کوئی

آنے جانے مین عاشق تو نکو دیوانہ بنا گئی کسی نے دو چار پاؤن نکالکر پامال کیا
کسی نے گت ناچ کر بے چھری حلال کیا کوئی تھرکتی آئی اور تمام محفل کو آنکھون
بہا نپ گئی کسی شوخ و شنگ کی چھل بل دیکھکر بجلی کانپ گئی آدھی رات
تک ناچ رنگ کی دل لگی رہی بعد نصف شب کھانا کھاکر برات چلنے کی تیاری ہوئی
دولہ کو نہلا کر خلعت پہنایا دوہے سہرے باندہے طرے بدہی سے پھولون مین بسایا
ناچ موقوف ہوا چھوٹے بڑے چلنے پر تیار ہوئے پہلے دولہ سوار ہوا پھر براتی سوار ہوئے
مشعلچیون نے مشعل ماہ لیکر زبردستیان دکہائین پنچہا خون نے روشن ہوکر
ستارونکی طرح اوگلیان اوٹھائین دولہ کے مکان سے دولہن کے دروازے تک دورو
روشنی کے ٹھاٹھ اور آتشبازیکی ٹٹیان تہین روشنی کی کثرت سے رات دن ہوگئی
آتشبازیکے چھوٹنے سے ماہ و آفتاب کے منہ پر مہتابین چھوٹنے لگین غبار سے چھوٹکر
ہوا کے زور سے اڑتے ہوئے گویا ایک صبار فتار خبرین لیکر اوڑے نجیبون اور تلنگونکی
جلوسی پلٹنین سواری بجاتی ورطنبور گرگراتی قدم قدم پر بہین سالون کے ڈنکے
والون نے برابر ڈنکونپر چوبین لگائین نقارچیون نے نوبت پر چوٹین دین آگے آگے

پیچھے پیچھے براتیون کی ہاتھی آدمیونکی کثرت اور کشمش سی ہوا ہی دب دب کر آتی
جاتی دولہ کے ہاتھے کی آگے کنول فانوسین لال نگینین روشن مردہے چوبدار خاصہ دار
خدمتگار سرخ سرخ جوڑے پہنے غنچونکی کیطرح مسکراتی گلون کی روش خندہ زن
روشن چوکی والے سہانی دہن مین شہنائیان پھوکتے آواز کا پایہ دکھاتے کبھی
بڑہتے کبھی ٹھہر کر نیچم کے سر لگاتے اس احتشام سے آخر شب دولہن کے دروازے پر برات
پہونچی محل مین ہلڑ ہوا اسمد ہنون کی اوترنے کی دھوم مچی مامائین سیلمین
دوڑین اوسوقت کی ٹوٹکے کرنے لگین کوئی ہاتھی کے پاؤن کے تلے پانی کا
طشت لاکر لنڈہا گئی کوئی بلے چنبیلی کی مٹھہ بند کلیان دروازے کی سامنے بچھا گئی
یہان شادی کی محفل کے لیے دیوان عام آراستہ تہا براتی بہی اوس مقام
خاص مین جاکر بیٹہے دولہ بہی بیٹہا اس مکان کی کیا تعریف کیجاے یہ تو شاہانہ مکان ہے
اسکی اور ہی کچھ رونق ہی اور ہی کچھ شان ہی ہر چیز خسروانہ ہر شی ملوکانہ بجاے
شیشہ آلات بالکل جواہر کا کارخانہ ضرورت مشعل نہ احتیاج شمع وچراغ ہے
ہر چراغ اس محفل کا گوہر شبچراغ ہی در و نمین پردے زرنگار آگے سائبان مرصع کا

دیوار و نیز موتیونکی سفیدی برابتیون کے لیے فرش قاقم و سنجاب دولہ کیواسطے مسند
جمشیدی کچھ دیر یہان بہی ناچ رنگ کا جلسہ رہا ناگاہ چوبدارونے پکار کر کہا
صاحبو گانا بجانا موقوف اب صاحبان شرع آتے ہین حضرت شریعت مآب عدالت
انتساب یعنی جناب قاضی القضات تشریف لاتے ہین یہ سنکے سوا نوشاہ کے سب
چھوٹے بڑے تعظیم کو اوٹھ کہڑے ہوئے جناب قاضی صاحب مع شاہدین عادلین
آکر دولہ کے پاس بیٹھے کچھ قاضی صاحب نے چپکے سے بیان کیا کچھ دولہ نے آہستہ سے
جواب دیا وکیلونے بہی اس گفتگو پر کان لگائے محل مین گئی اور دولہن سے بہی پوچہ آئے
کہ سن آئی المختصر بعد ایجاب و قبول جانبین اور تراضی طرفین بتعین مہر خطبہ پڑہا گیا
اندر باہر شادیانے بجے مبارک سلامت کا غل ہوا ادہر قاضی صاحب اور وکیل
گشتیان خلعت اور نقل وغیرہ کی لیکر رخصت ہوئے ادہر دونوطرف کے ارباب نشاط
مبارکباد گانے لگے اللہ اللہ وہ بھیروین کا وقت وہ تہنیت کی دھوم دھام وہ خلعت
وانعام کی تقسیم وہ بیل بٹنے کا اہتمام ایک طرف گوڈکی ہارونکی گشتیان آئین
ایک طرف شربت آیا پہلے دولہ کو پلایا پھر برابتیونکو پلایا ادہر والونے بہت شربت پلائی

اودہر والون نے ہارا اور عطر پان کی کشتیان دین یہ تین فروکنائی کی باتین
ہوئین چھلین ہوئین نسیان ہوئین نوشاہ کی محل مین طلب ہوئی محلدار نے بڑھکر
آواز دی صاحبو دولہ آتا ہی آنے والے سامنے آئین چھپنے والے چھپ جائین یہ سنتے ہی
مصاحبین نسین جلیسین ملکہ کی دروازے کی پاس آکر جمع ہوئین اور پردہ اوٹھتے ہی
اپنے اپنے طور پر شوخیان کرنے لگین کوئی پھولونکی چھڑی مار کر ہوا ہوئی کوئی
چٹکی لیکر بھاگی وزیرزادی نے ایک ہاتھ سے بازو تھانبا اور دوسرے ہاتھ سے کان
مروڑ کر کہا یہ بھی کیا گلزار ارم تھا جو بیڈھرک گھس آئی خدا نکرے کہ انسان نے غیرت
ہو جائے شاہزادی نے رومال منہ پر سے ہٹا کر کہا ان شوخیونکا جواب چوتھی کے دن دونگا
اچھا کہان جاتی ہو ایک روز سمجھ لونگا غرض اون پریون نے اوس رشک ماہ کو
اپنے جھرمٹ مین لیا اور لیجا کر دولہن کے پاس بٹھا دیا اوسوقت سبنے ماہ و مشتری
کو ایک جگہ پایا مشاطہ نے دولہن کا آنچل دولہ کی سر پر ڈالکر آرسی مصحف دکھایا اور بولی
میان دیکھتے کیا ہو ہاتھ جوڑ کر کہو بی بی اس چاند سی صورت پر نثار ہون آنکھین کھولو مین تمہارا غلام ہون فرمان بردار ہون اس رسم سے دونون کی امید بر آئی

قرآن مین صورت اخلاص اور آئینے مین شکل اتحاد نظر آئی پھر ٹونے گا ڈاکیسن مانگا
بیڑا کھلایا ایک ہاتھ سی دولہن کی پاجامی مین ازار بند ڈلوایا جب رسمونسی فراغت پائی
تو نوباتین چنی کی نوبت آئی نوباتون مین تو بوس و کنار کا فراتھا جس عضو پر شاطبہ
نے مصری رکھی شاہزادی نے منہ رکھدیا کبھی شانونکے بوسی لیے کبھی گوری گوری
کلائیونکے کبھی مہندی ملے ہاتھونکو چوما کبھی جوش مین آکر چھوما کبھی بانہی ہاتھ
آئی کبھی منہ کی کھائی کبھی زانو پر کبھی پاون پر سر جھکایا غرض سر سی پاون تک
لے لیکر حظ اوٹھایا اشعار

یہ شادی تو ہوتی ہے ہر ایک کو	مگر اوس سی پوچھو جو عاشق بھی ہو
وہ معشوق کی شرم عاشق کی چاؤ	یہ رسمین تھین یا عشق کی رسم و راہ

آخر بقول مستورات بدائی کی گھڑی دولہ نے سلام کیا سلامی پائی رخصت کا
سامان ہوا آباجی بیٹی نکلنی لگا روشن چوکی والی بابل گانی لگے صاحبدل آنسو
بہانے لگی ملکہ کی چھوچھو نے آکر سر سی پاون تک داماد کی بلائین لین اور گود پھیلا کر
دعائین دین آبدیدہ ہوکر کہا واری ملکہ بڑی نازون سی پلی ہی پہلے پہل میکے سے

سسرال کو چلی ہی بلا لون و بجوئی اسکی تمہاری ہاتھہ ہی اللہ کرہو عمر بھر کا ساتھہ ہے
عاشق نی معشوق کیطرف پیار کی نگاہ سی دیکھا اور سر جھکا لیا گویا پردہ اشاریہ کیا
کہ یہ تو میری جان ہی کس لیی یہ سمجھانا ہی کیون یہ بیان ہی اتنی مین نواب ناظر نے آکر
عرض کیا دھوپ چڑہتی ہی گرمی بڑہتی ہی دولہن دولہ کی سواری تیار ہی اب کسکا
انتظار ہی نوشاہ نی سہرا اولٹ دیا اور جامے کی دامنونکو گردان لیا پہلے جھک کر
عروس کو پیار کیا پھر آغوش تمنا مین لیکر محافی مین سوار کیا وزیرزادی تو ملکہ کی
ساتھہ تہی وہ بہی اوسی محافی مین بیٹھہ لی وزیر نے دولہن پر سی نچہاور مین سونے
چاندی کے پہول اور گوہر و زر کی طبق نثار کیی دولہ بہی سوار ہوا براتی بہی سوار ہوئے
اشرفیان لٹاتی جلوس دکھاتی چاندنی چوک کی راہ سی گہر پہونچی یہان نیگ اور
انعام کے لینے والے منتظر بیٹھے تہی دربانون نی دروازہ بند کیا فیلبان نی دولہ کے
ہاتھی کو روک لیا وزیر نی علے قدر حال سبکو انعام اکرام دیا ڈھیوڑی مین بکرا
حلال کیا گیا نوشاہ نی اوتر کر داہنے پاؤن کا انگوٹھا اوسکے خون مین بوڑ لیا
محافی کا پردہ اولٹ کر عروس کو گود مین سنبہالا وزیر کی چھوٹی بیٹی نی آکر آنچل والا

دولہن دولہ کی گہرائی براتیونے فرصت پائی یہانکی رسمین یہان ہوئین سب عورتین
وزیر کی بی بی کو مبارکباد دینے لگین پہلے دولہن کی رونمائی ہوئی پھر بڑی کے
ہاتھہ پر کھیر رکھکر نٹنی کو کہلائی گئی دولہ خلعت اوتارکر باہر آیا دولہن کو لوگون
نے لیجاکر حجلے مین بٹھایا خورشید گوہر پوش کو اوتنا دن پہاڑ ہوگیا انتظار شام
مین گھڑیان گننا شروع کیا ہر بار مضطرب ہوتا تہا ہر بار گھبراتا تہا ہر مرتبہ انگڑائیان
لے لیکر پیچ و تاب کہاتا تہا کبہی خدمتگار و نسے اشارہ کرتا تہا دیکہنا دہوپ ڈہلی
سایہ دیوار و نسے بڑہا آفتاب نے مغرب کی راہ لی کبہی عصر کی اذان کان لگاکر سنتا تہا
کبہی جمائیان لیکر سر دہنتا تہا کبہی گھڑی اوٹھاکر دیکہتا تہا اور کہتا تہا عجب آفت ہے
آج کی جو ساعت ہی قیامت کی ساعت ہی سوئی کا یہ حال ہی کہ ہر نقطی پر ٹہہرتی ہے
ایک ایک دقیقی کو پہر پہر بھر مین طے کرتی تہی ہر بار یہ دعا تہی یا اللہ دن تمام ہو
الٰہی جلد شام ہو آخر بہزار انتظار کرب انتظار سی نجات پائی امیدون کی شب
مرادون کی رات آئی اودہر آسمان پر اودہر دولہ کی منہ پر شفق پہولی راحت کی
یاد ہوئی مصیبت بہولی پردۂ شب لوگونکی نگاہ کا حائل ہوا خسر و خاور حجلۂ مغرب مین

اور خورشید گوہر پوش حجلۂ عروسی مین داخل ہوا بڑی بوڑہے کنواری ہوئی نوجوانون
اشاری ہوئے کوئی جھانکنے تاکنے لگی کوئی پردے کے پاس کان لگا کر کھڑی ہوہی
دولہن کی سہانی خوشبوئی دولہ کو سرمست و سرشار کیا تنہائی اور یکجائی نے ولولہ
بڑہا دیا اودہر شرم و آنگیر ادہر بے تکلف کرنیکی تدبیر وہ دولہ کا بی حجابی سے جو شمیز
آنا وہ دولہن کا شرما کر آنکہین جھکانا یہان شوق بوس و کنار طبیعت بر اختیار
وہان باطن مین اقرار ظاہر مین انکار اشعار

غرض حسب و نخواہ صحبت ہوئی	کہلی بند خلوت مین خلوت ہوئی
کسی کا کلیجہ دہڑکنے لگا	کوئی اوس ادا پر پھڑکنے لگا
یہان اختلاط اور وہان ضبط اختیار	کوئی دم بخود اور کوئی بیقرار
بنی شرم کہائی لجائی ہوئی	بننے کی طبیعت بہی آئی ہوئی
رکہائی دولہن کی وہ دولہ کا پیار	کبہی ہم بغل اور کبہی ہمکنار
وہ بیتابیان اور وہ جوش و خروش	نہ چولی کی پروا نہ دامن کا ہوش
وہ بوسون کی لذت وہ لطف مساس	شب وصل معشوق عاشق کی راس

اودھر آگئی رخ پر زلفِ دوتا	ادھر کھل گئی اسکی بندِ قبا
اوٹھائے مزے وصل کے ہمدگر	پسینے مین دونون ہوئی تر بتر
نمودار رازِ نہفتہ ہوا	گل ناشگفتہ شگفتہ ہوا

مشہور ہی مصیبت کی شب قیامت دُہاتی ہے اور عیش کی رات پلک مارتے مین گذر جاتی ہے رات کیا گئی گویا ہاتھہ کی آئی ہوئی چیز کہو گئی ابہی پسینہ بہی دونکا نہ خشک ہوا تہا کہ صبح ہوگئی شعر

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

شاہزادہ اوٹھکر دیوانخانے مین آیا ملکہ کی سہیلون نے جاکر ملکہ کو اوٹھایا صبح شب زفاف بہی دولہ دولہن کی حال کی آئینہ ہی جسکی کیفیت دن نکلنے پر موقوف ہی یہ وہ بہار شبینہ ہی ہر چند پردہ کی بات ہی مگر در پردہ اثبات ہی وسوسۂ چند سحری نتہا گویا توضیح شکل عروس تہی عقلی اور حسی دونون تشبیہون کی تصدیق ہوگئی وہ مہک باسی ہارونکی وہ چمک افشان کی ستارونکی وہ بچہونیکے پہول ملے دلے وہ پہلو کے تکیے پلنگ کی تلے سیج بند کڑہیلی ہونے سے اور آدہے دسمنے سے جنگ زرگر کا یقین

تاثیر ہم بستر سے چادر پلنگ کی بھی دولہن کیطرح رنگین و دلہن کی صورت سے کچھ
سستی کچھ بحالی نمودار منہ پر تمتماہٹ آنکھون مین نیند کا خمار ہونٹھونسے پانکی
لالی اوڑی ہوئی انتیونکی ایک طرف کی گونج کھلی ہوئی ایک طرف کی موسی ہوئی
مو باف کچھ لپٹا ہوا کچھ کھلا ہوا کاجل کچھ پھیلا ہوا کچھ کھلا ہوا وہ بوجھل ہونا طبع
نازک پسند کا وہ ٹوٹنا بند بند کا وہ بالونکی پریشانی وہ سکوت وہ حیرانی وزیرزادی
نے ہنسکر آئینہ دکھایا ملکہ نے شرماکر سر جھکایا میکے سے خبر آئی تنبول آیا دولہن
نے اپنے گھر جاکر حمام کیا صاحبات محل نے چوتھی کا اہتمام کیا خورشید کو پوشش کو
جو آنے مین دیر ہوئی ملکہ کی آنکھونمین دنیا اندھیر ہوئی تاثیر عشق نے معشوق کو
عاشق بنادیا مجنون کی محبت نے لیلی کو بھی دیوانہ کیا دم بھر کی مفارقت ناگوار ہوئی
بیتابی خاطر سے بے اختیار ہوئی کیفیت وارفتگی بڑھ گئی تنہا کوٹھی پر چڑھ گئی انتظار مین
راہ تکنے لگی مرغ نیم بسمل سی پھڑکنے لگی کبھی جھروکونسے نگاہ کی کبھی دیر ہاتھ رکھکر
آہ کی اُسنیے ایک ساحر غدار ہوا پرتخت اوڑا ئے جاتا تھا اتفاقاً اوس بالاخانیکی طرف سے
گذرا دیکھا کہ ایک مہ جبین و نازنین کوٹھی پر بال کھولے کھڑی ہے قرینے سے معلوم ہوتا ہے

کہ کسی پر عاشق ہوکر آفت اور مصیبت مین پڑی ہی یہ دیکھتی ہی ہزار جان سے
عاشق ہوگیا طبیعت بیچین ہوئی دلپر قابو نرہا جلد سے تخت کو نیچا کیا اور اوس
رشک پری کو اوٹھا کر برابر بٹھا لیا ہوا کی سناٹے سے ملکہ کا تن بدن سنسنا گیا کیفیت
بلای آسمانی دیکھکر آنکھین بند ہوگئین غش آگیا معاذ اللہ یہ وہ آندہی تہی آدمی کو
اوڑا کر لیگئی مصاحبونکو جو دہیان آیا تو شاہزادی کو اپنی جگہ پر نپایا ایک نے
دوسرے سے پوچھا حضور کہان ہین کسینے کہا اودہر ہین کوئی بولی وہان ہین
ہر شخص نے اپنی اپنی طور پر تلاش کی بات کی بات مین چاروطرف ڈہونڈہیا مچ گئی
ملکہ زہرہ جبین بولی ارسی یہ کیا ہی کیسا ہلڑ مچا رکہا ہی چھوچھوی کہا صاحبزادی
کہین چھپ گئی ہین چھوکریان دیوانی سی ڈہونڈ رہی ہین وہ بولی جاؤ اوس
الڑہ کو لاکر بٹھاؤ کہنا دولہ آئیگا تو یہ دیکھکر کیا کہیگا اس چھوکر یکا یہی حال ہے
تو سسرال مین خاک و قر رہیگا یہ سنکے چھوچھو جی گئین وہ بہی چارونطرف ڈہونڈہتی
پہرین وہان تو اور رہی کچھ اسرار تہا اونہین بہی خاک پتا نہ لگا پہر تو اک طلاطم
تہا قیامت تہی ہر شخص کو تعجب تہا ہر شخص کو حیرت تہی بعضی شمعلین لیے تہخانے مین

ڈھونڈرہی تہین کچھ کہین تہین کچھ کہین غرض ہر طرف دیکہا بہالا چہپہ چہپہ ڈھونڈرہا ہے دولہن کی مان حیران تہی کہ الہی یہ کیا بات ہی نیا سانحہ ہی نئی واردات ہی اتنے مین ایک خواص نے آکر کہا مین صحن مین کہڑی تہی کہ اک دہوکا سا ہوا یعنی صاحبزادی کوٹہی پر تشریف لیگئین اور کچھ دیر وہین رہین ناگاہ ایک تخت ہوا پر نمودار ہوا اوسپر ایک جوگی جٹادہاری بیٹہا تہا اوسنے تخت کو نیچا کیا اور ملکہ کو اوسپر بٹہالیا تب تو سمجہی تہی کہ وہ خیال تہا اب معلوم ہوا کہ حقیقت حال تہا ملکہ زہرہ جبین بولی ہے ہے مین اسی سانسکے کو ڈرتی تہی اسی واسطے اوسنے نصیب کو منع کیا تہی نئی نویلی دولہن تہی آخر جھپٹے مین آگئی اب جستجو بیکار ہی بس یہی اسرار ہے یہ سنکے بادشاہ بہی آیا خورشید گوہر پوش بہی آیا تمام محل کو مدحواس اور مضطرب الحال پایا ارکان دولت بہی یہی فکر کرنے لگے اپنے اپنے طور پر عقل لگانے لگے اپنی اپنی جگہ پر ذکر کرنے لگی تمام شہر کے پیر فقیر عامل کامل آئے کسی نے حاضرات کی کسی نے نقش وتعویذ لکھہ لکھہ کر جلائے مگر سوا رجعت کے کسی عمل نے کچھ تاثیر نہ دکہائی اوس تخت کی پہر نہ لگا تو کیا ذکر اودہر کی ہوا بہی نہ آئی غرض کوئی بات نہ بنی ای شدنی اورانی شدنی

یاقوت شاہ بہی پریشان تہا خورشید گوہر پوش بہی حیران تہا دلمین کہتا تہا
یہ خانہ آبادی ہی یا بربادی یہ مراد تہی یا نامرادی یہ ہجر تہا یا وصال یہ خواب تہا
یا خیال کاش یہ بلا مجہپر آتی مجہے تقدیر اس غضب مین پہنساتی اور ملکہ زہرہ جبین
کی یہ صورت تہی کہ نہ سر کا ہوش تہا نہ پاونکا ہوش کبہی مانند شمع اشکبار کبہی
بصورت تصویر خاموش ہر طرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر نگاہ کرتی تہی ہر قدم پہ کچہہ سوچ
سوچ کر ٹہنڈی سانس بہرتی تہی کبہی کہتی تہی ہے ہے میری بچی پر کیا گذر گئی
ہی ہے میری بیٹری کدہر گئی ہی ہے یہ اندہیرا تہا یا اوجالا ہی ہے یہ چوتہی تہی
یا چالا ری لوگو شادیکا فرش اوٹہاؤ سوگ کا سامان کرو ماتم کی صف بچہاؤ
خورشید گوہر پوش نے یاقوت شاہ سے آکر کہا حضور عمل خوانی سے کیا فائدہ عزیمت
نے عزیمت سے کیا ہوگا کون ایسا عامل ہی کہ ہوا کو پہیر دے سائی سے ہزاد کا کام لے
یہان تو تقدیر کا رونا ہی اس چہپہکے سے کیا ہونا ہی اب جو وی جاتا ہی اور اس
راہ مین خاک اوڑاتا ہی بادشاہ نے کہا ایک داغ تو آسمان نے دیا اب ایک تم دو
اچہا تو ہی ان مصیبت زدونکو مصیبت مین چہوڑ کر کسی طرح کنارہ کش ہو رہو مین تو

زندگی سی بیزار ہون ملک و مال سی دست بردار ہون یہ سلطنت کون سنبھالیگا
امور مملکت کون دیکھی بھالیگا خدا کیواسطے یہ حرف زبان پر نلاؤ للہ ذرا انصاف فرماؤ
شاہزادہ بولا آہ سلطنت کہان مین کہان یہ حکومت یہ ریاست کہان مین کہان
اگر میری تقدیر مین سلطنت ہوتی تو یہ مصیبت ہوتی یہ آفت ہوتی شعر

قدم نامبارک و مسعود	اگر بدریا رود برآرد دود

گردش فلکی سے کسی امیدروز یہ ہی اپنے مقدر مین یہ سلطنت آبائی تہی نہ یہ ایسی ہی
نصیب ہوتی تو پھر کیا تہا قیس خانمان برباد کجا حکومت کجا مصداق البلا للولا
نشانہ خدنگ بلا بنا ضرور ہے اسوقت مین دست پاچہ ہوکر بیٹھ رہنا طریق وفا اور
آئین حیا سی دور ہے کوتاہ اندیشی کہین گی یہ شخص کیسا صاحب ارادہ تہا شاہزادہ
تہا نہ رئیس زادہ تہا فقط بطمع حکومت و ریاست یہ ننگ لایا تہا خدا جانے کون تہا
کہان سی آیا تہا مشرق سی مغرب مین پہونچا یہان سراغ رسانی نکرسکا بہتر یہ ہے
کہ خصوصیت ابھی داغ مفارقت اوٹھائین اور امیدوار رحمت ہوکر خدا سی لو لگائین مین
اور دم بھر توقف کرون ہرچہ باداباد جیون یا مرون اگر آج بچاؤنگا تو کل سمجھینگے

کیا مُنہ دکھاؤنگا یا قوت شاہ نے کہا بابا کہان جاؤگے کسطرح سراغ لگاؤگے یہ تو لک
موج تہی آئی اور کشتی کو لے گئی کوئی راہ نکلی کچھ پتا لگے تو انسان جانیکا نام لے شاہزادہ
بولا بھلا یہان تک آنیکی کون راہ تہی یہ منزل بہی تو سخت جانکاہ تہی جس خدا نے
یہ مشکل آسان کردی وہ اس مرحلے کو بہی طے کرادیگا کوئی نکوئی خضر طریقت اس راہ مین بہی
خبر لے گا یاقوت شاہ خضر طریقت کی اشعار سے متامل ہوا اور بعد تامل کچھ سوچ کر کہا
دیکہو اگر تمہارے ذہن مین کوئی بات آئے تو جاؤ اور کسی اللہ والے کی رہنمائی سے سراغ لگاؤ



کدہر ہے تو اے ساقی سحر کار	بتا راہ بیراہ ہین بادہ خوار
نہ مے ہے نہ مینا نہ جام و سبو	کہان جائین کس جا کرین جستجو
اوڑا لی گئی کس طرف کی ہوا	کہ ملتا نہین رخت رز کا پتا

قیامت ہے برہم ہے بزم سرور	نہ ساغر مین بادہ نہ آنکھون مین نور
کہلے راز مخفی وہ تدبیر کر	اوڑین کا گ بوتل کے بہر خبر
ادھر بوی می پیشوائی کرے	ادھر شوق دل رہنمائی کرے
حضور نظر ہے حجاب طلسم	یہ ہے میکدہ یا جواب طلسم
فقط طالب جام ہین بادہ خوار	یہ میکش نہین لوح کے خواستگار
مدد گار ہے بخت ہمت جوان	ہمین بس ہے تائید پیر مغان

گم کردگان طریق وصال سرگشتگان دشت رنج وملال حسرت کشیدگان بلای ناگہانی ستم رسیدگان آفات آسمانی یعنی ناقلان روایات حسرت وغم وحاکیان حکایات درد والم بچشم تر ودل مضطرین تحریر کرتے ہین جبکہ شاہزادہ مستعد عزیمت ہوا یعنی اقربای جدید سے رخصت ہوا ہمت نے کوچ کا نقارہ بجایا حمیت نے ولولہ صحرانوردی بڑہایا راہ نادیدہ پر قدم مارا غزال رمیدہ کی تجسس کا دم مارا آسمان کی جانب مُنہ اوٹھایا اور یہ کلمہ زبان پر لایا یا علام الغیوب یا کشاف الکروب یا مفتح الابواب یا مسبب الاسباب تو ہی آدم کو

حوالے ملایا تونے یعقوب کو دیدار یوسف کہایا تیرے نام کی برکت سے آصف
بن برخیا نے اظہار اعجاز کیا فوراً تخت بلقیس کا سبا سے عراق مین منگوالیا تیری
تائید سے داؤد نے جالوت پر فتح پائی تیری عنایت سے سلیمان کو انگشتری
ہاتھ آئی تونے موسیٰ کو قابل اور فرعون کو ناقابل کیا تونے سامری کی سحر کو
بمقابلہ اعجاز باطل کیا الٰہی میری بھی آبرو رکھ لے الٰہی یہ اسرار پوشیدہ جلد کھلے
موضعیف کی کیا طاقت کہ دعویٰ سلیمانی کرے جز و منحنی کی کیا حقیقت کہ زمین
سنگلاخ مین ریشہ دوانی کرے ہان اگر تیری رحمت کفیل کار ہے تو حل ہونا
اس عقدۂ لاحل کا کیا دشوار ہے رباعی

کیا فائدہ فکر و تدبر سے ہوگا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہوگا تیری کرم سے ہوگا

یہ مناجات کرتا ہوا راہی ہوا سامان برگشتگی گواہ بربادی و تباہی ہوا کبھی
نقش قدم کی طرح زمین پر پڑھیہ گیا کبھی مانند بگولے کے پیچ و تاب کہا کر اوٹھا کبھی
مثل امید موہوم کے بڑہتا تھا کبھی بحالت یاس یہ شعر پڑہتا تھا شعر

نہ موسے نہ رفیقی نہ مرغ نامہ بر ہے	کسے زبیکسیے ما نمی بر د خبر ہے

جیسے طائر گم کردہ آشیان اُنا پتا پھرتا ہی اور آشیانہ کا پتا نہین پاتا ہے
یا برگ خزان دیدہ گرد باد مین پڑکر ہوا کے تھپیڑے کہاتا ہی کہ کچھ پتا اوس سا حر
غدار اور اوس سریع صرصر رفتار کا جو سُن چکا تھا تو اوسی دُھن مین اور اوسی
دھیان مین بقصد صحرا نوردی بشکل قیس سیر نہوا تھا غرض جدہر وہ تجنت گیلتا
اوسی طرف اسنے بھی رخ کیا آخر جاتے جاتے یہ سوچا کہ یاقوت شاہ ذیح کہا تھا
کچھ نشان نہین تپا نہین ہوش وحواس بجا نہین شاہ صاحب نے اسی ونکے واسطے
عمل اسماء الرجال تعلیم کیا تھا انہین مھمونکے لیے وہ نقش حزب البر لکھہ دیا تھا
یہ سوچکر ایک درخت کے تلے جاکر دم لیا اور اون اسماکا ورد کیا اوس عمل کا چرچا تھا
کہ محمود روشندل کا ظہور ہوا خورشید گوہر پوش نے اوٹھکر تعظیم کی اور مثل ہلال
خم ہوکر تسلیم کی شاہ صاحب نے دعا دیکر ارشاد کیا خیر ہے فقیر کو کیون یاد کیا
اسنے آبدیدہ ہوکر گردن جھکالی اور روداد مصیبت تازہ بیان کی پیر روشن ضمیر نے
کہا باباتم آپ جانسے بیزار ہوئے دیدہ ودانستہ اس بلا مین گرفتار ہوئے اب اگلی

نصیحتونکا یا دلوانا گویا زخم دلپہ نمک چھڑکنا اور کلیجے پر نشتر لگانا ہے ہم تو سمجھے
ہوئے تھے کہ اس راہ مین طرح طرح کی مصیبت اوٹھانا ہی لو صاحب بہزار وقت
شادی بہی ہوئی اور طرفۃ العین مین بربادی بہی ہوئی زمانہ کبہی انقلاب سے
خالی نہین کسی حال مین صورت بحالی نہین یہ آسمانکی تفرقہ سازی ہے
یہ اسی پیرسالوس کی شعبدہ بازی ہے خیر خدا کو یاد کرو تسکین خاطر ناشاد کرو
وہ کارساز ہے وہ بندہ نواز ہی سیس ناگ نامی ایک جوگی جیل مغرب کا رہنے والا ہے
اوسی ساحر غدار نے یہ تفرقہ ڈالا ہی اوس کافر نا خدا ترس نے ناحق کا مفسدہ
برپا کیا ہے یعنی ملکہ بہ جبین کو یہانسے لیجاکر طلسم طاؤسی مین پہنچا دیا ہے
یہ وہی طلسم ہے کہ فقیر نے نقشہ چار دانگ مین آپ کو دکہایا تہا ذکر نواح مغرب
مین اسکا بہی ذکر آیا تہا ایسا مکان قلب ندیکہا نہ سنا تصور سے ہوش اوڑتی ہین
وہان تک پہونچنا کیسا نہ لوح کا کوئی عنوان ہی نہ دروازے کا نشان ہی طرطوس
نامی ایک حکیم نبیرۂ بطلیموس یونانی ہے وہ صاحب فطرت و حکمت اسکا بانی ہے
یہان ساحر و نکا دور دور ہی اس بنیاد کا کچہ اور ہی طور ہی کہتے ہین کہ جب یہ طلسم

بنوالیا تو بحکم بادشاہ وقت اوس حکیم بیچارہ کو ساحرون نے طاؤس بنا دیا تھا
کی بگاڑ سی بنانے والے پر آفت آئی اس وجہ سی لوح نہ تیار ہونے پائی اس تناسخ سی
بادشاہ کی یہ غرض تہی کہ لوح نہ بنے یا کسی صورت سی فتح طلسم کی صورت
مٹ جاے او سچ ہی جو قفل بے کلید ہے اوسکا کہلنا عقل سے بعید ہی شاہزادہ یہ سنکے
نہایت مغموم ہوا اور مایوس ہوکر اوس بزرگ کا منہ دیکھنے لگا پیر مرد نے کہا
پریشان نہو کوئی مشکل ایسی نہین ہی کہ آسان نہو معبود کی کرم سی فقیرون کے
لٹکے مین اور ہی کچھ تاثیر ہے دنیا دارونکو تدبیر پر تکیہ ہی یہان بابندی تقدیر ہے
یہ کہکر پہلے دعاے حصار تعلیم کی بعد اوسکے ایک اسم بتا کر یہ بات کہی اول
مرحلے پیش آینگے جادو کرانواع انواع طرحسے ستائینگے آخر صحراے طلسم اپنا دکھائیگا
دکھائیگا یہان اور ہی کچھ رنگ نظر آئیگا وہ جنگل باغ شداد کا جواب ہی جواب کیسا
بلکہ لاجواب ہی اوس وادی مین ایک درخت اعجوبا ہی جیسے بہشت مین طوبے
اوسپر اوس حکیم کا جسے اب طاؤس طلسمی کہتے ہین نشیمن ہے وہ بزرگ باوجود تناسخ
اب بہی صاحب حکمت اور صاحب فن ہی جب وہان پہونچا تو اس اسم کو آواز بلند

پڑہنا اور بعنوان صاحبان تکمنت آہستہ آہستہ آگے بڑہنا وہ حکیم درخت سے اوتر کر
تمہارے پاس آئیگا اور انشاء اللہ کوئی نکوئی طریقہ کشایش طلسم کا بتائیگا لو
صاحب ہوگئی طلسم کشائی بہی مبارک ملکہ کی رہائی بہی مبارک ہان خوب یاد آیا
آپکے دونون رفیق یعنی وزیرزادہ اور عیار بہی کوہ مغرب کے ساتوین دربند تک
آچکے ہین مگر چونکہ وہ دربند حقیقت مین دربند ہی پس بسبب بند ہونے راہ کے
وہان اکر رکے ہین وہ جو سواد بلند نظر آتا ہے یہ اوسی کوہ کا سواد ہے یہ سیاہی کی
بنیاد نہین اوسی پہاڑ کی بنیاد ہے پہلے وہان جاؤ اور اپنے رفیقون کو لے آؤ زیرکوہ
دو پگڈنڈیان ہین داہنی جانب چھٹا دربند اور بائین جانب ساتوان دربند ہے
جاؤ وہ راستی جاری ہے اور طریق مخالف نا ہموار ہے اور بند ہے تم مانند اصحاب یمین
کے اوس راہ سے جانا اور اون دونون کو کہ ہمنشین اصحاب یقیم ہین اوسی تمہی
اپنے ساتھہ لے آنا الرفیق ثم الطریق پر عمل کرنا ضرور ہے ایسے مرحلے مین تجربہ دور اندیشی
سے دور ہے اوسی ڈانڈے سے نواح طلسم کا بہی ڈانڈا ملا ہے زنجیر بندی راہونکی
گویا اوسی رستے کا سلسلا ہے لو خدا حافظ سلوک ہمارا کام ہے سالک ہونا تمہارا کام ہے

یہ کہکر شاہ صاحب نے اپنی راہ لی اور شاہزادے نے اپنی راہ لی خضر کی ہدایت سے
مقدر نے یاوری اور تقدیر نے رہبری کی پہلے وہ خورشید خاوری جبل مغربین
گیا وہانسے قمر طلعت گل پیرہن اور سیار سبک سیر کو ساتھ لیکر نواح طلسم مین پہونچا

دکھا ساقیا لطف ساقی گری
کہ مٹ جاے نیرنگی سامری

بدل جاے اکبار محفل کا طور
دکھادے ذرا چشم جادو کا دور

قدح کش ہین عشرت کی امید مین
مئی ناب دے جام جمشید مین

وہ چلتا ہوا ہے یہ سفلی عمل
ہوا سی بہی کہتا ہے تہم تہم کی چل

نہین کوئی لٹکا بہ از ناز و نوش
یہ افسون اوڑاتا ہی رندونکی ہوش

حریفون سی کہدے کہ ہشیار ہون
پہرتے ہین میکش خبردار ہون

ستمگر ہے چرخ فلاکت زدہ | ستاتا ہے رندون کو بیفائدہ
غریبونسے کیا بغض کیا دشمنی | یہ جوگی ہین بنت العنب جوگنی
او دہر محتسب ہی او دہر می پرست | کسی کی ہے نصرت کسی کی شکست

باطل السحر خوانان خط حصار سخندانی تیغ بخون حریف تر کردگان معرکۂ سخنرانی
تیغ کشایان نبرد گاہ تیز بیانی خنجر گذاران قتل گاہ معانی تیر اندازان نشان
بلاغت کمانداران کمین گاہ فصاحت تیر اس ماجرائے نے نظیر کا یون سینہ
اظہار پر لگاتے ہین او دہر تو شاہزادی نے رفیقونکو ساتھہ لیکر منزل معلوم کی
راہ لی او دہر سیس ناگ کی ہمراونے سیس ناگ کو آکر خبر دی کہ لے نصیب تیرا اوٹھ گیا
رقیب تیرا آپہونچا حریف عازم طلسم طاؤسی ہے او سکے مقدرمین کامیابی
تیرے مقدرمین مایوسی ہے اس خبر سیوہ خبیث گھبرایا فوراً اپنے تابعینوکو بلایا
اوس عہد مین وہ سامری کا جانشین او رجمشید کا خانہ زاد جیپال ثانی تہا
یعنی سرآمد ساحران غدار او رسیر خیل جنو د شیطانی تہا لاکہون پجاتری ہزارون
چیلے تہے ہر روز رہنڈارے تہی ہر روز میلے تہی تلک دہاری تین تلوک کے اوسکا

حکم مانتے تھے چوٹ بھیٹ مین یہ کمال تھا کہ بیر اپنا پیر جانتے تھے غرض اوس
کافر نے سب چیلونکو جمع کیا اور غصے مین آکر یہ حکم دیا کہ ہان تم مین سے ایک جائے
اور اوس مورکھہ کو پکڑ لائے یہ سنتے ہی ایک گبر نے اوس جتھے سے نکل کر دندوت
کی اور گرو کی چرن لیکر یون کہیطرح راہ لی بزور سحر اوس ہوا پرست نے راہ کو قطع کیا
دم بھر مین اون آوارگان دشت غربت کو جالیا مگر اتفاق سے وہ کافر سیہ کار
اور وہ ساحر غدار اوسوقت اوس مقام پر پہونچا کہ شاہزادہ اور عیار واسطے
قضاے حاجت کی دامن کوہ مین گئے ہوئے تھے فقط وزیرزادہ ایک درخت کے
تلے تنہا بیٹھا ہوا تھا یا تو وہ گرگس نژاد ہوا پر سید ہا جاتا تھا یا وزیرزادہ یکلخت
مڑا یعنی دفعتاً باز کیطرح گرا اور اوس مسافر شکستہ بال کو لیکر اوڑا جلدی مین
اوسیکو شاہزادہ تصور کیا اور ساتھیونکو نہ دیکھہ بھال لیا خورشید گوہر پوش
اور سیارسبک سیر جو دامن کوہ سے نکلے تو دیکھا کہ تمر طلعت کو ایک جو گی ہوا پر
اڑائے لیے جاتا ہے گویا وہ چرغ ہے اور یہ کبوتر ہے بیچارہ پنجۂ آفت مین گرفتار ہو کر
کیا کیا پٹھر کتا ہے کیا کیا تلملاتا ہے یہ دیکھکر دونون کے ہوش اوڑ گئے گھبرا کر

آسمان کو دیکھنے لگے لیکن کیا چارہ تہا کیا اختیار تہا حالت بیپروبالی مین
اون دونون تک اوڑکر پہونچنا دشوار تہا یہان بعالم مجبوری ایک دوسیرکو
دیکھتا رہا وہان وہ صیاد پرکید مع صید طرفہ العین مین نظرونسے غائب ہوگیا
شاہزادے نے عیار سے آبدیدہ ہوکر یہ بات کہی دیکھو اوس جوگی ملعون نے
یہ دوسری چوٹ کی سیار سبک سیر نے گردن جہکاکر عرض کیا ہان پیرومرشد
اوس ظالم نے بڑا دہوکا دیا واے غفلت اسکا خیال نتہا کہ دشمن کمین گاہ مین
ہے پہلا یہی مرحلہ اس راہ مین ہی خیر حضور اللہ کو یاد کیجیے عنان استقلال
ہاتھ سے نہ دیجیے خدا نے چاہا تو سحر کو باطل کرینگے اور اوس کافر کو جہنم واصل
کرینگے اگر قسمت طلعت کی مقدر مین رہائی ہے تو آثار نصرت آشکار ہونگے نہین تو
چند روز کا پیش و پس ہی ہم بہی اسی بلا مین گرفتار ہون گے اب ہمین
کچھ فکر کرنا چاہیے الحاصل سیار حور شید شاہ کو اوس درخت کی تلے لایا ہر طرح سے
تسلی کی ہر طرح سے سمجہایا کہا حضور رات تدبیر ہے کہ آپ تو یہان حصار
کہینچکر تشریف رکہین اور خانہ زاد اوسکی تاک مین جاتا ہی اگر افضال خدا

شامل حال ہے تو بندہ کوئی نکوئی راہ نکالکر آتا ہے شاہزادہ نے کہا بھائی
ایک تو وہ چھوٹا دوسرے تو بھی چھوٹتا ہے چرخ ستم پیشہ عالم غربت مین سبکو
دو بار الوٹتا ہے سیار نے کہا خداوند دیکھیے تو اب جو ہونی ہو سو ہو یہ مفارقت
نہین تدبیر وصال ہے خدا کے آگے سب سہل ہے بندیکی سامنے سب محال ہے
شاہزادی نے رضینا بقضاء اللہ کہکر سر جھکا لیا اور سیار نے جوگی کا بھیس بناکر
سمت الراس کا رخ کیا اس دربند سے استھان اوس گبرخود پسند کا ایکدنکی
راہ تھا یہ شاطر سبک سیر مانند ماہ سریع السیر کے راتون رات وہان جا پہونچا
گرد ایک چشمے کے جو گیونکا دنگل نظر آیا سا پونکی کھیڑیکی طرح اوس صحرا کو
جٹا دھاریون سے بھرا پایا دیکھا کہ چشمے کی گرد اگرد آتش پرستونکا دور ہے
زمین کو کرۂ نار بنایا ہے گویا پانی مین آگ لگانیکا طور ہی ہر گبر ڈھاک کے
تپونکی چھتر یکے تلے دھونی رمائی تپسیا کر رہا ہے کوئی ہجن گا رہا ہی کوئی
جے گرو کا دم بھر رہا ہی کہین اگیاری کا سامان ہی گوگل سلگ رہا ہی دود روج رہا ہے
سر پر کالی آئی ہوئی ہی کسی کی سیر پر شنکھیہ آیا ہوا ہی ایک طرف سیس ناگ اپنی منڈلی مین

بیٹھا جھوم رہا ہے گرد چیلونکا ہجوم ہی کوئی دنڈوت کر رہا ہی کوئی پاون چوم رہا ہے
سیارا وہنین لوگونکی بھیس مین سیر کرتا ہوا ہر طرفسے گذرا کسی سے جی گرو کہکر صاحب
سلامت کی کسی جگہ دم بھر ٹھہر گیا آخر ایک طرف آسن مار کر بیٹھہ گیا اور تونبی بجانا شروع کیا
واہ وہ تو بنی تھی یا کنہیا کی بانسری تھی نگمیہ اور بار بد کے گلے کیطرح سُر اور راگ سے بھری تھی
ہر شعبدہ سکا شعبدہ آواز تھا وہ پدہ پدہ نہاوند وہجاز تھا دم بھر مین تمام صحرا گونج اوٹھا
سارا جنگل سائین سائین کرنے لگا جس شخص نے وہ آواز سنی تاب بلایا بیخیا
اوس لے پر کھچ آیا سیس ناگ کے جڑونکے ناگ کپھے اوٹھا کر سننے لگے اور بیساختہ
وجد مین آکر سر دہنے لگی اوس گبر نے کہا یہ کیا ہے دیکھو تو یہ کون تونبی بجا رہا ہی
چیلون نے ہاتھہ باندہکر کہا آج بہنڈاریو نمین ایک جوگی سیلانی آیا ہی یہ اونکی
من موہنی نے ساری تپشیون کو لوبھایا ہے وہ بولا جاؤ اوسے ہمارے پاس لے آؤ
یہ سنکے لوگ دوڑے اور سیارا کو سیس ناگ کی پاس لیگئے اسنی جاتے ہی گرو جی
کے چرن لیے اور دنڈوت کی سیارا کی اوسنے پیٹھہ پر ہاتھہ رکھکر کہا سدا سکھی
سدا سکھی رہ بچا کدہ ہے پھیرا ہوا کدہر کا گیان ہے کونسے گرو سے مکھہ بچن پایا ہی کونسی تپ

استھان

استھان ہے اونسے کہا مہاپرکھہ کو وگن ہے ذگیان ہی دھرتی کی پوت ہین
تپشیونکی پریم ہے اور پران ہے گرو کی بسیکہ ہے گرو کی پرکھہ ہے دیکھا دیکھی
جوگ ہی تن من مان بروگ ہی ماتا پتا کو تجا بن باس لیا ہر نام بھجا جیہو کرتار کی
چھایا ہی جوان چرنن سون لگایا ہی اب گرو کی انچھا سے نستار ہی سانچی بچن کا
سانچا بچار ہی یہ کہکے تو بنی سنبھالی گویا قالب بیجان مین جان ڈالی ایک
ایک سرسرستی کے کان کہولنے لگا تو بنی کے پردے مین جادو بولنے لگا کیا گرو
کیا چیلا جنسے وہ دست باجا سنا مبہوت ہوگیا جتھے کو ایکدم تہ سکوت ہوگیا
سیس ناگ ذکہا مانگ کیا مانگتا ہے یہ بولا سب گرو کی دیا ہے مہاراج
جو مانگون سو پاؤن اتنی پرتیت ہو مین بہی آپکا داس کہاؤن یہ سنکے اوس
گبر نے اسی بہی اپنے چیلو نمین شامل کیا دو مندرے الماس کے منگا کر کانمین
ڈالدیے اور اپنے ہاتھہ سے منہ پر بہبوت مل دیا کہا بچہ سانجہ سویری آیا کرو
اور ہمارے سامنے یہ من موہنی بجایا کرو اوسدنسے اسنی یہ معمول کھا کہ ہر روز
صبح شام جانا اور دو چار گھڑی بیٹھہ کر اپنا رنگ جمانا اور پہر آنا دو ہی دنمین

سب سی یارانہ ہوگیا غرض یہ لٹکا مطلب براری کا بہانہ ہوگیا سچ ہی کہا ہی
عجب چیز ہی بس اسکا عاشق ہے جسکو ذرا بھی تمیز ہے جہان یہ ہنرمند و گہری
مٹیہہ گیا اک میلا ہوگیا چیلے تو چیلے گرو بھی اس اہل کمال کا چیلا ہوگیا الحاصل
یہ صاحب فطرت ہر شخص سے ملا ہر طرف گیا آیا لیکن وزیرزادہ کا کہین پتا نپایا
ایک دن قریب شام جاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے گروجی کی منڈہی کے پہلو مین
ایک مینڈہا خوبصورت سا بندہا ہے اوس مینڈہے نے جو اسے دیکھا بیاختیار
چلانے لگا اور تڑپ تڑپ کر رسی توڑانے لگا جب یہ قریب گیا تو چپ ہورہا
ہاے خدا دوست کی مصیبت دوست کو نہ کہائے نگاہ چار ہوتے ہی دونونکی
آنکھونمین آنسو ڈبڈبا آئے سیاّر نے اپنے جیمین کہا اب پتا لگنے مین کیا باقی رہا
بس یقین کی یہی صورت ہی ہو نہو یہ تو طلعت ہی سیس ناگ کافر نے یہ ظلم
کیا ہے کہ اس بیچارے کو مینڈہا بنا دیا ہی یہ سوچ کر جسطرح ہوسکا دل کو ٹھہرایا یعنی
اوسوقت ٹالکر پہر آیا بجا ہی خود فکر کی کہ اس بہید کو کس سے دریافت کیجیے
کسے ہمراز بنائیے کسی دم دیجیے پر پہونا تھہ نامی ایک تپسی کہ بڑا یار باش تہا

اوسے تجویز کیا رات کو بعد جلسے کی جب صحبت برخاست ہونے لگی تو اوسے
ٹھہرا لیا پہلے ادہر اودہر کی باتون مین لگایا پھر مینڈھے کا ذکر زبان پر لایا
اوسنے ساری کیفیت بیان کی جو یہ سوچا تہا وہی بات ثابت ہوئی
کہا رام رام گروجی کرمن مین یہ کیا سمائی ایک تو اس نسنکھی کی استری
چھین لی دوجے یہ گت بنائی وہ بولا یہ کل جگ کی کایا پلٹ کا سبھاو ہے
اب کلنک سے سادھن کا بچاو ہے نہ سنتن کا بچاو ہے سیّار نے پوچھا
کیون مہاراج اب یہ نیچی کا ہیکو اس کشٹ سے مکٹ پائیگا گروجی کی
کرپا ہوگی نہ یہ اپنے چولے مین آئیگا اوسنے گردن ہلائی اور یہ بات سنائی
سادہوجی دکہی ہوئے یا سکہی ہوئے سبکا سری چیتر کرتا رہے دکہی ہوت بارہے
نے سکہی ہوت بارہے نتر کی ایک لوٹ پوٹ مان پہر وہی سروپ ہے
پہر وہی چولا ہے وہی مورت ہے وہی روپ ہے سیّار اس نکتے کو سمجہا
یعنی تردید اس سحر کی اسیکی لفظونکی تردید ہے دلمین کہا کیا اوسکی
رحمت ہے کیا تائید ہے عجب قدرت خدا ہے دشمن مطلب کی بات بتا رہا ہے

انشاء اللہ وزیرزادے پر سے سحر اوتارتا ہون اور سیس ناگ موذی کو
مارتا ہون مگر اب اسکو بسمر مدعا لایا چاہیے اور تردید سحر کی ترکیب کو اوڑایا چاہیے
کہا مہاراج منتر کی لوٹ پوٹ کیا ہے یہ کونسا جتن ہے کونسی بدّیہا ہے
اوس سادہ لوح نے بے تکلف الفاظ سحر پڑہ کر سب ترکیب بیان کردی
یہ تو بلا کا ذہین تہا اسے یاد کرتے کیا دیر تہی باتون مین سارا مطلب حاصل کرلیا
بعد اوسکے اوس گاودیکو ٹہلا دیا اب نیّی صبح ہوتی ہی ہے تو یہ فکر ہوئی کہ جسطرح
ہو لوگونکی آنکہہ بچا کر جائیے اور حکمت عملی سے قمر طلعت کو ہیت اصلی پر لائیے وہان
سیس ناگ سے جاکر کسی مخبر نے یہ کہا یہ تو آپنے مدعی کے رفیق کو گرفتار کرلیا
مدعی تو بچ گیا وہ بولا اوسکا کہین پتا ہے اسنے کہا اوسی جنگل مین ایک درخت کے
تلے بیٹہا ہے سیس ناگ نے یہ سنکی اوس چیلے کو جو وزیرزادیکو گرفتار کرلایا تہا بلایا
اور بہت غصہ کیا بہت جھنجلایا مخبر نے ازراہ سفارش کہا کریا ندہان اسے
دہوکا ہوا آخر یہ صلاح ٹہہری کہ پہر جائے اور اصل مدعی کو گرفتار کرلائے یہ خبر سنکے
سیار بہی جا پہونچا اور ہاتہہ باندہکر عرض کیا سری مہاراج اپنے داس پر کرپا کیجیے

ابکی بیری مجھے یہ حکم دیجیے اوسنے اسکی عرض قبول کی اور ڈبی سے نکالکر ایک گولی
دی کہا لے بچا اسے منہ مین رکھکر اوڑ جا صورت اوس کافر کی یہ تہی کہ آپ تو
عمل طیران جسے بھاکھا مین اوڑن کھٹولے کا عمل کہتے ہین جانتا تھا باقی گولیان
گتکو کی تیار کی تہین اونکی یہ تاثیر تھی کہ جسنے وہ ایک گولی منہ مین رکھہ لی
مانند طائر پرواز کے اوڑنے لگا غرض سیار وہ گولی منہ مین رکھکر اوڑا اور دم کے
دم مین حضور شاہزادۂ عالی مقدار پہونچا قمر طلعت کی بہی خبر دی اور باقی
کیفیت بہی سب بیان کی کہا حضور خاطر جمع رکھیے اب یہ قصہ مختصر ہے بحول
اللہ تعالی اب کوئی دنمین یہ ہم سے خانہ زاد فقط حضور کے اطمینان کے لیے
حاضر ہوا تہا نہین تو بفضل اللہ آج ہی خاتمہ تہا ہان یہ تو ارشاد ہوا اس مفتے
مین حضور نے کیا نوش فرمایا کہا بھائی خدا نے اپنی قدرت کا تماشا دکہایا
دن بھر تو روزہ رکہتا ہون شام کو ایک بزرگ آتا ہی اور تحفے سے تحفہ کہانا اور
ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی کھلا پلا جاتا ہے سیار نے کہا سبحان اللہ وہ کریم رازق العباد
جنگل مین منگل اسی سے مراد ہے معلوم ہوتا ہے وہ خضر علیہ السلام ہین

غریبونکی خبر لیتے ہین یہ اونہین کے کام ہین دیکھیے اوسکی مسبب الاسبابی کے
کارخانے بقول مشہور خدا کی مشیت خدا ہی جانے یہ بیچارے خانہ زاد تو جاتا ہے
اب یوہین چیلے اوس کافر کے ہوا پر آئین گے اور بسبب قلعہ بندی حصار خاک
اوڑا کر پھر جائین گے آخر وہ گبر آپ آئیگا اور مُنہ کی کھائیگا یعنی آسمان اوس گرسنہ بر بخت
سے پھریگا اور مانند طائر تیر خوردہ کے اس دایرے مین گریگا اوسوقت تامل نکیجیو گا
فوراً اوس صید اجل کے گلے پر چھری پھیر دیجیے گا ورنہ ہوش مین آئیگا تو پھر اڑ جائیگا
اور کچھ اندیشہ خاطر مین نہ لائیگا ہرگز کسی طرح نہ گھبرائیگا جانبازی پہلے امتحان
کر لیا ہے پھر یہ عرض کیا ہے فی الحقیقت اس حصار مین ہوا کا گذر محال ہے
انسان کی تو کیا مجال ہے یہ کہکر گبکا منہ مین رکھا اور ہوے آسمان ہوا سیس ناگ سے
جا کر کہا داتا وہ راجپت تو پیٹ نیا ئی ہے جانے اگن کی سمندر مان لنکا بنائی ہے
یہ سنکے وہ مردود مسکرایا سمجھا کہ یہ ناتجربہ کار ڈر کر پھر آیا پرانے چیلون مین سے
ایک کی طرف دیکھا وہ ہوا پرست فی الفور امتثال امر پر مستعد ہوا اوڑا اور
آندہی کیطرح خاک اوڑاتا اوس جنگل مین آیا مگر قریب حصار پہونچکر سبقت کی

تاب نہ لایا وہ دائرہ وہ دائرہ تہا جسکا دور شاہزادی کے لیے تو دورۂ گلزار نعیم
تہا اور دشمن کے لیے احاطۂ نار جحیم تہا زبانی اوسکی زمین سے آسمان پر جاتی تہی
کوسون تک پرندے بھی بھٹکنے نپاتے تہے جب اس گبر نے بڑہنے کا ارادہ کیا وہ ہوا کا
طمانچہ پڑا کہ اولٹ گیا کبھی حرارت باد سموم سے جلنے لگا کبھی ہیبت غرمیت سے
دہلنے لگا پھر بھر تک ہوا سے لڑا آخر اپنا سا منہ لیکر پھر نا پڑا سیس ناگ سے آکر یہ سب
کیفیت بیان کی سنتے ہی اوس جہنمی کے تن بدن مین آگ لگ گئی جہنجلا کر
آپ اوٹھا اور اوڑن کھٹولے پر سوار ہوا بالکے بھی پر پرواز بنانے کو سر کی جٹا مین
کھولنے لگے جے گرو کی یہ کہکر سب کو سب کندے تولنے لگے غرض ساتھ کے
سایۃ نے اوڑکر ہوا پر صف باندہی وہ جمعیت تہی یا جنگلی کبوترون کی ٹکڑی تہی
سیار بھی منہ مین گولی رکھے اون سبکے ساتھ ساتھ تہا مگر میدان اسی صاحب فطرت کے
ہاتھ تہا جاتے جاتے جب وہ صحرا نمودار ہوا تو اثر غرمیت حصار آشکار ہوا جو اوس
چیلے کی صورت ہوئی تہی وہی ان سب کی صورت ہوئی یہ دیکھکر سیس ناگ کو
کمال حیرت ہوئی بھلا سفلی کی کیا طاقت کہ علوی پر سبقت لیجائے شیطانکی

کیا اصل کہ عرش کے موکلونپر غالب آئے دم بھر مین سحر و ساحری کی ہوا بدل گئی
ایک ہی جھٹکے مین ساری دہنتری اوس کافر کی نکل گئی اضی سر کو فکیہ طرح
پلٹے لینے لگا چھو چھو کھکر ہوا کو دم دینے لگا ساتھیونکو کچھ دور ٹھہرایا اور آپ وسط
حصار کی حد مین ہوا پر آیا ہر چند زبانی خط حصار کے جلائے دیتے تھے اور شعلے
اوس دائرہ آتشبار کے آگ لگائے دیتے تھے مگر یہ ناری آپ اپنی آتش غیظ و غضب مین
جل رہا تھا بات بات مین منہ سے دھوان نکل رہا تھا نہ کچھ اندیشہ مآل تھا نہ کچھ
اوس آگ کا خیال تھا جلنے پر آمادہ تھا مرگ پر دلدادہ تھا اسے تو یہ دھن
کہ شاہزادے کو اپنے قابو مین لائیے اور ستیارکو یہ تاک کہ شان عیاری دکھائیے
وہ تو جھلاہٹ مین مبہوت ہو کر اوس حد پر گیا اور یہ بخیال ہوا خواہی خیر شاہ
کے ساتھ ساتھ پہونچا اوسے غصے نے اندھا بنا دیا تھا یہ بھی نہ دیکھا کون آیا کون رہا
وہ کافر تو ہوا پر تاوے کرنے لگا اور شاہزادہ یا حافظ یا حفیظ کر دم بھرنے لگا
اودھر ستیار نے ایک چاندی شیشے کا رشک ماہ نخشب کمر سے نکالکر اپنے ہاتھ پر نصب کیا
اور بکمال سرعت اسطرح بغل سے نکل کر سامنے آیا کہ سر سے سر لڑ گیا منڈ بھیر ہوتی ہی

وہ چاند ٹوٹا اور جسطرح انار ہوائی سی ستارے نکلتے ہین چند ستارے نکلے وہ ستارے آتشبازی کے ستارے
نتھے بلکہ بیضہ بیہوشی تھے جو ہین وہ بیضے اوس شقی کی پیشانی پر پھوٹکر ٹوٹ کر چت ہو گیا
مطلق کچھ سر پاؤن کا ہوش نرہا برگشتگی تقدیر نے بسزاے اعمال پھوٹچایا قلابازیان
کھاتا ہوا ہوا سے زمین پر آیا یہان شاہزادہ تو منتظر تھا ذرا تامل نکیا جھپٹ دوڑکر گلے پر خنجر پھیر دیا

ندا دی یہ اقبال و اجلال نے	کہ سر چڑھ کے دی جان دجال نے
زہی سطوت شاہ یزدان پرست	بڑھا اوج ایمان ہوا کفر پست
سبک ہو کے بھی بار خاطر رہا	یہ مردود کافر کا کافر رہا

خورشید شاہ وہی خنجر خونچکان لیے اوس دائرہ حفاظت یعنی حصن حصین سے
باہر نکلا اور گردن اوٹھا کر جسکی طرف بنگاہ غضب دیکھا وہ ہیبت کی مارے
مثل قاز پر شکستہ کے آرہا بس ادہر گرا اودہر گلے پر خنجر پھیرا جب دو چار سر دست
تر شمشیر آبدار آئے باقی ماندہ جتنے تھے یہ دیکھکر نہایت گھبرائے کہا امان امان
اے شہریار عالیشان خورشید شاہ یکبارا اول ایمان بعدہ امان کفر سے تائب ہو
اسلام کا کلمہ پڑھ ہو یہ سنتے ہی وہ سبکے سب حلقہ اطاعت مین آئے اور بصدق دل

ایمان لائے سب سے پہلے سیارہ دست بیعت ہوا پھر کسی کو کچھ عذر باقی نرہا شاہزادے
نے یہ سامان رحمت دیکھکر حمد خدا کی اور سجدے مین سر جھکایا یعنی باجماعت
برادران اجمالی دوگانہ شکر بجالایا بعد فراغ نماز سیس ناگ ملعون کی لاش نجس کو
توحوالہ نراغ وزغن کیا اور آپ جہاز سے یہ سب جوگی آئے تھے اوس مقام کا رستہ لیا
اسمین دو مقصد تھے ایک تو تلقین وہان کے بھنڈاریونکی دوسرے وزیرزادے
قمرطلعت کی رہائی المختصر باجماعت اسلامیہ وہان پہونچکر بسطوت اسلام کا
جلوہ دکھایا تمام بھنڈاری بھی مسلمان ہوئے وزیرزادہ بھی بہیئت اصلی آیا

پلا ساقیا بادۂ فلسفی | دکھا جام سے لوح رازِ خفی
بنین تو تلین مہر و ماہ طلسم | نظر آئے ظلمت مین راہ طلسم
دم جرعہ برّہ جاے آگے قدم | کہ اک دم مین لون جا کے منزلیہ دم
بڑھے نشہ زور آزمائی کرون | سر دست کشور کشائی کرون
ادھر ہو مے ارغوانی کا دور | ادھر اپنی صاحبقرانی کا دور
تصور ہے نیرنگ نیرنج کا | مٹا دے اثر صدمہ ورنج کا
کہان ہے وہ نیرنگی آسمان | اوٹھی ابر بجلی کرے شوخیان
رہے جوش باران جو ہی قحط آب | کہ ہے دور بارش بعینہٖ شراب
خطا پوش ہے رحمتِ کردگار | نہ ڈر محتسب سے نہ ہمت کو ہار

تماشائیان طلسم جادو زبانی نظارگیان نیرنگ سحر بیانی عالمان لوح اسرار کاملان عمل اسمار شکنندگان حصار سحر سازی کشایندگان حصن سخن طرازی اس قصۂ نیرنگ نگار کو اس رنگ سے بیان کرتے ہین خورشید شاہ جب اس مہم بالعرض سے فارغ البال ہوا تو پھر مقصود اصلی کا خیال ہوا آیا

اور قمر طلعت سے مشورہ کیا کہ راہ طلسم مین سوا میرے دوسرے کا گذر نہین ہے
پس اپنا ہو یا بیگانہ کسیکا ساتھ لیجانا بیکار ہے اون دونون نے عرض کی ہم تو
حضور کو تنہا نہ چھوڑینگے کچھ ہو حتی الامکان رفاقت سے منہ نہ موڑینگے کہا خیر تم
دونون چلو مگر ان سبکو سمجھا دو یہ سنکے سیارنے تمام نو مسلمونکو بلایا اور فرمان
واجب الاذعان سنایا برای تسکین و تسلی یہ بھی کہدیا کہ تم سب خاطر جمع رکھو
جسطرح رہتے تھے یہان اوسطرح رہو حضور جس جگہ کے عازم ہین وہان بھیڑ بھاڑ کا
کام نہین جہان فوج یا لشکر کی ضرورت ہو وہ ایسا مقام نہین بالفعل
مجمع کے ساتھ ہونا مصلحت نہین ارشاد جنابعالی خالی از حکمت نہین انشاءاللہ
بہت جلد پھرے آتے ہین یہ تو عمر بھر کا ساتھ ہے نہ تم کہین جاتے ہو نہ ہم کہین
جاتے ہین غرض شاہزادہ اون سبکو سمجھا کر مع رفقاے قدیم سیر و فی الارض کا
عامل ہوا اور رفتہ رفتہ سرحد نواح طلسم مین داخل ہوا یہان سارے سات سے
برس کی ایک ساحرہ اکالہ ابلیس کی ماں اور ابی دجانہ کی خالہ رہتی تھی اولان
اول یہ مرحلہ پیش آیا کہ پہلے اوس سے مڈبھیڑ ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ مرگ مفاجات کا

سانسلیوا

سامنا ہوا پہلا رنگ عالم نیرنگ یہ دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے
اور ایک مردہ کفن مین لپٹا ہوا رکھا ہے سرہانے اوسکے ایک پیر فرتوت بیٹھی
رو رہی ہے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مان ہے اور یہ بیٹا ہے یہ بیچارے تو
دردمند تھے از راہ خدا ترسی قریب جاکر استفسار حال کیا عجوز مکارہ نے سنتے
پلہ سرکا کر اور نا توانونکی آواز بنا کر جواب دیا ہاے بچو کیا کہون مین کو کھہ جلی عجب
مصیبت مین ہون رات سے پیٹ پیٹ کر جان کھو رہی ہون فرزند جوانمرگ
کی میت پر بیٹھی رو رہی ہون مجھہ ضعیفہ عاجزہ کے کانپتے ہاتھو نمین یہ قوت
کہان کہ اسے قبر مین اوتارون ہے ہے اس بیکسی اور بے بسی کے عالم مین
کسکو بلاؤن کسکو پکارون شاہزادی نے کہا مائی تو پریشان نہو یہ ثواب ہم
لیتے ہین ابھی اس مسافر ملک عدم کو اول منزل مین پہونچائے دیتے ہین
دونون رفیقونسے فرمایا مین قبر مین اوترتا ہون تم پانیتی سرہانی اکھڑے ہو
اور بسہولیت تمام دونون سرے تھام کر مجھے دیدو ہرچند قمرطلعت اور سیاہ
نے عرض کی کہ خانہ زادونکے ہوتے ہوئے حضور کو سبقت نچاہیے مگر شاہزادی نے

ہرگز نمانا از راہ مردی و مردانگی اور مقتضای ہمت واولوالعزمی پیش قدمی کو
اوس مرحلے مین مقدم جانا یہ نہ سوچا کہ یہ منزل اول نہین طلسم کا مرحلہ اول ہے
سرانجام اس کام دور اندیشی اور پیش بینی پر محول ہے غرض خورشید شاہ نے
اوس میت کو ہاتھ پر لیکر آغوش لحد مین لٹایا اب جو گردن اوٹھائی
تو اوس قبر کو بسان سرنامہ سرستہ بند پایا آسمان نے زندہ درگور کیا زمانے نے
دفعتاً قفس مین پھنسا دیا شاہزادے اور رفیقونکے درمیانمین تختی اوس قبر کی
حد فاصل ہوگئی دیدو ادید کی مزاحمت کی لیے حجاب طلسم بیچمین حائل ہوگئی
اسرار نیرنگ روزگار کے آشکار ہوئے رئیس اس قفس مین پھنسا اور رفیق
بڑہیا کے دام مکر مین گرفتار ہوئے قرطلعت اور سیار کا حال آگے چلکے کھلیگا اول
شاہزادی کی کیفیت سنا چاہیے کہ یہ طلسم کا پہلا در بند ہے واہ ری عالم نیرنگ
عجب رنگ ہی عجب وداد ہی عجب افتاد ہے آفتاب چاہ مغرب مین اسیر ہے
یوسف زندان آفت مین بند ہی لیکن یہ نیرنگ حسن و عشق کا نیرنگ ہے جس سے
تمام عمر جی نہ گھبرائیگا یہ رنگ وہ رنگ ہی الحاصل خورشید شاہ نے اوس قفس مین

بند ہو کر کہا الٰہی اب عقدہ کشائی تیری ہاتھ ہی جیتے جی فشار ہی موت ریست کا
سامنا ہی زندے اور مردے کا ساتھ ہی یہ کہکر جو سر جھکایا تو اور ہی کچھ تماشا نظر آیا
اب دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ میت نہین ہے محبوبۂ خلوت نشین ہی تربت حجلۂ
عروسی ہی اور وہ روح مقلوب عروس شرمگین ہے بند کفن مثل بند نقاب
کھلے ہین رونمائی کا سامان ہی حجاب مین بیحجابی ہے معشوق کا انداز ہے
دولہن کی شان ہی سانس کی تحریک ہی یا سلسلہ مضمون باریک ہی مفارقت
جسم و جان وصل کی خبر لائی ہے ہستی کو عدم پر فوق ہے زندگی گئی ہوئی
پھر آئی ہے کافور مین سُہاگ کے عطر کی بو باس ہی پوٹ کی چادر ہی یا شہانہ
لباس ہی پیشانی پر موت کی پسینے کے قطرے ہین یا افشانکے ستارے ہین موے
کاکل مرغولہ بند ہین یا عاشقونکی زندگی کے سہارے ہین بھوین گوشہ گیری
پر تلی ہین آنکھین کچھ بند ہین کچھ کھلی ہین لب پر مہر خاموشی ہی دلمین ولولہ
ہم آغوشی ہے سینے پر جوبن کا ابھار ہی سر مین پھل آیا ہی خزان مین بہار ہے
سکوت کے عالم نے شہر خموشان کا نقشہ دکھایا ہے چہرہ کی اداسی نے تصویر کا

خاکا اوڑایا ہے خوب اجل نہین ہی کیف بادۂ شباب سی مدہوش ہی ہو ہو
ملکہ مہ جبین یاقوت پوش ہی مثل مشہور ہے جوانی کی نیند غضب ہوتی ہی
الڑہ پن کے عالم مین بے تکلف پاؤن پہیلائے سوتی ہے پہلو مین ایک کھڑکی
ہم چشم غرفہ گلزار ارم ہی جس سے فرفر ہوای بہشت چلی آتی ہے سامنے مدنگاہ تک
وہ سبزہ زار ہے جسے دیکھکر طبیعت لوٹ پوٹ ہوئی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حور جنت غزنی کی راہ سے آکر اس گوشے مین سو رہی ہے یہان خورشید شاہ کا
یہ حال ہے کہ یہ عالم دیکھکر روح بیچین ہو رہی ہے دلمین کھہ رہا ہی الہی یہ
کیا ماجرا ہی یہ حور عین ہے یا ملکہ مہ جبین ہی اب تبر کا دہیان ہے نہ اوس
میت کا خیال ہے محویت کی عالم مین اور ہی کچھ کیفیت ہی اور ہی کچھ حال ہے
کبھی ہاتھہ بڑہاتا ہے کبھی کھینچ لیتا ہی کبھی اشارونمین باتین کرتا ہی کبھی
آہستہ آہستہ آواز دیتا ہے ولولۂ شوق مین ہر مرتبہ گھٹتا ہے ہر مرتبہ بڑہتا ہے

اوسی بے خودی کے عالم مین بیساختہ یہ شعر پڑہتا ہے

یار آرام مین ہے وصل کی شب جاگی ہے	تحیر ہون کہ بیدار کرون یا نکرون

رعب اوس نازنین و مہ جبین کا یہ کہتا ہے دیکھ گستاخی ادب کی خلاف ہے
شوق اس بیتاب و بیقرار کا یہ عرض کرتا ہی کہ بے اختیار یکے عالم مین سب معاف ہی

بقول مصحفی شعر

عاشق ہی بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل	اوس کام کو کہتا ہی جو آتا نہین مجھکو

آخر ایک مرتبہ جھک کر سینے پر سینہ اور مُنہ پر مُنہ رکھدیا ہاے جانان کہکر
بے تکلف چھاتیون پر ہاتھ پھیرا اور لب جان بخش کا بوسہ لیا ادہر تو خورشید
نے ہاے جانان کہکر پکارا ادہر اوس دشمن جان نے انگڑائی لیکر اولٹا
اک ہاتھہ مارا شاہزادہ اوجھڑکھا کر کھڑکی باہر جا گرا بیچارہ بیتابی دل کی ہاتھون
اور مصیبت مین گھرا اب جو دیکھا تو وہ غرفہ ہے نہ اوس قصر کا نشان ہے
کوسون تک منزلون تک ایک پر فضا میدان ہی سبزہ لہلہا رہا ہی ابر چھا رہا ہے
خود رو پھولونکی بہار ہی تختہ تختہ گلزار ہے طائر زمزمے کر رہے ہین عندلیب
چوکڑیان بھر رہے ہین کوئل کی کوک ہے مور و نکا شور ہی رعد کی کڑک ہے
یا نوبت کی ٹکور ہے پہار پڑ رہی ہے نہرین جاری ہین چرند و پرند مصروف

شکر گذاری ہین مگر باوجود این طراوت گرمی کی یہ شدت ہی کہ قیامت بالائے
قیامت ہی حرارت جانسوز دمبدم سرگرم اشتداد ہی آسمان تنور روشن ہے
زمین کورۂ حدّاد ہے پہاڑ معدن گوگرد ہین حصار آتشین گرداگرد ہین شعلی بھڑک
رہے ہین پتھر چٹک رہی ہین جھونکی باد سموم کے آتے ہین اور تن بدن مین آگ
لگا جاتے ہین زمین کا یہ حال ہے کہ پای تصور مین چھالا پڑتا ہی سایہ قدم کے
تلے چھپا ہے مگر اڑیان رگڑتا ہے ہر خشمہ آتش زردشت کا ہالہ ہے ہر بھبوکہ
شعلۂ جوالہی نہر ونسے دہوان اوٹھ رہا ہے موجون سے شراری نکلتے ہین ہنگام
نظارہ طائر نگاہ کے پر جلتے ہین تقاطر سحاب سی چنگاریان پیدا ہین شدت
ہوای گرم سے آثار آتش زدگی ہویدا ہین لیکن وہ طبقہ بہشت مخصوص بہ نسبت
طلسم کشا جہنم ہے اور ونکے لیے فضا ی گلزار ارم ہے خورشید شاہ اب سمجھا
کہ یہ اسرار طلسم کے اسرار ہین اور یہ سب آثار اوسی کے آثار ہین کہا معلوم ہوتا ہی
کہ یہ گرمی محض مجھ غریب کی نسبت ہی اس آفت کی لیے مین ہون اور میری لیے
یہ آفت ہی یہ کیفیت حرارت ہی یا اہالیان طلسم کی شرارت ہی اگر درحقیقت

اس صحرا کا یہی حال ہوتا تو انسان کا کیا ذکر حیوانون کو جینا محال ہوتا
باد سموم کے ایک ہی جھونکے مین تمام جنگل جل جاتا نہ پھولون مین تازگی
نہ سبزہ یون لہلہاتا یہ سوچکر داہنی جانب جو مُنہ پھرایا کچھ دور چند درختونکا
اک غنچہ نظر آیا چاہا کہ ان درختونکے سائے مین چلکر کوئی دم پناہ لیجیے اللہ سے
مناجات اور دلسے اس مشکل کے آسان ہونیکا مشورہ کیجیے غرض بجاے خود
یہ تصور کیا اور اون درختونکی چھاؤن مین جاکر دم لیا وہان بہ نسبت
میدانکے کچھ سردی تھی کہا الحمد للہ جان بچنے کی تو امید ہوئی ناگاہ
ایک طاؤس طناز وجد کرتا ہوا سامنے آیا جسکے پرون کے نقش و نگار نے
جلوۂ نیرنگ دکھایا قد و قامت مین تو وہ طاؤس شتر مرغ کے برابر تھا لیکن
صورت و سیرت مین اوس سے کہین بہتر اوسکی چوٹی کو حورونکے طرے پر
فوق تھا اوسکی گردن دیکھکر ہنس کی گردنمین غلامی کا طوق تھا وہ
پرصاحبدل کی نگاہ مین مصحف کی نشانی تھے وہ نقش و نگار دستآویز بہار
جاودانی تھی وہ زبرجد کی منقار لاڑی کی آنکھین نیلم کے پاؤن مرد کا سینہ

وہ طلائی گل رشک گل اشرفی وہ سبز سبز پر جیسے سونیکی پھولون پر منیا
انصاف کہہ رہا تھا طاؤس بہشتی اسی سے مراد ہی الحق اسی خوشخرام نے ایجاد ہے
بہار گلشن ایجاد ہی شاہزادہ اوس اعجوبہ نگار کو دیکھکر حیران ہوا اور وہ حیوان
مصنوعی بکمال شوق دوڑکر گرد پھرنے لگا اوسی حالت وجد مین نیچے سے منقار
سے کچھ زمین پر لکھا گویا بذریعہ تحریر اپنے اشتیاق کا اظہار کیا یعنی اے شاہزادہ
والا دودمان ادراے امیر صاحبقران زمان مین آپکا مدت سے مشتاق تھا ازبس
آرزوی قدمبوسی تھی از حد اشتیاق تھا بندہ وہی حکیم ہے جسکا حال شاہ جناب
نے بیان کیا ہے مجھ ساحران ناعاقبت اندیش نے بحکم بادشاہ انصاف شعار
طاؤس بنا دیا ہے فتح اس درنبد کی اور رہائی اس آرزومند کی حضور کی
تشریف آوری پر موقوف تھی المنۃ للہ ناامیدی بامید بدل ہوئی اور مشکل
مراد کہائی دی اب آپ کچھ تردد نفرمائین زمانہ فتح طلسم کا بہت قریب آیا خداوند عالم
آرزومندونکی آرزو اور امیدوارونکی امید بر لایا بظاہر یہ طلسم نے لوح ہے
مگر مطلق تشویش کا مقام نہین جب بانی طلسم خود حاضر ہو یہ لوح کا کچھ کام نہین

کل راہین نیز نجات کی نیازمند کی پیش نگاہ ہین دوسرے یہ کہ حضور افضل
مومنین ہم ہین شاہزادہ وہ تحریر اقلیدس پڑہ کر نہایت مسرور ہوا اندیشہ لاعلمی
اور واہمۂ ناکامی دلسے دور ہوا پہلے اوس حکیم کے حال پر تاسف فرمایا پھر
ازراہ لطف والتفات کلمات تشفی زبان پر لایا کہا اے بقراط دہر اور اے
جالینوس عصر مین شما صاحب کی زبانی تیری اوصاف حمیدہ سن چکا ہون اب لقلب
مراۃ القلب یعنی ایک دل دوسرے کا دل کا آئینہ ہی اب مین اپنے مشتاق ہونے کا
کیا حال کہون لیکن بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اب جذب خاطر نے
اثر دکہایا الحمد للہ آج وہ ارادہ پورا ہوا اور وہ وقت معہود برابر آیا انشاء اللہ المستعان
اب طرحکی مشکل آسان ہی ایک کو دوسرے سے تقویت ہی غرض بہ صورت اطمینان
ہے یہ سنکے اوس سربرآوردہ روزگار نے گردن تسلیم جہکائی اور دوبارہ پھر
زمین پر لکہکر یہ راہ بتائی یعنی اب حضور یہان ٹہہر کر گرمی کا تعب اوٹہائین وہ جو
سامنے آسمانی گنبد نظر آتا ہے وہان تشریف لیجائین وہ گنبد مثل آسمان کی
بلند ہے اور چار طرف سے بند ہی یہ بات ہم انگشت شہادت سے ہتیلی پر لکہکر اوسپر

دستک دیجیے پھر قدرت خداوندقدیر کا مشاہدہ کیجیے بافضال سرمدی
اور تبائید ایزدی فوراً انکشاف اسرار ہوگا دفعتاً وہ برج گردش مین آئیگا
اور اک دروازہ نمودار ہوگا اوسی کے جواب مین دوسرا دروازہ ملے گا اوسکی
فضا دیکھکر غنچہ خاطر کھلے گا اوسکے جلوخانہ مین چشمۂ اسرار ہی ادھر یہ تالاب
ہی اودھر قلعہ کا حصار ہی بس اب یہی دو مرحلے پیش آئینگے باقی جتنے
عقدے ہین خود بخود حل ہوجائینگے نیازمند بھی رکاب سعادت مین چلتا
مگر بظاہر اندیشۂ ضرر ہی منظور یہ ہی کہ ساحر اس ارادی سے بیخبر رہین لہذا میرا
دور دور رہنا بہتر ہے لیکن فکر وسعی سے غافل نہ ہونگا جب کوئی وقت
پیش آئیگا فوراً اگر حاضر ہونگا خورشید شاہ نے کہا نہین خلاف مصلحت نکیے ناہیے
مآل اندیشی کے یہی معنی ہین عقل وتدبیر سے نگذرنا چاہیے اچھا تم یہین رہو
مجھے پیشتر چلنے دو یہ کہکر اوس آفتاب عالمتاب نے برج آسمانی کی راہ لی
اور قریب پہونچکر حسب تحریر حکیم ارسطو تدبیر دستک دی یکبرگی اوس
برج کو دور ہوا اور بعین گردش دور نے قالب تہی کیا جب دیکھا تو دیوار مین

در ہے اور اوسکا جواب بھی پیش نظر ہے شاہزادہ یہ دور دور اور یہ فتح باب کا
طور دیکھکر شاباش ہوا بسم اللہ کہکر پہلے دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے
نکلکر چشمۂ اسرار پر پہونچا وہ تالاب ازبس جانفزا تھا وہ مقام نہایت دلکشا تھا
جسقدر اوس صحرا مین کلفت ہوئی تھی اوسیقدر یہان پہونچکر فرحت ہوئی
سبحان اللہ وہ چشمہ تھا یا طلسمی آئینہ یا خاتم سلیمانی کا نگینہ موجین وہ مصرع
تھین جنکی ہزارون صور تو سے تقطیع ہوتی تھی اونکی برّاقی اور چمک بجلی کا
اوج معوج کہوتی تھی جب لہرین آتی تھین رنگ رنگ کے گل پھولتے تھے
وہ عجائبات دیکھکر شعبدہ باز اپنے شعبدے بھولتے تھے جو لہر تھی سرخط نیرنگ
دہر تھی جو گرداب سپھر آثار تھا دائرہ دور دوّار تھا حبابونکی ایک ایک نقطے
مین سو سو دفتر تھے وہ جام کرامت فرجام جام جہان نما سے بہتر تھے بالجملہ
عجائبات ایک عجیب بات یہ تھی کہ بساز ہوا عجب کیفیت ہویدا ہوتی تھی
ہر موج سے مانند تار قانون و رباب صدای دلنواز پیدا ہوتی تھی یہ معلوم
ہوتا تھا کہ اس پردے مین ہزارہا پرند زیرک خوش گلو گا رہے ہین جن دانس

ایک طرف سبحان ملا اعلی کو لبہا رہے ہین خورشید شاہ وہ صدا ہی کوش
سنکے ایسا محو ہوا کہ دنیا و مافیہا کا خیال نرہا صبح سے شام ہوئی اور منزل
شوق نہ تمام ہوئی جب جھٹ پٹا وقت آیا تو اور عجائبات کا اظہار ہوا
چار برج چارون کونونپر اور ایک برج وسط آب مین نمودار ہوا جب پانچ
آفتاب نکل چکے تو چند ماہ نو طالع ہوئے یعنی چند کشتیان ہلال وار ظاہر
ہوئین اور بکمال حسن ترتیب برج صدر کے دور مین آکر ٹھہرین بعد تھوڑی دیر کے
ایک لکہ ابر ملیح کا اور ایک غول طائران صبیح کا نظر آیا وہ ابر تو اوس
برج پر آکر ٹھہر گیا اور اون طائرونے تالاب مین غوطہ لگایا اب جو دیکہا تو معلوم
ہوا کہ وہ جانور پردار نتھے پریان تہین آتے ہی چشمہ سار مین نہائین
اور نکھر نکھر کر نکلین کشتیون پر گئین اور مصروف اہتمام ہوئین کنارے کی برجونکو
کھولکر دیکہا بھالا بعضون نے فرش و فروش بعضون نے شیشہ آلات نکالا
جلد جلد کشتیونپر فرش تکلف کیا اور فی الفور ایک شامیانہ مرصع کار کھینچ دیا
جھاڑ جھانے سلیمانی لٹکا دیے کنول آفتابی اور ماہتابی لگا دیے فانوسین

زنگار نگ صف در صف چُنکر کہکشان کو ماند کیا یہ چمین ایک مسند مغرق بچھا دی
اور چارون کونو نیز ایک ایک گلدستہ گلزار ارم کا لاکر رکھدیا بعد آراستگی تمام
شیشہ آلات خود بخود روشن ہوگیا طرفہ العین مین وہ چشمہ سراپہشت انجمن ہوگیا

وہ پر نور چشمہ وہ روشن حباب	وہ شمع تجلی ہر اک موج آب
اودہر شیشہ آلات کی روشنی	ادہر پرتو ماہ کی چاندنی
وہ برجون کی طلعت سفینونکی ضو	کہین آفتاب اور کہین ماہ نو
مہ و مہر غیرت کی مارے چھپے	یہ تارے جو نکلے ستارے چھپے
نظر آئی جس دم یہ رونق یہ شان	لگا لوٹنے خاک پر آسمان

یہان یہ کثرت نور وضیا ہوئی وہان ایک بجلی چمک کر ابر سے جدا ہوئی
وہ بجلی نہتی تخت جواہر نگار تہا ایک شاہزادہ لباس شاہانہ پہنے اوسپر سوار تہا
وہ سریر فلک نظیر تو دیونکے دوش پر تہا اور دیوونکے قدم ہوا کے دوش پر
باقی کئی سو دیو زاد جمشیدی بیر قین ہاتھو مین لیے آگے آگے اور خواص زرین کمر
ادہر اودہر وہ اورنگ بساط رنگ بھی باین حشم و خدم اونہین کشتیو مین

آکر اوترا جلو دار و خواص اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوئے اور شاہزادہ اوتر کر
مسند پر بیٹھا بفور اجلاس آہستہ سے کچھ حکم دیا پریزادون نے اک نازنین مصیبت
نشین کو لاکر حاضر کیا اور مسند سے کچھ دور ایک اور عورت کو کہ اوسی نازنین
کی ہمصورت تھی لاکر بٹھا دیا وہ نازنین باین ہیئت کذائی آئی کہ گرد نمین
طوق ہاتھونمین ہتکڑیان پاؤنمین بیڑیان چہرہ زرد دلمین درد کپڑے ملگجے

بال پریشان آنسو روان نظم

تھی وہ نازکبدن اسطرح گرفتار عذاب	جسطرح پھول ہو کانٹونمین گھن مین مہتاب
ملگجا دیکھ کر اوس غیرت گلشن کا لباس	اہل دل پڑھتے تھے یہ شعر حسب حال و مناسب
اگر ئی کاہے گمان شک ہے ملاگیر یکا	رنگ لایا ہے دوپٹا ترا میلا ہو کر

عاشق تن کہتے تھے ہاے یہ غنچوان شباب اور یہ صعوبت یہ مصیبت یہ عذاب
اور وہ زن سن رسیدہ اگرچہ بظاہر نے سلسلۂ طوق و زنجیر تھی مگر بباطن اوسی
قید شدید مین گرفتار تھی اور اوسیطرح اسیر تھی وہ جہاندیدہ بہ نسبت اس
نوعمر کے کچھ کہن سال تھی فی المثل وہ ہلال تھی یہ ماہ باکمال تھی قیاس اس ماتکا

مقتضی تہا کہ وہ مان ہے یہ اوسکی نورگاہ ہے یہ نامراد ہے وہ نا دشاد ہے
یہ ظلم رسیدہ ہے وہ داد خواہ ہے اسنے تومسند کے کونے پر بیٹھہ کر سر جھکا لیا اور
اوسنے کلیجہ ہاتھو نسے تھام کر رونا شروع کیا جب محفل چیدہ ہو چکی تو خواص
خاص کشتیان شراب کی لائے اور طائفہ ارباب نشاط کے مجرے کو لیکر سامنے آئے
طبلے پر تھاپ پڑی ساز نے دم سازی کی صراحی نے قہقہہ لگایا جام بادہ
ارغوانی گردش مین آیا وہ مسند کا میر فرشن بہ مست ہو کر بیہوش ہو گیا
اہل محفل کا بھی چراغ عقل خاموش ہو گیا سوا اون دونون مصیبت زدونکے
سب پر غفلت چھا گئی اسطرح لوٹ پوٹ ہوئے گویا موت آگئی جب اوس
نازنین نے تمام محفل کو مردہ پایا تو زانوے ناکامی سے سر اوٹھایا ایک آہ کی
اور آسمان کی طرف نگاہ کی کہا او دشمن ننگ و ناموس تیرے ستم کی بھی انتہا
نہین آخر اے ظالم اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے یا نہین او خانمان خراب خوب
خرابی مین پھنسا دیا اونے شرم و نے حجاب اچھا سلوک کیا جسے مرد کیصورت
سے نفرت ہو وہ یون گرفتار مصیبت ہوے عقد کو بلا کا پھندا جانا مینے اپنی

بیوہ مان کا کہنا نمانا مین تو آزاد تھی دنیا کی عیش سے نامراد تھی تو نے جو یہ آفت
ڈہائی کونسی دولت ہاتھہ آئی آج تک مخلصی کی امید مین صدمے سہے ارے ابتو
مہلت کی میعاد کے دو دن ہی ابتو اس بدعت سے باز آ اللہ مجہ یتیم پر رحم کہا
ایسا کوئی خدا کا بندہ آئے کہ مجھے اس موذی کے پنجے سے چھڑائے یہ کہکر جو وہ اسیر بلا
آنکھو نمین آنسو بھر لائی خورشید شاہ کے دل کو تاب نہ آئی قریب تہا کہ آپکو تالا بین
گرا دے اور اوس نازنین مہ جبین کو جا کر گلے سے لگا لے جو اوس حکیم نے دور سے
اپنی جہلکی دکہائی اور ممانعت کے لیے گردن ہلائی فی الفور کچہہ زمین پر لکہا
اور مائل پرواز ہوا شاہزادہ جو وہان آیا تو یہ مضمون لکہا پایا کہ خبردار یہ تامل کا
مقام ہے یہ ہوشیاری کا کام ہے ای شہریار یہ سحر کا کارخانہ ہے یہان ساحرونکا
زمانہ ہے آگاہ ہو کہ یہ نوجوان بادشاہ طلسم کا بیٹا ہے اور اس نازنین کے
عشق مین دیوانہ ہے اسکا نام غضبان جادو ہے اور اس کے باپ کا نام
ضربان جادو اور یہ دونون عورتین مان بیٹیان ہین اندر کے اکہاڑے کی مالک ہین
پرستانکی حکمران ہین مان کا نام گلبدن پری ہے اور بیٹی کا نام یاسمن پری

گلبدن پری ملقبس روزگار ہے قاف کی پردۂ دوم کا اسے اختیار ہے اذخر جنی
اسکا شوہر وہانکا بادشاہ تہا بعد اپنے شوہر کے اسنے اوس ریاست کا بندوبست کیا
یاسمن پری کا حسن شہرۂ آفاق ہوا ہر شخص کو وصلت کا اشتیاق ہوا غضبان
بھی اسکے شوق نے بیتاب کیا صدمۂ فراق نے بیخور وخواب کیا آخر جب کچھ
نہ بن آیا تو بزور سحر ان دونونکو اوٹھا لایا یاسمن اسکو خاطر مین نہ لائی اس سبب سے
یہ قید کی سختی اوٹھائی بہزار فہمایش کچھ دونونکی میعاد کی ہے یعنی چھہ مہینے کی
مہلت لی ہے اب اوس حجت کا بھی اختتام ہے بعد دو دنکے یہ میعاد بھی تمام
ہے مختصر یہ کہ غضبان خود بھی ساحر ہے اور اسکا باپ بھی ساحر ہے یہ ملعون
ناعاقبت اندیش بڑا ظالم ہے بڑا جابر ہے علاوہ لشکر کے کیے ہزار جادوگر
اسکے ساتھ ہے تمام قلمرو اس طلسم کی اسکے ہاتھ ہے ایسا نہو آپکی قدم کی
آہٹ پائے اور یہ محبوط و مبہوت ہو شمین آجائے پھر کوئی تدبیر کام نہ آئیگی
مفت جان جائیگی اسکے قطع نظر تالاب سی عبور دشوار ہے ہر موج اسکی
نہنگ مردم خوار ہے کیسا ہی آشنا ہے اس پانی سے ناآشنا ہی قدم رکھنا

اس زہر آب مین انسان کے لیے دلیل فنا ہے وہ جو جنوبی برج ہے اوسمین
تشریف لیجایئے ایک شیشہ آتش ترکا اور ایک کھڑاؤنکی جوڑی طاق مین
رکھی ہے اوسے لے آیئے وہ شیشہ آتش ترکا ہاتھ مین لیجیے اور وہ نعلین چوبی
پہنکر تالاب سے عبور کیجیے انشاء اللہ قدم نہ تر ہوگا بہت آسانی سے کشتیونپر
گذر ہوگا اور جسوقت کشتیونپر جایئے تو اون بدمستونکو بسزاے اعمال پہونچایئے
فوراً اوس شیشہ کی مہر توڑیئے مہر ٹوٹتے ہی وہ شراب جوش کھائے گی
اور ڈاٹ اوسکی خود بخود اوڑ جائے گی جب یہ کیفیت ظاہر ہو تو وہ آب
آتشین اون سب پر چھڑک دیجیے مگر اسطرح کہ آپ پر چھینٹین نہ آئین اور اون
دونون پر یزادون سے بھی کہدیجیے کہ اپنی جانین بچاکر دور دور رہین جسمین
جسپر ذرا بھی چھینٹ پڑ جائیگی پھر بجز خاکستر کے اوسکی صورت نظر نہ آئیگی
شاہزادہ یہ قانون حکمت پڑہ کر پھرا اور اوسیطرح کاربند ہوا کشتیونپر
پہونچتے ہی مہر اوس شیشے کی اوٹھائی مہر کیا اوٹھائی ساحرونکے تن بدنمین
آگ لگائی وہ شیشہ آتشی شیشہ تھا اور وہ آب آتشین اوسکا عکس تھا یا وہ شیشہ

ابر تنک تہا اور وہ تیزاب صاعقا اثر در شعلہ بار ہوا افعی کف او گلنے پر
تیار ہوا اون چھٹیون نے کار انگر کیا دم بھر مین اون سب کو جلا کر خاکستر کیا
زمین سے دہوان اوٹھا اور اطراف و جوانب سے شور و فغان ایک غل ہوا
جلایا او شکنندہ طلسم جلایا خوب گھات کی جگہ پائی خوب وقت ہاتھ آیا
جب دہوان کم ہوا تو وہ چشمہ نظر آیا نہ وہ برج نظر آئے جا بجا ہڈیونکی ہار
اور راکھ کے انبار پائے فقط وہ دونون عورتین بیچ رہین اسواسطے کہ اون
تقاطر سے دور تہین اب نہ وہ رونق ہے نہ وہ شان ہے جہانتک نظر کام
کرتی ہے چٹیل میدان ہے یا سمن پری کہ اسیر طوق و زنجیر تہی اوسکی قید بخود
کٹ گئی گلبدن سی نشانہزادی کو نہزار ہا دعائین دین اور قریب آکر سر سے پاؤن تک
کی بلائین لین کہا بچے تو اپنی جوانی کا سکہ دیکھے رہتی دنیا تک سلامت رہے
الٰہی سکندر کی حشمت نصیب نہ مانی کا چین نہ مانے کی راحت نصیب واری کیا
احسان کیا ہے کیا وقت پر خبر لی ہے ہم دونون آفت زدون کو تمہارے
صدقے مین نجات ملی ہے یا سمن نے کہا یہ بھی اوسکی قدرت کی کارخانہ ہے

کیا معلوم تھا قسمت مین راہ چلتونکے احسان اوٹھانے ہین اچھا یہ ہمارے
ملک مین چلیین اس احسانکا انعام لین مثل مشہور ہے خاطر سے خاطر ہے دولت
حشمت ملک مال سب حاضر ہے خورشید شاہ نے ہنسکر کہا کیون نہو آپ امیر
ہین یہان غریب ہین محتاج ہین فقیر ہین مگر جو فقیر ہمت کو نہین ہارتے ہین
وہ سلطنت کو ٹھوکر مارتے ہین جو انعام کا طالب ہو اوسے انعام دیجیے بس بس
زیادہ امیری نہ لیجیے دنیا ہیچ ہے یہ طبیعت پر ٹھنی ہے شاہزادہ صاحب فقیر
بھی دلکا غنی ہے وہ نازنین بولی مجھے کسے کے دلکی کیا خبر ظاہر مین آپ فقیر ہین
باطن مین ماشاءاللہ ملک گیر یکے ارادی ہین کیا حضور بھی کہین کے شاہزادے ہین
گلبدن پری نے کہا ہائین ہائین یہ کیا ہے کچھ تجھے خبط ہوا ہی سودا ہوا ہے
یہ صاحبزادہ تو ہمارا سرتاج ہے خواہ فقیر ہے خواہ تونگر ہے اری دیوانی جو
اپنے اوپر احسان کرے وہ تمام دنیا کے بادشاہونسے بہتر ہی اور خورشید گوہر
سے مڑکر بولی میان یہ دیوانی ہے تم اپنے دلمین کچھ ملال نکرنا سلامتی سے
سمجھدار ہو خدا کے لیے اس الڑہ کی باتونپر خیال نکرنا بلا لون تمنے وہ بات کی ہے کہ

مین بھی لونڈی ہون یہ بھی تمھاری لونڈی ہے پھر یاسمن بولی جی خدا نے ایک
بردہ خریدنے والا بھیجدیا اس شخص نے قید سے کیا چھڑایا بن دامون مول لیا
اسکو یہ منظور تھا کسی نہ کسی کا آنا ضرور تھا یہ نہ آتے کوئی اور خدا کا بندہ آتا
اور ہمین اس آفت سے چھڑا جاتا اوسکی دے نیازی اور کبریائی کے قربان
یہ خدا کا احسان ہے یا ان صاحب کا احسان خورشید گوہر پوش نے کہا
جب مین احسان جتاؤن تو یہ فرمائیے آپ ہی آپ جامے سے باہر ہوئی جاتی
ہائے معشوقونکی باتین ہین تو قیامت ہوتی ہین یہی ادائین انسان کے
ہوش وحواس کھوتی ہین اوس تکلم اور تبسم نے ستم کیا اون نیچی نگاہون نے
دل چھین لیا شاہزادے صاحب کا عجب حال ہوا طبیعت کا سنبھالنا
محال ہوا گلبدن پری تو جہاندیدہ تھی نہایت ہوشیار اور فہمیدہ وہ اس
بگاڑ بناؤ کو سمجھ گئی قضاے حاجت کی بہانے گوشۂ صحرا کی راہ لی وہ کیا گئی
ان دونون کی مراد آئی دل کھولکر باتین کرنیکی فرصت پائی دونون
عاشق دونون معشوق تھی خالی میدان پاکر کھل کھیلے وہ اسکی حقیقت سے

خبردار ہوا یہ اوسکی کیفیت سے آگاہ ہوئی حجاب کی پردے اوٹھہ گئی حسن و
عشق مین باہمدیگر راہ ہوئی اوسنے اسے نہ اسنے اوسنے ناکام کہا ایجاب قبول کی

نوبت آئی وصل وصال کا مزا کچھا نظم

ہوئی صورت وصلت روح و جسم	کھلے بند اسرار ٹوٹا طلسم
رہے صنعت کلک ندرت نگار	ہوا صفحہ گلرنگ آئی بہار
وہ پر کیف ساغر وہ شیشہ وہ مل	وہ منقار بلبل وہ ناچیدہ گل
وہ بوسون کی لذت وہ ترکیب وصل	وہ مستی کا عالم جوانی کی فصل
روا رو مین عشرت کا سامان ہوا	کوئی دُرفشان کوئی خندہ ہوا

جب یاسمن لالہ زار بن چکی تو گلبدن پری نمودار ہوئی دیکھا کہ دونونکو
سکوت ہی ہر ایک تصویر کی صورت ہی جیسے کسیکو نشہ کا خمار ہو جانبین مین
یہ کیفیت ہی شاہزادے سے مخاطب ہوئی کہ صاحبزادی مین یاسمن کو تمہاری
کنیزی مین دیتی ہون اسے قبول کرو اب تم میرے بھی اور اسکے بھی
مالک و مختار ہو اسکے باپ نے اسے دودھ پیتا چھوڑکر دنیا سے رحلت کی

اور کوئی بیٹا تہا نہ بیٹی تھی ناچار مجہ ناقص العقل نے سلطنت کی جب یہ سن
تمیز کو پہونچی تو شادی سے انکار کیا سچ تو یہ ہے کہ برابر کا بر نملا لہذا میں نے بھی
سکوت اختیار کیا آج مالک نے منہ مانگی مراد دی قید سے بھی چھڑایا دلکی
آرزو بھی پوری کی اب خانگی بندوبست سے بھی خاطر جمعی ہوئی اور ملک کے
انتظام کی بھی فکر نرہی یاسمن پیارے سے پوچھا کیوں بیٹی تو بھی رضامند ہے
تجھے بھی یہ بات منظور ہے یہ نسبت پسند ہی تو اگر چاند ہے تو یہ نام خدا
آفتاب ہی تو یاسمن ہی تو یہ رشک چمن گلاب ہی اللہ رکھو جب اس سرو قد
کے پہلو مین بیٹھو گی اوسوقت بہار اس سنجوگ کی دیکھ لوگی یاسمن نے
شرما کر گردن جہکالی اور دبی زبان سے یہ بات کہی حضور کو اختیار ہے
مجھسے ارشاد کرنا بیکار ہے مگر بعضے صاحب تعریف سے بھول جاتے ہین
اپنی حیثیت اور حقیقت کو بھول جاتے ہین آپ نے تو آسمان پر چڑہا دیا حد سے
زیادہ بڑہا دیا تقصیر معاف میری کیا حقیقت ہی یہ شخص تو حضرت یوسفؑ
سے بھی بڑہکر خوبصورت ہی انسان صورت ہو یا نہو سیرت اچھی ہو طینت اچھی ہو

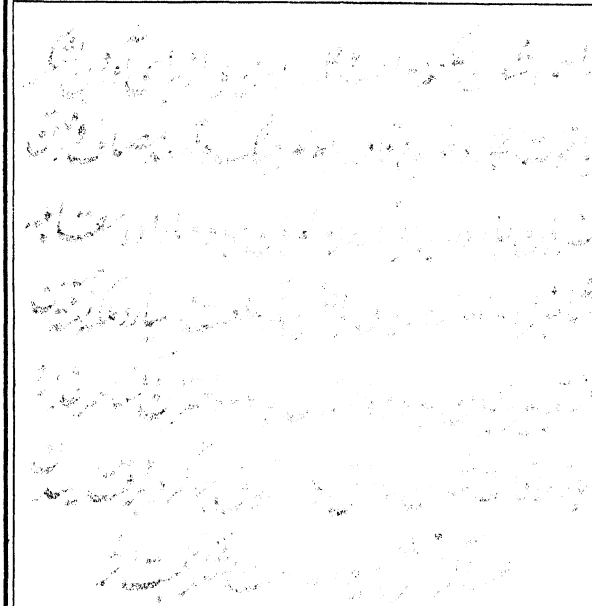
طبیعت اچھی ہو اندرائن کا پھل ہوا تو کیا کس مصرف کا کس کام کا گلبدن
پری نے ہنسکر کہا اللہ ری باتونی چھوکری بھلا تجھسے اس غریب نے کونسی
برائی کی جو سیرت کو اوگٹنے لگی رئیس زادونکی جیسی صورت ہوتی ہے ویسی ہی
سیرت ہوتی ہے انکی ظاہر و باطن کی ایک کیفیت ہوتی ہے خورشید کو ہر پوش
بولا جی انکی بہت بڑی نظر ہے اور سب ظاہر پرست ہین انہین لوگون کے
باطن کی خبر ہے کوئی کسیکے کہی سے کیا برا ہو جاتا ہے جو جیسا ہوتا ہے اوسی ویسا ہی نظر آتا ہے
جنکے دماغین فتور ہین جو عقل سے معذور ہین وہ جو جی چاہتا ہے کہتے ہین
صاحب فہم صاحب عقل سنکے چپکے ہو رہتے ہین وہ بولی میرے دشمن
عقل سے معذور ہون کہتے سنتونکے دماغین فتور ہون شاہزادے نے
اشارے سے کہا دیکھیے سنبھلیے آپکو نہین نہ نکالیے تو رنہ بدلیے جیسی تمنے کہی ویسی
مینے کہی ہنسی مین بگڑنے کی نہین سہی یہ نوک جھوک یہ چھیڑ چھاڑ یہ راز و نیاز کی
باتین ہو رہی تہین کہ ایک پیر مرد لباس عربی پہنے سامنے سے آیا برسم اسلام
تقدیم سلام کی اور کلمات تہنیت زبان پر لایا پہلے تو شاہزادہ سمجھا کہ

کہ حضرت خضر فتح طلسم کی خبر لائے ہین پھر معلوم ہوا کہ حکیم صاحب طاؤسی
جامہ بدل کر بجامۂ بشریت آئے ہین خوش ہوکر دوڑا اور بغل گیر ہوا حکیم صاحب
نے کہا مبارک ہو طلسم ٹوٹا بندہ بھی آپکی بدولت بند بلا سے چھوٹا ساحر خاکسار
ہوئے کافر برباد و تباہ ہوئے اب قلعہ مین کچھ جادوگر اور رہین اونکے بھی غائب ہونیکے
طور ہین ضربان نے مرگ پسر مین جان اپنا غیر کیا ہے آمادہ مرگ ہوکر لشکر کشی کا
حکم دیا ہے بس اب ایک یہی مرحلہ ہی پھر بفضلہ تعالی فیصلہ ہے بندہ ذرا غیرت خانہ
تک جاتا ہے اور یاقوت شاہ سے بھی کہتا آتا ہے اودہر سے نیازمند شاہی گردون
اور عزیزونکی جماعت لائے ادہر سے ملک زرنگار کا لشکر ظفر پیکر آئے گلبدن پری سے
کہا صاحب تم بھی پردۂ قاف مین جاؤ اور جنون کی فوج لیکر آؤ خورشید گیو پوش
نے کہا یہ تو سب ہوا اور کچھ ہونا ہے وہ ہوگا مجھے اپنے رفیقونکا خیال ہی خدا جانے
اونکا کیا حال ہے حکیم صاحب بولے اوس ساحرہ ملعونہ نے یہ پیش بندی کی کہ قبل
بربادی نواح طلسم اون دونون کو لیکر قلعہ مین جا بیٹھی آپکا رفیق اس حد مین
نہین ہین جہان ملکہ مہ جبین نظر بند ہے وہ دونون بھی وہین ہین خیر کا وقت خدا

کہان جاتے ہین انشاء اللہ ملکہ بھی آتی ہے وہ دونون بھی چھوٹ کر آتے ہین
سوت کا نام سُنکے یاسمن کا ماتھا ٹھنکا دل کو پیچ و تاب ہوا سمجھی کچھ دال مین
کالا ہے یہ مرد واجبرو والا ہے کہا اے میان طلسم کشا ذرا ادہر منہ پھیرئیے کچھ
ملکہ مہ جبین کی کیفیت بیان فرمائیے خورشید گوہر پوش بولا مین کیا جانون
یہ بھی کوئی گرفتار بلا ہوگی تمھاری طرح بیچاری مصیبت مین مبتلا ہوگی وہ بولی
اللہ ری ڈہٹائی اللہ ری دیدی کی صفائی مین تو پہلے ہی کہہ چکی کہ اللہ
ان مردونکے فریب سے بچائے تقدیر کسی کو ان جعلسازونکے پھندے مین
نہ پھنسائے ہی ہے جتنے انکے جامے مین گھیر ہین اوتنی ہی انکے دلمین پھیر ہین
ایک کو سائی ایک کو بدہائی کسی سے ملاپ کسی سے لڑائی نگوڑے کیا کیا
چھل کرتے ہین پھر آنکھون مین خاک ڈالتے ہین اور مکرتے ہین دیکھنا اونٹ کی
چوری جھکے جھکے مین جو اپنی جان بچاتی تھی تو انہین باتون کے خیال تھے
ہان آپ ملکہ صاحب کی چھڑانے کو تشریف لائی ہین سلامتی سے معشوقہ خاص
کی تلاش مین آئے ہین راہ مین تیر تکے پر گذارا کیا جہان موقع ملگیا شکار کھیل لیا

لو امان جی مجھے انکی کنیزی مین دیتی ہن بھولا اور پاکدامن سمجھکر کیا کیا شتی
لیتی ہین گلبدن پری نے کہا ہاے توبہ تجھے کسطرح سمجھاؤن کیا کرون کیونکر
تجھ دیوانی کو ہوشمین لاؤن اری یہ طلسم ہے یہان بیسیون عورتین بیسیون
مرد نظر بند ہین خدا نکرے اون سب مین اشنائی ہے یا جورو خاوند ہین پہلے
تو تجھی کو اس بندۂ خدا نے چھڑایا ہے اب کوئی کہدے کہ یہ شخص اسیوقت آیا ہے
کیا تدبیر تھی کیا تقریر تھی نسمجھی بوجھی جھٹ بگڑ گئی موئی تہنکاری بلا کیطرح
اوس غریب کے پیچھے پڑ گئی بس ہوشمین آدم نے ذرا بات سنی دی حکیم صاحب
سے مخاطب ہوئی کیا ارشاد ہوتا ہے مین جاؤن دیونکا لشکر اور جنونکی
فوجین لے آؤن حکیم صاحب نے کہا ہان صلاح وقت یہی ہے بس اب
اسیقدر دقت رہی ہے وہ بولی بہت اچھا مینے ابھی اسکا بندوبست کیا
یاسمن سے کہا تو یہین رہ مین جاتی ہون تیرے چھڑانے کے بہانے سنی فوج
لیے آتی ہون یہ سنکے یاسمن نے ناک بھون چڑہائی مگر جب اوسنے آنکھ کہائی
تو کچھ بن نہ آئی غرض اودہر تو گلبدن پری ادہر حکیم صاحب روانہ ہوئے

یہان فقط یاسمن اور خورشید گوہر پوش رہگئے حکیم صاحب نے شاہزادے سے
چلتے چلتے کہا شاید میرے آتے آتے قلعہ کی فوج آجائے تو گھبرا نجائیگا جسطرح
سیسن ناگ کی ہاتھ سے جان بچائی وہی حصار کی تدبیر عمل مین لائیگا یہ کہا اور رخصت ہوا



پلا جام اے ساقی نیک نام	کہ ہے آمد ابر کی دھوم دھام
مناسب ہے اب مے پرستونکی دھوم	حریفونکا ہو میکدے مین ہجوم
اوٹھا لنگر کشتی زرنگار	بٹھا سکہ بادۂ خوشگوار

اودھر لگہ ابر ہون دل کے دل	ادھر فوج در فوج مستِ ازل
اودھر محتسب درپے احتساب	ادھر رند سرخوش گزک اور شراب
سبو ہو صراحی ہو شیشہ ہو جام	یہی صف کشی ہے یہی انتظام
ہمین حلقۂ بزم ہے دور نیک	یہان رزم و آرزم دونون ہین ایک
رہے گرم صحبت تو کیا بات ہے	جماعت سے ساقی کرامات ہے

فنتظمان فوج دریا موج بلاغت مہتمان لشکر ظفر پیکر فصاحت ترک کنندگان
جنود فقرہ پردازی نخشبیان سیاہ سخن طرازی خیمہ زنندگان عرصۂ بلند خیالی
اور طاق برپا کنندگان صحرائے تازہ مقالی خیمہ گردون مدار اس حکایت رنگین
کو میدان بیان مین اسطرح برپا کرتے ہین الحاصل جب غضبان کی جنہم واصل
ہونیکی خبر پہونچی تو قلعہ مین عجب طرحکی قیامت برپا ہوئی تمام شہر مجلس
ماتم ہوگیا کارخانۂ سلطنت درہم برہم ہوگیا ساحرونکے منہ پر مردنی چھاگئی
بھولی ہوئی موت یاد آگئی ماتھونسے سیندور کی ٹیکے چہرائے نیل کی ٹیکے
لگائے گلونسے گل مہندی کے ہار نکالے نیلے پیلے گنڈے ڈالے سوگ کی نشانیان

ظاہر ہوئین منڈیون پر سے سرخ جھنڈیان اوتارین کالی نصب کین شور ماتم کا
نالہ دردمند ہوگیا نوبت ایک طرف کالی کا دھونسا بھی بند ہوگیا ٹھاکر دوارے
والون نے دوروکی بدلے ہاتھونسے سینہ کوٹنا زندگی سے دست بردار ہوئے
پوجا سے جی چھوٹا ایسی جھانچہ مین آئے کہ جھانجہ کا نام بھی زبان پر نلایا قسمت کا
بگاڑو کیا کہ بندہ بدگئی ہاتھ پاؤن پھولے بھین گیان پاچ رنگ سب بھولے
خربان کا یہ عالم ہوا کہ زمانہ آنکھونمین اندھیر ہوگیا زیست سے تنگ اور جان سے
سیر ہوگیا آتش غیظ و غضب سے بھنے لگا بل کھانے لگا سر دھننے لگا دل اور جگر
دونون جلنے لگے منہ سے دھوان اور ہر بُن مو سے شعلے نکلنے لگے قصاص سیر کا
ارادہ کیا لشکر کی تیاری کا حکم دیا پھر اپنی جگہ پر فکر کی کہ یہ کون شخص ہے جو تن تنہا
یہان آیا نہ صعوبات طلسم سے ڈرا نہ اہالیان طلسم سے کچھ خوف کیا یا طرفہ العین
مین محفل کی محفل کا نقشہ بدل گیا اسیر آنچ بھی نہ آئی اور تمام لشکر فنا طلسم کا
سبل گیا ہو نہو یہ اوس حکیم کا فساد ہے قسمت کا پیچ ہے تقدیر کی آفت ہے
دیکھا چاہیے انجام کیا ہوتا ہے آنکھین کیا روتی ہین دل بھی خود بخود روتا ہے

یہ سوچکر کہا ہان ہماری پوجا کا تہیلا لاؤ اگیا ہی کرو لوگ سلگاؤ جب تہیلا آیا
تو ایک مرد یکی کھوپڑی نکالی اور اوسکے جوف مین شراب ڈالی اوسکے ماتھے پر
ایک سیندور کا ٹیکا لگایا اور جنتر منتر پڑہ کر کچھ بڑبڑایا دفعتاً وہ کھوپڑی گویا ہوئی
ادہر اسنے آواز دی اودہر اوسنے آواز دی کہا اے خبردار ہوشیار ہو چلتے
کمر باندہ کوچ پر تیار ہو موسم کشا آگیا حکیم رہائی پاگیا ایک کی بنتی ہے ایک کی
بگڑتی ہے دنیا کا یہی کارخانہ ہے اہل اسلام کی عملداری کا زمانہ ہے آخر مرنا ہے
اول مرنا ہے پھر بیفائدہ پس و پیش کرنا ہے اگر معرکے سے قدم نہ ہٹائیگا
آبرو رہجائے گی نام رہجائے گا ورنہ ذلت و خواری سے جان جائیگی کوئی حسرت
دلکی نکلنے نپائیگی وہ گبر یہ فال دیکہکر اوٹھا اور مشیروں سے کہا ابہی فوج کی
تیاری موقوف کہو دو ایکدن توقف کرو مین ذرا کوہان کے پاس جاتا ہون
اوسی ہی اپنی مدد کے واسطے لاتا ہون کوہان اسکا بڑا بہائی ہے جبال شمال کی
سلطنت اسکے ہاتھ آئی ہے یہ قلعہ عمل سفلی مین غضب ہی اسکے سامنے سامری بھی
ایک طفل مکتب ہی المختصر کوہان کے پاس گیا یہان فوج بسیر کی ہوئی

قلعہ بھی خالی ہوا یہ خبر محبوسان طلسم نے بھی پائی سنتے ہی جان مین ایک جان سی
آئی اب انکی کیفیت سنیے کہ یہ تینون غریب ایک ہی جگہ محبوس تھے جانسے بیزار
اور زندگی سے مایوس تھی خبر ان ملکہ مہ جبین کا خواستگار تھا اودہر سے اصرار
اور ادہر سے انکار تھا ملکہ اوسے آج کل پر ٹالتی تھی آرے بلے مین اپنا مطلب نکالتی
تھی اور خبر ان کی دونون بیٹیون گلستان جادو اور ریحان جادو کی قمر طلعت
اور سیاہ سی آنکھ لڑی تھی غرض ہر شخص کو اپنی اپنی فکر تھی اپنی اپنی پڑی تھی
یہی ان اسیرونکی زندگی کا سبب تھا نہین تو کب کا فیصلہ ہوگیا ہوتا جب ان
غریبون نے یہ مژدہ پایا تو کچھ کچھ دلکو قرار آیا قمر طلعت نے ملکہ سے کہا کچھ آپ نے سنا طلسم کشا
آپہونچا وہ ازراہ تجاہل بولی کون طلسم کشا یہ بولا میرا مالک و مختار میرا آقا اوسنے
ہنسکر کہا خوب پتہ بتاتا ہے تو تو پہیلی بجھواتا ہے قمر طلعت نے کہا اچھا خیر ورنہ گوش ہوش
آپہونچا آفتاب اُفق مراد سے طالع ہوا ملکہ بولی تیرے منہ مین گھی شکر شکر کر بہائی
شکر کرو وہ بولا اب طبیعت بے اختیار ہے دل پر اضطراب نہایت بیقرار ہے جی چاہتا ہے
جسطرح سے ہو وہان تک جائیے اور اپنے ولی نعمت کو ایک نظر دیکھ آیئے یہ کہکر قمر طلعت

اور سیار دونون اوٹھے اور گلستان جادو اور ریحان جادو کے پاس گئی

گلستان جادو نے جو قمر طلعت کو آتے دیکھا بیتاب ہوکر یہ شعر پڑہا

بیا بیا کہ ترا آتنگ در کنار کشم	بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ریحان کو بھی جذب خاطر نے بیحجاب کیا بیساختہ سیار کیطرف دیکھکر یون خطاب کیا

رواق منظر چشیم من آشیانہ تست	کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

قمر طلعت نے جاتے ہی گلستان جادو کے منہ پر منہ رکھدیا اور خوب دبوچ دبوچ کر

پیار کیا ریحان نے جو یہ کیفیت دیکھی سیار کا ہاتھہ پکڑکر دوسرے کمرے مین

جا بیٹھی گلستان جادو بولی کیا میرے چونڈے پر مہربانی ہے آج تو ماشاء اللہ

طبیعت کو بہت جولانی ہی اس سیار مین کوئی نہ کوئی مطلب ہی اس اختلاط کا کچھہ مجھہ

سبب ہی جو فرمانا ہو فرمائیے بس زیادہ اخلاص نہ جتائیے قمر طلعت نے کہا مانو

تو کہین نہین کیا ضرور ہے دم بخود رہین وہ بولی نہین کہی خدا کے لیے جی ہیے

یہ بولا سنو اگر تمکو مجھسے الفت ہی تو مجھے بھی تمسے محبت ہی بقول نند

بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہے	ہم اونیر جان دیتی ہین تو وہ بھی ہمپر مرتی ہین

وصلت کی آرزو مین تم بھی بقرار تھین مین بھی مضطر تھا مجبوری یہ تھی کہ ایک
موذی کا خوف تھا ایک ظالم کا ڈر تھا اگر وہ کافر ذرا بھی سن لیتا تو ہمین تمہین
دونونکو دار پر کھینچ دیتا حق ہے ان کافرونسے مسلمان اچھے انسان شیم انصاف سے
دیکھیے وہان لڑکے کی ایجاب و قبول پر دار و مدار ہے یہان بان باپ کی جبر و ظلم پر
اجرا کا رہے بردہ فروشونکی گرم بازاری ہے دلالونکی زبان سے سودا جاری
ہے کاش تم بھی آج اہل اسلام سے ہوتین تو کاہے کو اپنے نصیبون کو روتین لعنت
اس دین پر تف اس آئین پر خیر اب سنت پر قائم ہو مسلمانونکی مسلمانی کا کلمہ پڑھو وہ بولی
انہین باتونسے میری طبیعت جھلاتی ہے مطلب کی بات مین بھی نگوڑی نوک
جھوک چلی جاتی ہے تمہین سنت پر قائم ہو تمہین مسلمانی پر بیٹھے ہو بندی کا فرہی
چلو اسی بہانے عصمت رہی یہ بولا خیر جانے دیجیے مطلب کی بات سنیئے غصہ نکیجیے
لو میدان خالی ہے نکل چلنا ہے تو نکل چلو صلاح وقت یہی ہے کہ اب یہان دم بھر
دم نلو وہ بولی مین تو مدت سے اسی فکر مین ہون مگر چلون تو کہان چلون کوئی
حامی ہے نہ مددگار ہے نکل چلنا سہل ہے مگر اوس موذی کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے

یہ بولا فضل معبود ہے حامی بھی موجود ہی تمنے نہین سنا کھولنے والا اس طلسم کا
آپہونچا دیکھو تو وہ بہادر اس موذیکو کیسا ٹھیک بناتا ہی اب یہ ظالم بچکر کہان جاتا ہے
میدان تمہارے ہاتھہ ہی اب نہ ہاتھہ ملو چلو اوس صاحبقران کے دامن مین چلکر
پناہ لو بندیکو اوس سے علاقہ ہی وہ اولوالعزم میرا آقا ہے جسوقت یہ معلوم ہوا
کہ یہ میرے رفیق کی معشوق ہے تو کمال خاطر داریسے پیش آئیگا جب وہ خلق و
مدارات دیکھوگی تو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا اسمین دو فائدے ہین ایک
تو یہ کہ مدت العمر ہمارے تمہارے جدائی نہوگی جہان ہم رہین گے تم بھی ہمیشہ
وہین رہوگی دوسرے یہ کہ اس مملکت پر تباہی نہ آئیگی جب وہ کافر مارا جائیگا
تو یہ سلطنت تمہین ملجائیگی سنو صاحب ملک گیری مین کیسا باپ کیسا بھائی
بے خونریزی ریاست کسی ہاتھہ آئی بے ملک و مال وصل وصال کا کیا مزا
بے اختیاری اور محتاجی کی نہ شادی اچھی نہ بیاہ اچھا ہاے دولت عجب چیز ہی
اسکے سامنے کوئی دوست ہے نہ کوئی عزیز ہی اور پیر پڑو کی آنچ پہر کیا سات پانچ
گلستان جادو نے کہا بہتر آپکا حکم میرے سر آنکھونپر چھوٹی بہن کو بلا کر اوس سے بھی

یہ مشورہ کیا اوسی سیارنی کہکر کہا تھا وہ بولی میری بھی یہی صلاح ہے اب اسی مین
فلاح ہے یہ سنکر اوسنے ان دونون سے کہا کہ تم اپنی جگہ پر چلو مین فوراً لشکر کی
خبر لون کچھ سامان سفر اور بندوبست ضروری کرلون یہ کہا اور فوج مین جاکر
تین سو ساحرہ پریان چنین اور باغ سبز دکھا کر اون سب سے اپنی رفاقت کی
قسمین لین اون سب نے بالاتفاق عہد و پیمان کیا اور اپنی اپنی وفاداری کا
بیان کیا وہانسے کوٹھونمین آئی عمدہ عمدہ جواہر اور حسب دلخواہ نقد و جنس
نکال لائی اشرفیان تو ساحرہ پریونکو بندہوا دین اور جواہرات کی تھیلیان
اپنے پاس رکھین قلعہ کے باہر ایک درخت تھا کہ نام اوسکا نخل مراد تھا اوسمین
یہ طلسم تھا اور یہ ایجاد تھا کہ جو اہل حاجت وہان جاتا تھا اوس کے سوال
کے موافق وہانسے جواب آتا تھا اسنے اس بات کی شہرت دی کہ مین وہان
جاؤن گی آج آئی تو آئی نہین کل آؤنگی غرض یہ خبر اوڑائی اور وہ جماعت لیے
قمر طلعت کے پاس آئی اشارےسے کہا یہیے اب نہ توقف کیجیے سیارنی جو یہ رنگ
دیکھا اور اوس حال کا مشاہدہ کیا روغن عیاری اپنی منہ پر بھی مل لیا اور

قمر طلعت اور ملکہ کے منہ پر بھی مل دیا اب یہ لوگ بھی اوسی جماعت مین
شامل ہوگئے امردونکی صورت بنکر امرد مین داخل ہوگئے لباس مقتضاے
وقت گلستان جادو نے منگوا دیا وہ درست ہر ایک نیکبخت نے زیب تن کیا
جب سب درستی ہوچکی تو ہر متنفس کے لیے سواری کی تجویز ہوئی وہان تو
سحر کاری تھی ہوا کی سواری تھی یونہین تو لوگونکے سر پر سوار ہوتی ہین
یہ زبردستین پونہچی سوار ہوئین ایک تو آفت روزگار تھین اسپر ہیئت دیو
سے اور آفت روزگار ہوئین ہاتھ مین تاش بادلے کی جھنڈیان تیر
چیتے گینڈے بارہسنگھے زیر ران کسیکے ہاتھ مین سانپ کا کوڑا کسیکے ہاتھ مین
راجہ بابک کے پاؤن کا توڑا کوئی پھول لیے کوئی ترسول لیے کسیکے ہاتھ مین
سانگ کسیکے ہاتھ مین ننگی تلوار کوئی شراب کی بوتل لیے سرمست و سرشار
کسیکے پاس تیر و کمان کسیکے پاس کالی کا نشان کلو نہین مونگے کی مالائین
کانون مین کنڈل وہ صندل کے قشقے وہ دھوان دھار کاجل مانگ مین
سیندور کی تحریر جیسے خونچکان شمشیر کمر مین بھبوت لگائی اکیس انکی

بیڑی کھائی غرض سب اپنی کیل کانٹے سے درست وہ پھنسی پھنسے شلوکے
وہ گاتیاں چست چست ملکہ اور قمر طلعت اور سیار بھی اونہین جا دو کا رباد پاؤن پر
سوار ہوکر چلے عاشیہ بردارون نے ہوا کو اشارہ کیا کہ آن کر ہوا رونکی قدم لی

غرض اوڑ چلے وہ سمند ہوا — کھلا ایک بیک سینہ بند ہوا
یہ خود روا دائین دکھاتی چلین — فلک کو بھلاوے بتاتی چلین
کوئی سانگ سے گل کھلانے لگے — کوئی تیغ عریان ہلانے لگی
کسی نے لگایا ہوائی خدنگ — کوئی نے بجانے لگی کوئی چنگ
کوئی بن کے شعلہ شرر بار تھی — کوئی نور تھی اور کوئی نار تھی

خورشید گوہر پوش نے جو آسمان کیطرف آنکھ اوٹھائی تو قلعہ کی فصیل پر بجلی
کوندتی نظر آئی سمجھا کہ یہ فوج ضربان کی فوج ہی اور یہ موج طوفان کی
موج ہی یہ فوج ہوا کی گھوڑونپر سوار آتی ہے بلکہ ہوا بھی پیچھے رہی جاتی ہی
عیاذاً باللہ کیا سحر کابل ہی ان ساحرونکا تو زمین سے آسمان تک عمل ہی سوار درندونپر
سوار ہین اور درندے عجب درندے ہین کہ پر دار ہین یہان ابھی تک یہ حکیم صاحب

تشریف لائے ہین نہ ملک نرنگارا اور پردۂ قاف کی لوگ آئے دیکھا چاہیے
کیا گذرتی ہے خدا ان بلاؤنسے جان بچائے یہ کہکر ایک گنڈلا کھینچا اور یہ سمن کو
لیکر اوس حصار مین جا بیٹھا وہان وہ موج آتے آتے اس صحرا کے کنارے تک
آگئی اور وہ بدلی فصل بہار کی تمام جنگل مین چھا گئی وہ ساحر چپیان بجے
کرتی ہوئی اوترین اور طلسم کشا کی جو یا ہوئین گویا تصویرین چین کی
اور پتلیان فرنگ کی گویا ہوئین قمر طلعت اور سیارنے اگر شاہزادے کو
تسلیم کی اور تبسم ہوکر یہ بات کہی خداوند نعمت کچھ تردد نفرمایئے حصار سے
باہر تشریف لائیے خورشید گوہر پوش دونون رفیقونکو دیکھکر حصار سے باہر آیا
اور ایک ایک یار وفادار کو گلیسے لگایا اون دونون نے عرض کیا یہ حضور
کے اقبال سے ملکہ صاحب بھی تشریف لائین خانہ زاد بھی آئی اور دو لونڈیان بھی
باین جلوس خدمت کی لیے ساتھ لائی یہ دونون والی طلسم کی نوکر نگاہ نہین
بلکہ بجاے خود بادشاہ ہین علم نیرنجات کی بھی عامل ہین فن آبائی مین
بھی کامل ہین صاحبدل ہین جوہر قابل ہین معشوق صورت ہین عاشق سیرت ہین

حضور کی دوستونکے دوست ہین اور دشمنونکے دشمن ہین شاہزادی نے کہا
یہ کہیے حسن وعشق کی سحر سازی ہے یہ تم دونون صاحبون کی کارپردازی ہے
لو میرے معشوق کو تو مجھے دکھاؤ ذرا اوس جان جہان کو تو یہان تک لاؤ
سیار بولا حضور نے تو یہان اور ہی کچھ طلسم کیا ہے شاید ملکہ صاحب نے یہ رنگ
دیکھ لیا ہے اب آپ ہی جائین مگر بڑی بات بنائین خورشید گوہر پوش نے کہا
اچھا ہمین جائین گے روٹھی ہوؤنکو منا لائین گے القصہ رفیقون کو ساتھ لیا
اور لشکر نو وارد کی جانب رخ کیا قمر طلعت اور سیار نے گلستان جاوداور
ریحان جاوید کو چشمک کی کہ جلد آؤ حضور تشریف لاتی ہین دیکھتی کیا ہو
نذرین دکھاؤ اون دونون نے بڑھکر نذرین دین شاہزادی نے ہاتھ کھینچ لیا
آخر بہزار اصرار قبول کین فرمایا تم دونون صاحبون نے مہمان نوازی کی
مروت اور آدمیت کی داد دی میرے رفیقونسے محبت پیش آئین رسوم
خاطرداری بجالائین ان غریبون کی راحت کا سامان کیا گویا یہ مجھپر احسان کیا
اون دونون نے عرض کی حضور لونڈیون کی عزت بڑہاتی ہین جو از راہ

کنیز نوازی ایسا ارشاد فرماتے ہین سبحان اللہ جیسا سنا تھا اوس سے زیادہ پایا
اللہ ان قدمون کے تلے لایا اسیطرح نذرین سلام لیتا ہوا اوس طرف
پہونچا جسطرف ملکہ مہ جبین تھی اوس آئینہ رخسار نے جو اس محبوب دیدار کو
آتے دیکھا مٹھیہ پھیرلی خورشید گوہر پوش نے سامنے جاکر کہا ذرا گردن
اوٹھایئے آپ ہی آپ نروٹھیے ناحق ناحق جلال مین نہ آیئے جب خدا کے
فضل سے بن آئی تو آپنی بگڑی صورت بنائی وہ بولی بس بس زبانکو
تکلیف نہ دیجیے جو اختلاط کی قابل ہو اوس سے اختلاط کیجیے سچ ہے اس بگاڑ مین
آپ کی بن آئی ایک جڑ کھودی دوسری نیو جمائی دیکھیے بنی ہوئی بات
بگڑ نجائے کہین کارخانۂ عیاشی مین فتور نہ آئے جاؤ صاحب کوئی ناراض نہو
جسمین فساد ہو وہ بات نکہو کسی پری کو جاکر شیشے مین اوتارو مین
اس نوازش سے درگذری سدہار وبس سدہار مثل مشہور ہے آنکھ ہوئی چار
دلمین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دلمین پڑی کھوٹ خورشید گوہر پوش نے کہا
ہاے ری رکھائی اللہ ری کج ادائی بڑی بدگمان ہو کتنی نادان ہو

تجھے عیاشی منظور ہوتی تو یہ مصیبت کیون اوٹھاتا عیش ہی غرض ہوتی
تو اس آفت مین پھنستے آتا سبحان اللہ خوب انعام دیا واہ واہ صاحب
اچھا انصاف کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب مین اس نواح مین آیا تو اسکو
اور اسکی مان کو گرفتار بلا پایا یہان اتنا قصور وار ہون کہ ان بیچارہ یونہیں
ترس کھایا ہے دو اللہ کے بندونکو قید سے چھڑایا ہی مان اسکی کمک لینے کیواسطے
اپنے گھر گئی اس غریب کو میرے سپرد کر گئی ملکہ بولی جی یہ آپکی خوشقسمتی
اور خوشخالی بقول شخصے چوٹی کتیا اور جلیبیون کی رکھوالی حضور بڑے
امین ہین ہرگز امانت مین خیانت نکی ہوگی اور وہ نیک بخت بھی اپنی
عصمت لیے بیٹھی رہی ہوگی بھلا کوئی بات ہی عورت کا دامن اور مرد کا
ہاتھہ معاذ اللہ آگ اور پھوس کا ساتھہ شاہزادی نے کہا مین حلف اوٹھاتا ہون
اس امر کی قسم کھاتا ہون وہ بولی مین بھی مسئلے مسائل جانتی ہون ایسی
جھوٹی قسمونکو کب مانتی ہون ایسے محل مین قسم کا کفارہ نہین یہ بولی
پھر اب کوئی چارہ نہین گلستان جادو نے ملکہ کے کان مین جھک کر کہا

بس حضور اتنا لحاظ بھی بہت ہی اگر یہ بھی جاتا رہا تو کیا لطف ہا آپ تو سدا کہو
ہوشیار ہین سلامتی سے سمجھدار ہین بی بیان خاوند دنسی اور خاوند بی بی سے
ڈرتے ہین بعضے موقع پر جان بوجھکر درگذر کرتے ہین بہت سی ایسی تفتلمین
آتی ہین پھر کیا بی بی کی برابر ہو جاتی ہین خدا نکرے اگر ایسا بھی ہو تو اسکا یہ وقت
نہین ہے ابھی خاموش رہو نگوڑی لڑائی جھگڑے پر خاک ڈالو جاپو ہو چکا
اب یہ ہمین منا لین تم انہین منا لو ملکہ بھی کچھ سمجھی انکہین جھکا کر چپکے مگر اتنی
بات کہی کہ انسے کہدو اوسے میری سامنے نہ لائین خیر جھوٹ ہی سچ ہی اب ہی
باز آئین گلستان جادو بولی بہت اچھا جیسا حضور نے فرمایا ایسا ہی ہوگا غرض
اوس جادو بیان نے سحر کا کام کیا دو ہی انچھرون مین عاشق و معشوق کو
ملا دیا ریحان جادو نے بڑی بہن سے کہا باجی امان بڑا دھوکا کھایا فراش خانہ کا
کچھ اسباب ساتھہ نہ آیا سنتی ہو ن کہ ابھی اور فوجین آئینگی پھر کیا اس خیمہ مین
چادرین تانی جائینگی گلستان جادو بولی چلتے وقت کسی نے یہ بات نکہی ہان ہوا
سچ ہے بڑی چال رہی ایک ساحرہ بچی بولی وہ جو کوہ فیروزی کا سوداگر

اوسکے درپند مین جمشیدی فراشخانہ ہے حکم ہوتو وہان جائین خیمے بچھوا دے
مارکیان قناتین لی آئین گلستان جادو نے کہا اسکا پوچھنا کیا جاؤ جو کچھ
اسباب ضرورت سمجھو لے آؤ یہ سنکے ساحر بچیون نے کارگذاریان دکھائین جن
چار پاؤن پر سوار ہوکر آئین تہین اونہین پر اسباب ضرورت لادلائین دم بھر مین
شاہانہ استاد ہوگئی اوجڑی بستی آباد ہوگئی وہ سر چونکا اوج وہ طنابونکی
موج وہ سارکی قناتونکا دور دورہ وہ سنہری روپہلی قبونمین چاند سورج کا طور
کہین سلطانی باناتِ رنگ لائی کہین کاشانی مخمل سی بہار آئی

ہوئین جب یہ رودار یان آشکار	اوٹھایا زمین نے سر افتخار
کیا عامل چرخ سے یون خطاب	کہ لے دیکھ یہ آوج ہے لاجواب
ترے چاند سورج بھی اب ماند ہین	وہان اک یہان سیکڑون چاند ہین

صدر کی بارگاہ مین ملکہ مہ جبین اور خورشید شاہ کا نزول اجلال ہوا دیکھنے والونکو
قران ماہ و مشتری کا خیال ہوا پہلو ونکی خیمون مین قمر طلعت اور گلستان جادو
سیار اور ریحان جادو کی منزل ہوئی اور لشکری مارکیون مین فوج ہمراہی

داخل ہوئی خورشید گوہر پوش نے گلستان جادو سے کہا یاسمن بھی بڑی
جبلّی ہے اوسے بھی سمجھاؤ جسطرح سے ہو کسی خیمے مین لیجا کر ٹھہراؤ اور اپنی
انیسون مین سے دو ایک کو اوسکے پاس رکھدو کہ وحشت تنہائی سے
پریشان خاطر نہو گلستان جادو یاسمن کو بھی کہ سنکے خیمے مین لے گئی اور
بہت سی تسلی اور تشفی کی دو چار ساحر بچیان خوش مذاق اور ادب شناس
ملکہ کے پاس بھیجدین اور دو چار یاسمن کے پاس بھیجدین کچھ اپنی مصلحت مین
رکھین کچھ چوکی پہرے پر مقرر کین سوائے یاسمن کے سب نے وہ رات بعیش
وعشرت بسر کی صبح کو مقدمۃ الجیش چرخ چہارم نے آمد لشکر کی خبر کی
اودہر سلطان خاور علم زرفشان لیے مشرق سے برآمد ہوا اودہر ملک زنگار
اور پردہ قاف کی فوجونکا شور آمد آمد ہوا صدای سم اسپان بلند ہوئی زمین
نعلون کے عکس سے آئین بند ہوئی دنکونکے گرجنے سے گردون دہلنے لگا
بہرام گور گور مین کروٹین بدلنے لگا پھر ہرے نشانون کی ہوا پر لہراتی نظر آئے
نیزون کی نوکون نے شعاع آفتاب کی جلوے دکھائی سوار زرہ بکتر پہنے

چار آئینے لگائے باگھین لیے پڑیان جمائے ہزار در ہزار بے حساب و بیشمار

نیزہ بہ نیزہ سپر بر سپر کچھ ہوا پر کچھ زمین پر نظم

وہ فوجین وہ لشکر و دشمت و اوج	کہ جسطرح ہو موج بالائے موج
محیط جہان حکم مین غرب و شرق	یہ دریا وہ بادل یہ طوفان وہ برق
وہ غازی شجاعت کا جنپر وثوق	قشون در قشون صف بصف جوق جوق

اس لشکر کے ہالے مین ایک تاجدار آفتاب جمال اور اوس فوج کے دور مین ایک نقابدار مشتری خصال یہ معلوم ہوتا تہا کہ یہ دل ہے وہ جان ہے اس لشکر کی اس سے اور اوس فوج کی اوس سے شان ہے آگے آگے زنبورکون والے پیچھے پیچھے سوارون کی رسالے ساڈنیان زمین چڑہی ہوئین ہوارون صبا رفتار سے بھی چند قدم آگے بڑہی ہوئین پہلے حکیم صاحب اپنی جماعت لیے ہوئے آئے اور کہا لیجیے ای صاحبقران اب اطمینان خاطر ہے ملک زنگار اور پردہ قاف کی فوج حاضر ہے یہ جو مثل سیلاب ہے یہ زنگار کی فوج دریا موج ہے اور وہ جو مانند سحاب ہے وہ قاف کا لشکر عرش اوج ہے یاقوت شاہ

بیٹی داماد کی مفارقت مین لب گور تہا مینے جو یہ مژدہ دیا تو زندہ ہو گیا محبت
اسکو کہتے ہین دم بھر کی تاب نہ لایا بخیال تعجیل فقط سوار آزمودہ کار ساتھہ
لیکر سوار ہوا یا مگر یہ تو کہیے یہ سامان اور جلوس کیسا ہے یہ مضمون کیا ہے
یہ معمہ کیا ہے خورشید گوہر پوش بولا قمر طلعت اور سیار کے ساتھہ بادشاہ طلسم کی
دونون بیٹیان نکل آئی ہین یہ جلوس اور یہ جمعیت وہ دونون فتنہ روزگار
لائی ہین حکیم صاحب بولے ملکہ مہ جبین بھی آئی کہا ہان اونسے بھی ہاتھی پائی
الحاصل جب وہ لشکر نزدیک آیا اور وہ فوج قریب پہونچی خورشید گوہر پوش
نے رفیقونکو ساتھہ لیکر بقصد استقبال سبقت کی یاقوت شاہ نے خورشید
گوہر پوش کو آتے دیکہکر آواز دی کہ بس جوانو باگین روکو شاباش بڑا کام کیا
بہت جلد منزل کو تمام کیا لو گہوڑونسے اوترو آرام کرو یہ سنکر غازیون نے
رکابونسے قدم نکالے سیسون نے دوڑکر راہوار سنبھالی بادشاہ بھی اوترا
سوار بھی اوترا اوترکر آنے لگے چاکر گہوڑے ٹہلانے لگے نوبتی داخلی کا طبل بجانے لگے
گلبدن پری نے بھی اپنے ہمراہیونکو ٹہہرایا جنونکا لشکر بھی ہواسے زمین پر آیا

خورشید گوہر پوش نے یاقوت شاہ کو سلام کیا اونسے دوڑکر چھاتی سے لگالیا
کہا بڑے رنج اوٹھائے بڑی کڑیان جھیل کر آئے واہ والے بہادر واہ واع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مرحبا صد مرحبا غرض خورشید گوہر پوش یاقوت شاہ کو خیمے مین لیگیا
باپ بیٹی کو دیکھکر اور زیادہ خوش ہوا لشکر کی چھاؤنی میدان مین ہوئی
گلبدن پری یاسمن کے خیمے مین جاکر اوتری ہنوز یارون نے بستر لگائے تھے
کہ لشکر مخالف نے سیاہ دکھایا بجاے گرد و غبار دھوئین کا ایک بادل نظر آیا
وہ کالی آندہی تھی یا سیاہ تھی اوسوقت آسمان کیطرح زمین بھی سیاہ تھی
وہ نیرنگی دلیل نیرنجات ہوگئی صبح شام ہوگئی دنکی رات ہوگئی ناواقف
حیران ہوئے نادانستہ پریشان ہوئے کوئی بولا اندھیر ہے قیمت کی
گردش ہے مقدر کا پھیر ہے ابتو فکر عاجز ہے ذہن کند ہے یہ دھوان ہے
یا ابر تند ہے بجلی کوندتی ہے رعد گڑگڑاتا ہے ہوا کا شور ہے یا کوئی دیوانہ بیڑیان
کھڑکھڑاتا ہے کسی نے کہا یہ آندہی نمونۂ قیامت ہے حکیم صاحب نے کہا نہین

یہ مدعی کی لشکر کی علامت ہی آخر ہوا کو پردہ دری منظور ہوئی قریب آکر
وہ سیاہی دور ہوئی دیکھا کہ جمعیت کثیر اور جمعے غفیر یعنے ایک لشکر
منحوس پیکر کالی کالی وردیان پہنے سرگرم روار وہی سواد عدم کی جستجو مین
دوڑ دہوپ ہی جہنم مین جانیکی تک و دو ہی سیاہ مور و ملخ کی سپاہ ہے
کوسون تک بھیر و بُنگاہ ہی پیدل مطلق العنان سوار چرغ اور گنیڈ و پر
سوار ہین وہ سوار خربیدم ہین وہ راہوار شتر نے مہار ہین ایکطرف ساحر و نکا
غول جیسے غول بیابانی تیرہ روپیچیدہ مو کوتہ گردن تنگ پیشانی تنگ بین
بھبھوت بدست و مبھوت کہار و یکی لنگیان باندہے سیندور کے ٹیکے
لگائے اگھوریونکی صورت بنائے ہڈیون کے مالے گلو مین ڈالے ٹھرا شراب ہے
ہاتھو مین مردونکی کھوپڑیان لیے سوار اور بھینسے سواری مین فوج شیطانی
جلو داری مین ایکطرف ساحر گروہ گروہ ایکطرف سپاہی صف بصف
ایک جانب دہونسے دمامی ایک جانب دوروا اور دف سیاہ سیاہ نشان
نیلی پیلی جھنڈیان آگے آگے مرد پیچھے پیچھے رنڈیان بیچمین دولعین فیل نشین

سرخ لباس پہنے سفاکی کا دم مارے جیسے ہاروت کی تو دون پر انگاری شطرنج کی
بادشاہ کیطرح گھر سے نکل کر زرچ اور شش در موت پیش نگاہ ہاتھ ناپیش نظر

وہ فوج اراذل وہ بلوای عام	وہ انبوہ وہ بھیڑ وہ ازدحام
وہ رخ تھے کہ نقشے شب تار کی	وہ قامت کہ خاکی تھے او بار کی
زبان پر سبق مکر و تلبیس کا	وہ مجمع کہ لشکر تھا ابلیس کا
بپھرتی ہوئی رنگ لاتی ہوئی	غرض آئی گاتی بجاتی ہوئی

اسی میدان میں اوس لشکر کا بھی گذار ہوا ادھر فیوجین تھین اور دھرون فوجونکا اوتار ہوا

پلا آج ساقی مئے پرتکال	کہ پیدا ہین آثار جنگ و جدال
قدح خوار بگڑے ہین باہم ہین رند	ادہر رند ہین اور اودہر ہین لوند
ہجوم سیاہ بداندیش ہے	صف آرائی رزم و پیش ہے
دل آویز ہے میکدے کا حصار	یہ ہے قلعہ پیر مغان قلعدار
نہین دخل اس دور مین غیر کا	اسی دور مین لطف ہے سیر کا
جوانان خوشدل جو سرمست ہون	فلک زیر ہو مدعی پست ہون
سیہ ابر ہو اور زمین لالہ گون	برس جا مئے لوہا بہی سیل خون
سیاہی دکہائی حریفون کی فوج	بڑہے نشہ اسطرح جسطرح موج
مئی ناب ہو جوش زن خم بخم	کہ ہون ہوش قاضی و مفتی کے گم
بس اب محتسب کی نہ بگڑے بنے	لنڈہے مئی پڑے رن بنے ہین پورے
پریشان نہو فکر انجام سے	الٹ دی صفین گردش جام سے

جرات آزمایان رزمگاہ جاد و بیانی نیزہ گذاران حربگاہ معانی مردان معرکہ بلاغت دلیران عرصۂ فصاحت سرکردگان سپاہ سخن سرداران لشکر فسانہ کہن

رستم دلان میدان داستان سرائی شیر زوران بیشۂ سخن آزمائی یعنی شہسواران
عرصۂ رقم و نیزہ بازان قلم کارزار اظہار مین اسطرح نیزہ بازی کرتے ہین
کہ جب تمام جنگل فوجونسے بھر گیا کثرت جمعیت کا حساب سی درجہ بگذر گیا
سپاہیون نے کمرین کھولین بستر لگائے منزل کے مارے امید و بیم مین
آئے لین دوڑی کے حساب سی استاد بھی ہوئی اور فوج بھی اوتری
مگران فوجونکی نمود دیکھکر سبکی جانون پر بن گئی ادھر مورچہ بندی
ہوئی جہانکیان کھدین دمدمی تیار ہوئی ادھر دلاور جنگ آزماؤ
صفدر کشور کشا مستعد کارزار ہوئے یاقوت شاہ نے کہا ہمین آڑ پکڑنی سے
عار ہے اسقدر رکدو کاوش بیکار ہے انشاءاللہ جب علی علی کہکر باگین
اوٹھائین گے یہ موجے چونٹیون کیطرح پامال ہوجائینگے روپوشی بودو کا
شعار ہے گھونگھٹ عورتونکو سزاوار ہی ہان بلیدار میدان کارزار صاف کرین
زمین کو مثل آئینہ شفاف کرین یہ سنتے ہی تبرداارون نے درخت حائل نگاہ
کاٹ کاٹ کر گرادیے بلیدارون نے جھاڑی جھنڈی صاف کی

ٹیلے ٹیکرے برابر کیے جاروب کشون نے صفائی کا جوہر دکھایا یاسقون
نے چھڑکا دلگا کر گرد و غبار بٹھا دیا خورشید گوہر پوش ذی یاقوت شاہ اور
حکیم صاحب سے مصلحت کی اس امر کا شورا کیا اسبات کی مشورت کی
کہ اول صلاح کار ہے بعدہ کارزار دشمن ہزار سر چڑھے یہان جادہ شریعت سے
قدم نہ بڑھے مجھے اختتام حجت منظور ہی نافہمونکو سمجھانا ضرور ہے پہلے
دعوت اسلام ہو پھر لڑائی کا اہتمام ہو یہ کہکر قلمدان منگوایا اور یہ نامہ
تحریر فرمایا بسم اللہ الذی جعل الاسلام حصن الحصین و بطل السحر
بالاعجاز الانبیاء و المرسلین ہو السمیع البصیر انہ علی کل شیئی قدیر رسولہ
محمد دافع الکفر و الظلم و وصیہ علی صاحب السیف و العلم اما بعد اے
ضربان آگاہ ہو کہ مین صاحبقران روزگار ہون اور شکنندہ طلسم و حصار
دین میرا برحق ہے اور حکم میرا سراسر حق حیات حباب ہی دنیا خواب ہے
جمعیت لشکر پر نہ بھول وقت کو غنیمت جان موت کو نہ بھول دیکھ
نمرود و شداد کا کیا حال ہوا فرعون و ہامان کا کیا مآل ہوا

بت پرستی سے درگذر معبود حقیقی کو سجدہ کر حق آخر حق ہے باطل باطل ہی
مذہب حقاً اختیار کر اگر عاقل ہے خون بندگان خدا کا سر پر نہ لے حالت کفر
و زندقہ جان نہ دے صلاحیت سے ہر شخص نے نام پایا الصلح خیر و امین
آیا ہے فارجع الی اہل الدعا و السلام علی من التبع الہدی بعد ترقیم پیشانی
اوس نامہ کی مہر خاص مزین کی اور بمصداق بلغ ما انزل الیک آپ
تبلیغ رسالت پر کمر باندھی نظم

زرہ بر تن آراست مغفر بسر	کمر چست کرد از کمر بند زر
بہ پشت مبارک سپر رو نہاد	بشب خسرو خاور ے نور داد
در آویخت شمشیر خارا شگاف	ز خفتان قدم زد بدر بند قاف
بیک دوش ترکش بیک دوش چنگ	ازین چرخ ہم چرخ آمد بچرخ
با ورنگ زین بر شد آن نوجوان	بدستی سنان و بدستی عنان
روان شد بقصد میانجی گری	سکندر علم زد بہ پیغمبری
تو گوئی نسیم بہاری وزید	بیک دم ازین سو بآن سو رسید

لشکر مین ایلچی کے آنے کی دھوم ہوئی ضربان نے ایمان کو بھی یہ خبر
معلوم ہوئی دربار عام کا حکم دیا سفیر کو طلب کیا خورشید گوہر پوش نے
اس فصاحت و بلاغت سی نامہ پڑہا کہ حاضرین جلسہ کو سکتہ ہوگیا سب نے
ایک سر یسے سر تسلیم جھکایا بجز دم بخود ہونیکے کسیکو کچھ جواب نہ آیا بعد واپسی
کتابت اوس بہادر نے راس الرئیس سے آنکھ ملائی اور بکمال سطوت و صولت
تحذیر و تہدید فرمائی کہا ای بادشاہ شکستہ طلسم سے مقابلہ خلاف دانائی ہے
غور تو کر اولوالعزم پر کسنے فتح پائی ہے دارائی سکندر سے بگاڑ کر اپنی
دارائی مٹائی ضحاک نے فریدون سے لڑکر شکست فاش اوٹھائی فضلنا
بعضکم علی بعض یعنی دنیا مین ایک پر ایک غالب ہی بالآخر مرد
آخر مین وہ ہی جو حقیقت کا طالب ہی ہمارا شہنشاہ دنیا دار نہین ملک و
مال کا خواستگار نہین اوسکو فقط ہدایت سی کام ہے ملت بیضا کی
پیروی ہے شریعت غرا کا التزام ہے ایسے خداوست کا دشمن بننا
کونسی دانشمندی ہے امر معقول کو نہ پسند کرنا عین خود پسندی ہی

بہلا جسنے زمین آسمان بنایا کل مخلوق کو پردۂ عدم سے بعرصۂ شہود لایا
ہر حال مین حاضر و ناظر مرگ و زیست پر قادر وہ پرستش کا سزاوار ہی
اور وہ خدا ہے یا پتھر کو معبود جاننا اور اوسکا پوجنا بجا ہے بتون نے کیا بگاڑا
کیا بنایا انکے قبضہ قدرتمین بھی کوئی امر آیا یہ کیسی سنتے ہین کچھ اپنی
کہتے ہین یا یونہین بت بنے رہتے ہین جنہین اپنی شناخت ہو نہ اور کو پہچانین
پتھر پڑین اس عقل پر کہ ہم اونکو خدا جانین قاعدہ ہی کہ جب مدعی جواب سے
عاجز آتا ہی تو وضع سے دست بردار ہو کر ستیزین چڑہاتا ہی ان باتون نے
اوس نازیکو برافروختہ کر دیا غصے مین آکر ہونٹھہ چبانے لگا

برآشفت ضربان ازین قیل و قال
یکی گفت ای پیر دیرینہ سال

منہ دل برین بند و اندر نبرد
بچشم آب دہ اے جہاندیدہ مرد

بہمت بزرگ و بدعوی درست
چہ بینی ہمین قاتل پورست

فلک سازگارست و بخت بکام
کم افتد کہ خود صید افتد بدام

مدہ کار از دست و سستی مکن
براندازاین نخل از بیخ و بن

یہ سنتے ہی اوس کافر نے ایک نعرہ مارا اور اپنے مددگارون کو پکارا
کہ ہان لینا اس اجل گرفتہ کو جانے نہ دینا یہ اوس شخص کے بیٹے کا قاتل ہے
یہ جواب دینے کے قابل نہین قتل کرنیکے قابل ہے تمام دربارین ہڑبڑ ہوگیا
کسی نے سپر کھڑکھڑائی کوئی تلوار کھینچکر دوڑا خورشید گوہر پوش نے بھی
مثل شیر غضبناک ہمہمہ کیا اور ابر نیام سے برق دشمن سوز کو کھینچ لیا ماہ تو
سر پر پاؤن رکھکر بھاگا درباریونکا یہ حال ہوا کسی نے چاندنی اوڑھ لی
کوئی کرسی کے تلے چھپ گیا کسی کی پگڑی رہگئی کسیکا شملا کوئی
چت ہوا کوئی پٹ کوئی گرا کوئی سنبھلا کسی صاحب کا جو بھاگنے مین
پٹکا کھل گیا تو مانند کٹے ہوئے پتنگ کی جھپاتی چلے کوئی سایہ پروردہ
خدمتگارونکی آڑ مین ہانپتے کانپتے ڈگمگاتے چلے ایک بیچارہ صافدل
بھولے دلکو ٹھہراکر بولے تم سبکی کتنی عقل موٹی ہے میان امتیازونکی
کچی روٹی ہے تم کیون ڈرتے ہو تمہین کون مارتا ہے بہادر بہادر کو للکارتا ہے
کوئی حولا خبطا جو اندھون کی طرح بھاگا تو محلات کے خیمے مین جا گھسا

وہان خواجہ سراؤن نے لے دے کی چار طرف سے مار پڑنے لگی قرار واقعی
جوتی کہائی اور بعد پاپوش کاری باہر آئے کہا خیر جو بیان کہا مین
یا ذلت اوٹھائی خدا نے جان تو بچائی یہ کس احمق کا قول ہی جان کا
صدقہ مال اور آبرو کا صدقہ جان ہی یہان جان پر سے مال بھی
قربان ہے اور آبرو بھی قربان ہے بعضے گھبراہٹ مین جو تلوار ہی
کے منہ پر جا رہی گڑگڑا کر دانت نکالدیے اور اسطرح گویا ہوئے خدا
سلامت رکھی ہم لوگ منگلا مکھی ہین کچھ گا بجا کر مانگ کہاتے ہین مجرے کی
وہن مین آئے تھی دو چار نئی چیزین بنا کر لائے تھی سو پیر و مرشد
اب کلیجہ اولٹ پلٹ ہی بہا گے جاتے ہین یہ تو نامردونکی تذکرہ تھی
اب مردونکا حال سنیے جو غریب تلوار کی روٹی کہاتے تھی وہ جانا جا
سامنے آئے بعضون نے زخمکاری کہا کر جان دی بعضے مجروح ہو کر
خون مین نہائے اوسوقت خورشید گوہر پوش کی یہ صورت تھی
جیسے کانٹون مین پہول اور دانتون مین زبان مگر واہ رے بیجگر دلاور

واہ رے شیر دل جوان جدہر تلوار تولکر جھپٹا کائی سی پھٹ گئی جب
جانچ کر ہاتھہ مارا سپر گرد ہ پنیر کیطرح کٹ گئی فتح نصیب ایسی ہوتی ہین
اللہ ری سُرت پُھرت اللہ ری ہاتھہ کی صفائی کتنون کو زخمی کیا
کتنونکو مارا مگر فضل خدا سے اپنے اوپر لہو کی چھینٹ بھی نہ آئی غرض
لڑتا بھڑتا اوس مجمع سے نکلا اور گلگون صبا دم پر سوار ہوا اب کون
آتا ہے کوئی ہوا کو بھی پاتا ہی

وہ توسن طرار ی جو بھرنے لگا	تو اوڑا اوڑکے برچھون اوترنی لگا
پریزاد تھا یا وہ رہوار تھا	ہوا تھا چھلاوا تھا اسرار تھا
بھلاوا بتاتا وہ آہو چلا	نہ افسون چلا اور نہ جادو چلا
بڑھے روکنے اردلی کے سوار	وہ غل وہ صدائی بگیر و مدار
چکا چوند مین آئی اہل نظر	وہ برق جہان چھپ گئی کوند کر
اِدہر آنکھہ ملتے رہے لشکری	اُدہر جا ملا فوج مین وہ جری

دونون طرف کمر بندی ہو گئی تلنگون مین طنبور ہو نجیبون مین

وردی بجی صوبہ دارون نے تلنگونکی کمپنیونسے گل لالہ کہلایا گئین
سے سنگین کندے سی کندا کاندہے سی کاندہا قدم سی قدم ملایا کمیدانون
نے نجیبونکا پرا جمایا دستی دستے کو گلدستہ بنایا توپین دارابیون پر چڑہ گئین
کچھ پیچھے ہٹ گئین کچھ آگے بڑہ گئین یہان ایک طرف پردۂ قاف کے
جزارون نے پرتولے ایکطرف یاقوت شاہ کے ہمراہیون نے نشانونکو
شقے کہولے ہر بہادر نے دریای آہن مین غوطہ لگایا نہنگ موج خوار بنکر
معرکے مین آیا وہ سوارونکی شوکت و دبدبہ لونکی صولت و صف آرائی
تھی یا شاہنامہ کی سطر بند یکا التزام وہ بند وبست تہا یا نظم فردوسی کا
انتظام خورشید گوہر پوش بھی اپنے مہاجر و انصار لیکر قلب لشکر مین آیا
چتر بردارون نے دوڑکر سر پر چتر زر لگایا ادہر کوس افراسیابی پر
ادہر طبل اسکندری پر چوٹ پڑی نگاہ سی نگاہ اور آواز سے آواز لڑی
صدای بوق تا بانوق پہونچی دمامے کی دمدمے نے نقارۂ گردون پر
چوٹ کی پہر ہرے علمونکے کہل کر ہوا پر لہرائے گویا دریای حرب و ضرب

طغیانی پر آئے نقیبون نے للکار کر کہا ہان بہادران واقعہ دیدہ وصفدران
جنگ آزمودہ ہوشیار میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ سے خبردار
کڑکتیون نے شہنائی دہن مین کڑکا شروع کیا دلیرون اور دلاورنکے
دلونکو لڑائی کیطرف رجوع کیا آواز دی کہ سورماجوانون تلوارین تولو
برچھیان تانو پٹیھہ پہیرنا ہیجڑونکا کام ہے سرمکھہ ہونا سپاہیون کا کام
نامردون کا وہ نام ہے مردونکا یہ نام

پگ آگے پت رہی اور پگ پیچھے پت جائے	نامی کامی رن چڑہی تر ورچھا نہین کھائے

من چلے الوالعزم اس دہن پر سر دینے لگے نشہ جرات کے مخمور دل حمیت
رن سور مست ہو ہو کر سننے لگے یعنے شجاعت کی دہنی جھومنے لگے اور
تلوارونکے قبضے چومنے لگے کوئی نیزہ ہلانے لگا کوئی ترک چرخ سے انکہین
ملانے لگا کوئی پٹے کی ہاتھہ نکالنے لگا کوئی باڑہ شمشیر آبدار کی اونگلیون پر
دیکھنی بھالنی لگا کسی نے ترکش سے تیر لیا اور کمانکا چلہ چڑہایا کسیے بقصد
سبقت گھوڑیکو چمکار کر بڑہایا ایک نے ایک سے کہا ہان بھائی آج بہادر کا

امتحان ہے یہی شیرون کا جنگل ہے یہی دلیرونکا دنگل ہے یہی گوی
یہی میدان ہے دیکھین کون منہ پر تلوارین کہاتا ہے دیکھین کون
آقا کے پسینے پر لہو گراتا ہے خدا بات رکھ لے سر رہے یا جاے جب تک
جان مین جان ہے آن بان مین فرق نہ آئی ایک بولا انشاء اللہ
کشتونکے پشتے لگا دینگے دم بھر مین ان دنبکیون کو نوک دم بھگا دینگے

اوسوقت کا عالم بھی بس دیدکی قابل تھا	جو صف در صف غازی تھا بشاش تھا خوشدل تھا
ڈھالونکی سیاہی سے گھنگور گھٹا چھائی	چمکین جو اوپر تیغین بجلی کوندنے لگی
نیزونکا نیستان تھا میدان سنانونکا	وہ دور کمانون کا وہ اوج نشانونکا
خونخوار جوانونکی خونخوار نگاہین تھین	نعرے تھی دلیرانہ شیرانہ صدائین تھین

اور نامرد مردونکے پیچھے جی چھپائے کھڑے تھے انکو چھو چھو کی سعی سے
نوکر ہو کر غضب مین پڑے تھے آنکھین بند کیے کہ بجلی تلوارونکی دکھائی دے
اور کانون مین انگلیان دیے کہ آواز توپ بندوق کی نہ سنائی دے
بعضے دائی چنبیلی کے مزا موگرا چکنی چپڑی صورت بنانی والی ماما پنچھیا کہانی والی

کمر بندیکا ذکر سنکے زرد ہوگئی دلمین حول سمایا پیٹ مین گھوڑے دوڑے
منہ پر ہوائیان اوڑین ہاتھہ پاون سرد ہوگئے بعضونکا اس حال سے
پیخانہ خطا ہوگیا بعضے ایسے بولائے کہ مارے ڈر کے کھڑے کھڑے موت دیا
بعضے بزدلونکو یہ گرما گرمی دیکھکر جاڑے کی تپ چڑہی کانپنے لگے
تھرتھرانے لگے لحاف تو اوسوقت ممکن نہ ہوا گھوڑیکی گردنی اوڑہ کر
دانت سے دانت بجانے لگے ایک صاحب بولی ہی ہے میرا تو جیتا اہو
دیکھکر دم نکلتا ہے کلیجہ بانسون اوچھلتا ہے کبھی مرغی حلال
ہوتے دیکھی ہے تو غش پر غش آئے ہین احیانًا اگر بلوچ پوری مین
جانکلے ہین تو وہانسے دوست آشنا اوٹھا کر لائے ہین اسی خیال سے
عمر بھر حلال نہین کی گوشت کہانیکی قسم کہائی ہم نہین جانتے
جونکین کیسی ہوتی ہین پچھنے کیونکر لگواتے ہین فصد کے نام سے
خون خشک ہوتا ہے دانت بیٹھہ جاتے ہین جب دولہن بیاہ کر لائے
تو یار ونسے بکرا حلال کروالیا تخت کی رات ہمتو فلک سیر کی نشہ مین

پڑے رہے پڑوسیون نے آکر گڈہی کو فتح کیا صف جنگ مین تو اون
لوگونکا کام ہے جو دلکے کڑے ہین ہمتو ہمیشہ تھپڑی لڑی ہین یا حجت
لڑے ہین دھول دہپے مین اوقات کٹی ہے رات دن یارون سے
دال چپاتی بٹی ہے ہای پیٹ کا برا ہو جسکے سبب سی لپیٹ مین آگئے
بلا نوشونکی ساتھہ پڑکر ناحق اس جھپیٹ مین آگئے لو بھیا جان ہتھیلی ہین
اس جان جوکھو نسے نکلتی ہین جی بچین گے تو گھاس کھود کھائینگے
ٹوکری ڈھوئینگے ٹوکرا اوٹھائینگے یہی نہ لوگ ہنسین گے بلا سی اس بلا مین
تو نہ پھنسین گے غرض مردون کا وہ رنگ تہا اور نامردون کا یہ رنگ
کوئی جویاے صف نعال تہا کوئی مشتاق صف جنگ خورشید
گوہر پوش قلب لشکر مین کالشمس فی وسط السما اور انصار گرد اگرد کالنجوم
فی دور بدر الدجی ایک طرف حکیم صاحب حکمت شعار ایکطرف قمر طلعت
اور سیار ایک جانب پریزاد قاف ایک جانب سامری نژاد قلعہ طلسم
مردانہ لباس پہنے تیار مردانہ وار گلبدن پری نے کہا اجازت ہو تو مین

اپنی ہمراہیونکو حکم دون اپنی اذیتونکا ان موذیونسے کچھ کچھ عوض لون
خورشید گوہر پوش نے کہا کیا کہون مین ایک بات سوچ رہا ہون کل کو
صاحبزادی آپ کی میری صاحبقرانی مین ٹبا لگائین گی ہزارہا صورتسے
آوازے کسین گی سو سو طرحسے منہ آئین گی اور غیر بھی کہین گے کہ
طلسم کشانے کوئی بہادری نہ کہائی پائی بھی تو عورت کی بدولت
فتح پائی قطع نظر اسکے وہ انسان ہین یہ نبی جان ہین یہ لڑائی
شجاعت کی خلاف ہی اور یہ امر بعید از انصاف گلبدن بولی انکے
سحر سے جن بھی بریز بریز پکارتے ہین یہ وہ کافر ہین کہ سامری
کیطرح خدائی کا دم مارتے ہین گلستان جادو نے کہا اسکا بندوبست
مین کیے لیتی ہون ابھی ان سب موذیونکی زبان کیلے دیتی ہون
خورشید گوہر پوش نے کہا تو اسسے بھی اطمینان ہی اب کس بات کا خلجان ہے
یہ کہکر آپ تن تنہا گھوڑا بڑہایا اور صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین آیا

رجز خوان ہوا اس طرح وہ جری	منم ضیغم بیشۂ صفدری

مہ اوج صاحبقرانی منم	تہمتن نیم بلکہ روئین تنم
برآرم چو شمشیر کین از نیام	ز ہیبت فتد لرزہ در روم و شام

کہان ہی ضربان نکل کر معرکے مین آئے دعوے مردی ہی تو جوہر مردانگی
دکہائے پیش ازین بہی متنبہ کر دیا ہے کہ خون بندگان خدا کا سیر نہ لی
اگر تاب مقاومت ہی تو خود بر سر مقابلہ آکر جواب دی اس مبارز طلبی سی
ضربان بے ایمان آپ مین نرہا دو دبدماغی دماغ سی نکل گیا وہ گہوڑی پر
اور شیطان اوسکی سر پر سوار ہوا بل کرتا ہوا وارد میدان کارزار ہوا اپہلے
اوس فتنہ خوابیدہ نی اپنا جادو جگایا کچہ ہاتہو نسے اشارہ کیا کچہ بڑبڑایا
خورشید گوہر پوش نی اسمای ردسحر پڑہ کر دستک دی گلستان جادو نی بہی
بطور خود تردید کی مقدر اوس مردود کا اولٹ گیا آیا ہوا جادو پلٹ گیا
جھنجلا کر اوس شقی نے نیزہ لیا اوس نے بند باندہا اس نے کہولدیا

ہوئی خوب رد و بدل دیر تک	کہ حیرت مین آئے سما و سمک
وہ نیزونکی جہونکین وہ ڈانڈونکی جہونکی	وہ گہوڑونکی کاوی وہ چل پہیری وہ دوڑ

ہوا بند تھی تھا وہ حلقہ وہ دور — صدا آ رہی تھی نہ ہے دور دور
چلے بعد نیزون کے اک دفع تیر — وہ بولا بدہ یہ پکار انگیر
کمانین ہوئین حرف زن یک بیک — گئے کھچ کے چلے بنا گوش تک
اوڑے آشیانونسے شہباز مرگ — ہوا تیر باران کہ برسے تگرگ
چو نوبت بشمشیر و خنجر رسید — سرافیل صور قیامت دمید
ادہر اوسنے توسن کو کوڑا کیا — ادہر باگ کا اسنے پودہا لیا
دلیرانہ نعرہ کیا یکبار — بڑہا شیر غرندہ سوئے شکار
گریزان ہوا زخم کہا کر حریف — پہرا آخر کار ہو کر خفیف

خورشید گوہر پوش نے تعاقب کیا غازیان اسلام نے بہی حملہ کر دیا
گلستان جادو نے بہی اپنی سہیلونکو آنکہ بتائی اوس مردانی فوج نی
بہی ایک مرتبہ باگ اوٹہائی ادہر ساحرہ بچیون نے ساحرون کو رول لیا
دلون مین جانچ لیا نگاہونمین تول لیا ناریل اوچہلنے لگی آتشی حقی
چلنے لگی چہوچہا کی صدائین بلند ہوئین بلائین کہل کہیلین ہوائین

نظر بند ہوئین چوٹ پر چوٹ آنے لگی پون پر پون جانے لگی زرد زرد
آندہیان اوٹھین کالی کالی گھٹائین آئین کبھی پتھر برسائی کبھی بجلیان
گرائین ساحرونکی سٹی بھولی اندہونکی آنکھونمین سرسون پھولی کوئی
قلابازیان کہانے لگا کوئی سر دھننے لگا کوئی بت بنکر رہگیا کوئی تنکے
چننے لگا کسی نے دونون ہاتھون سے کلیجہ تھاما کسی نے واویلا کی لیکر مُنہ سے
اوڑھ والا کوئی چلایا ہاے جلا جلا کوئی سر کے بل جہنم مین چلا غرض وہ ساحر
دیر تک آتشبازیکی پٹے بازون کیطرح لڑے آخر ان شعلہ رخسارون کے
ہاتھ سے مارے پڑے اودھر دلاوران تہمورثعار کے دہاوے نے آفت کردی
اوس ترک تازنے رستخیز قیامت کی خبر دی بزن سوارون کی بزن بزن
کہکر چھاگئے ہل چل مچ گئی بھاگڑ پڑگئی سپاہی فوج مخالف کی گھبرا گئے

ہوئی اثر دہادم زمین وزمان	لگی کوندنے برق کی بجلیان
برابر سے تلوار چلنے لگی	زمین ڈر کے کروٹ بدلنے لگی
ہوا بسکہ بسمل پہ بسمل طپان	دہلنے لگا خوف سے آسمان

یہ لشکر بڑہا صورت تند میغ | چلی سن سی ناوک پڑی زن سی تیغ
سمندر تہا یا آب شمشیر تہا | یہ طوفان آفت جہانگیر تہا
اگرچہ یہ سیلاب تہی تا گلو | مگر ڈوبتا تہا ہر اک کینہ جو

وہ رفیقونکے حملہ وہ خورشید گوہر پوش کی ہمہمی دمبدم یہ آواز دیتا تہا
کہ ہان غازیو ہاتھہ نہ تہمی جلال اوس آفتاب عالمتاب کا خورشید قیامت کا
جلال تہا آنکہین بہی غیظ و غضب سی سرخ تہین چہرہ بہی غصے سے
لال تہا لاکھہ سی جہپکتا تہا نہ دو لاکھہ سے جہپکتا تہا پیشانی سے عرق اور
کہنی سی خون ٹپکتا تہا کبہی یہ بہادر اس سرے تہا کبہی اوس سرے
فوج دشمن مین مورچہ بندی تہی نہ صفین تہین نہ پرے اوسکی تلوار کے
سامنے خود ایک نقطہ موہوم تہا اور قرص سپر سواد معدوم چار آئینہ
اوس برق دشمن سوز کے عکس سی بیتاب تہا زہرہ رزہ کا ہیبت سے
آب آب تہا اللہ ری تیزی کہ ایک چشم زدن مین سپر سے خود مین
خود سے سر مین سر سے گردن مین کیا چوشن کیا بکتر کیا سینہ کیا کمر سبکو کاٹ کر

نکل جاتی تہی اوسپر یہ صفائی تھی کہ آتی جاتے نظر نہ آتی تھی ہر ضرب مین
یہ رنگ تہا کہ سوار مع راہوار چورنگ تہا

ہوا قہر چمکے وہ بجلی جدہر	پڑے سر پہ بوسہ دیا خاک پر
زہی ضرب دقّت تھی وقت شمار	ہوئے دس کے سو اور سو کی ہزار

یہ وہی ضرب ہی کہ رستم کو آج تک قبر مین کرب ہی آسمان وہی کڑیان
اوٹھائے ہی کہ ابتک بدن چرائے ہی زمین کو اوسی ہیبت سی سکون
دشوار ہے زلزلہ اوسی ہل چل کا یادگار ہی دم بھر مین لہو کی دریڑ و نسے
جل تھل بھر گئے موجی دریای خونکے سر و نسے گذر گئی وہ طوفان تہا اور نا دہی
نہ بیڑا تہا بہاگنے والو نکا ٹھکانا تہا نہ تھل بیڑا تہا القصہ اوسی ہاڑ مین
ضربان مارا گیا اور کوہان کا بھی سر تن سے اوتارا گیا باقی تمام فوج
بہاگ نکلی نہ زندون نے دم لیا نہ مردون نی سانس لی بہگوڑی بہاگنی کو
غنیمت سمجھی اور غازی مال غنیمت پر جہکی دینداروں کو لوٹ پر مستعد دیکھ
زمین نے قارون کا خزانہ اوگل دیا مجاہدون نی مال حلال پاکر نے تردد

اور بے تکلف لیا وضعدار و نمین حصے ہوئے اور بد وضعون مین قصے
کہین لوٹ مین لوٹ ہونے لگی شام گہات ہوتی تہی چھوٹ ہونے لگی
نوبتی نے فتح کی نوبت بجائی شادیانونسے صدای مبارکباد آئی یہان
شہیدونکے مزار بنی فاتحہ خوانی ہوئی وہان کافرونکی لاشونپر چیل
کوونکی مہمانی ہوئی لوٹ مار ہوئی اور گیدڑ وہ گوشت کی لوتھڑے کہا کہا کر
چھک گئے کتے منہ مارتے مارتے تھک گئے ایک طرف ساحرون کی
جھلسی ہوئی لاشین جیسے کالے پہاڑ یا سا کہوکے جلے ہوئے ٹھنٹے
یا برق زدہ تاڑ لنگور کیطرح منہ کالے زرد دنیون کیطرح دانت نکالے
شتر گردنے لمبے اوندہے سیدہے ننگے دھڑنگے بعضے سوکھے سہمے بعضے سوجے پھولے
اندہے کانڑے لنگڑے لولے وہ کل منہے وہینمر تھے یا جھٹکے کے بھینسے
پڑے تھے جانور صحرائی وہ ڈرانی صورتین دیکہکر ڈرے ہوئے دور دور
کھڑے تھے ہزارہا بھتنے بنے ہوئے مکہیون کی طرح بھنبھنا رہے تھے چیلین منڈلا
رہی تہین کوئی غل مچا رہی تھی غرض وہ میدان مہابہارت کا میدان تہا

کشتونکے پشتونپہ لکڑیونکی ٹھیکیونکا گمان ہزارون مردے خونکے ڈریڑھومین
بہ گئی ہزارون اوسی دلدل مین سڑگل کررہ گئی المختصر خورشید گوہر پوش
نے بعد تسلط گلستان جادو اور ریحان جادو کو تاج بخشی کی یعنی وہ سلطنت
نصف نصف اون دونون پر تقسیم کردی گلبدن پری کو پردۂ قاف
کی جانب رخصت کیا یاسمن پری کو سمجھا بوجھا کر رکھ لیا آپ بسمت یاقوت نگار
عزیمت فرمائی قمر طلعت اور سیارۂ گلستان اور ریحان سی پہر آنی کی قسم کہائی

ہو افضل ساقی پلا جام مے	دم عیش ہی نوبت جشن ہے
بجے فتح کے شیادیانی بجے	بجے پیر مغ میکدہ یکو بجے

کھلے باغ چیدہ ہو وہ انجمن | دکھا دے بہشت بریں کا چمن
ہوائے وطن صحبت دوستان | دکھا دے بہار گل و بوستان
رہی باز گردش سے گردون دون | زمان سعادت ہو دور زبون
بنے جام خورشید جام شراب | ضیا بار ہو طلعت آفتاب
پڑہین شعر مستانہ رندان مست | کرین شوخیان بادہ خوار است
چھڑین ساز و مساز ہون اہل ہوش | دل افزا ہو آوازہ ناو نوش
ہوا غم غلط آئی عشرت کی بار | زہے فتح و فیروزی سازوار

مسافران دیار مطالب ارجمند عازمان امصار مدعیات خاطر پسند منزل آشنایان ملک فرحت تازہ مرحلہ پیمایان شہرستان بہجت بے اندازہ یعنے جادو نوردان مملکت تقریر و رہروان قلمرو تحریر یا دل شادان و فرہان اس افسانہ خوش بیانکو اسطرح اظہار فرماتے ہین غرض وہ روز ترک و تاز مین تمام ہوا شبکو اوسی میدان مین مقام کیا صبح کو جب سلطان اللیل اور افواج کوکب کی سرخیل نے مع جمعیت ہمراہی

ملک مغرب کی راہ لی اور تاجدار زرین کلاہ یعنی خسرو خاور سپاہ کی
قدوم میمنت لزوم سے چار طرف روشنی پھیلی طیور صبح تسبیح خوان
ہوئے بلبل گلدستہ اسلام سرگرم اذان ہوئے نسیم نے سبک روی کی
تحریک کی باد بہاری نے سواری کی خبر دی وردی بجی گجر بجا
کوچ کا نقارہ ہوا اس عزیمت سے غازیون کے غنچۂ دل کھلے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوائی صبح کہاتے چل نکلے

بفیروزی و فتح غازی چلے	نمازین پڑہین اور نمازی چلے
وہ تڑکا وہ عکس شفق چار سو	ہر اک مثل گل خندہ لب سرخرو
مسافر ہوئے رہگرائے وطن	وہ شوق وطن وہ ہوائی وطن
ہوا کی طرح منزلین قطع کین	کہی تو زمین کی طنابین کہنچین

باوجود این رواروی افسرونکی یارونپر جلد چلنے کی تاکید تھی
ہر منزل مین جشن تہا ہر مقام مین عید تھی شتر سوار لال تیھلی لیکر
پیشتر جا چکا تہا ہر شخص خبر فتح و فیروزی کی پاچکا تہا تمام شہر یاقوت نگار

آئین بندتھا ہر طرف غلغلہ نوبت شادی بلند تھا دوکاندارون نے
دکانین رنگین تھین مکاندارون نے مکانونکی تیاریان کین تھین دیوار
درکی سفیدیسے ہر گلی چاندتھی دنکی دھوپ اور رات کی چاندنی
ماند تھی بازارونکی گرم بازاریسے مصر کا بازار سرد تھا راھون کی شفافی
سے آئینہ حلبی کیسا خود حلب گرد تھا تماش بینون نے کمرے سراہ
روک لیے تھے کرایے دونے چوگنے پیشگی دیدیے تھے ہر ایک شاد حال تھا
ھر شخص کو بناؤ کا خیال تھا گوٹا کناری برسون کا رکھا ہوا
بک گیا ریشمی کپڑا کیا سوتی کپڑا بزازونکی دوکان پر نہ رہا بادشاہی محلون
عجب طرح کی خوشی تھی صاحبات محل نے سب سے زیادہ تیاری کی تھی
ماما اصیلون اور رونون کی بن آئی ایک ایک سیٹھہ ہوگیا استقدر
دستوری پائی ملکہ زہرہ جبین ایک ایک سے پوچھتی تھی کیون صاحبو
سواری کتنی دور رہی محل سے ڈھیوڑی تک اصیلونکی ڈاک بیٹھی
ہوئی تھی گھڑی گھڑی کی خبر پہونچ رہی تھی مسافرون کے آنی کی

امیدواری تھی جسنیک کا اہتمام تہا کونڈونکی تیاری تھی کسینے مشکل کشا کا کڑا
دونا مانا تہا کسینے ذبی بی کی پڑیا مانی تھی غرض ہر محل والی نذر نیاز کی
فکر مین دیوانی تھی ارکان دولت نے چند منزل بڑہکر استقبال کیا کوتوال نے
کل رعیت کو ناکے تک جانیکا حکم دیا فوج پایہ تخت نے نئی وردیان پائین
گولندازون نے سلامی کی توپین لیجا کر ناکے پر لگائین ناگاہ ایکدن قریب شام
ایک لفافہ آیا اوسمین وزیر کیطرف سے کوتوال اور افسران فوج کو یہ حکم تہا کہ صبح
حضرت ظل سبحانی داخل دارالامارۃ ہونگی پہر رات رہی سے سب جلوس اور کل فوج
اور تمام رعایا ناکے پر آکے حاضر ہو کسیکا دل میلا ہو نہ کپڑے میلے ہون
زرق برق ہو شہری ہو یا مسافر ہو سبتے نصف شب سی چہرکا لگائین
دروازے شہر پناہ کے تمام رات کہلے رہین کہ آیندو روندنے تکلف نہ آئین
جائین لفافہ آتے ہی یہ کیفیت مشتہر ہو گئی کارخانونمین حکم پہونچ گیا
گہر گہر خبر ہو گئی وہ رات جوانونکے لیے برات کی رات تھی اور اطفال
کے لیے شب برات اوس شب جوانون کو نیند آئی نہ بچون نے پلک سی

پلک لگائی ہر شخص کو صبح کا انتظار تہا ہر ایک سیر اور تماشے کو کمر باندہے
تیار تہا ماہتاب چاہتا تہا کہ منزل مغرب مین نجائے آفتاب کا ارادہ تہا
کہ برجعت قہقہری پہر آئے ستارونکی آنکہین زمین سی لگی تہین حورون نے
کہڑکیان بہشت کی کہولدی تہین تماش بین آدہی رات سی چل نکلے
غول کے غول اور غٹ کے غٹ چلے وہ جلوس وہ فوج شاہی سب اپنی طور پر
راہی سواریون کی ہٹو بچو نے دلی لکہنؤ کو گرد کیا پیدلون کی کثرت نے
ٹیڑہی دل کو بہولا دیا نالکیان پالکیان بجکلسی فنسین تامدان بوچہ
ہوادار وہ گہوڑے راس در راس وہ ہاتہی زنجیر در زنجیر وہ سانڈنیان
قطار در قطار آگے ٹم ٹم فٹن چرٹ بگہیان صباشتاب اوڑن کہٹولے
اور تخت روانکا جواب تہین بہلیان منجہولیان منزل در منزل ہودج
اور محمل سے ٹبکہ رہ چرٹ اور بگہیون کی مدمقابل بعضے صاحب تانگی پر
سوار اور سیر کا ولولہ بقول شخصے مانگے تانگے کام چلے بیاہ کرے بلا
بعضی خانگیان مفلس آپ تو ڈولی مین اور ڈولی دکہون کی ماری

ڈانوان ڈولی مین اراول گنوار لڑکونکو کاندہونپر چڑہالے پھینٹی باندہی
بلہری لٹکائے بعضی یارون کی ساتھہ بعضی اکیلی وہ کشمکش وہ چقلش
وہ دکھا پیلی وہ ریلے جب ریل آئی پاؤن زمین سے اوٹھہ گئی ہزارون
اس سرے آرہی ہزارون اوس سرے جارہی کوئی جماعت بڑہ گئی
کوئی جماعت پہر پڑی کیسکی پگڑی گر پڑی کیسکی ٹوپی گر پڑی کوئی کچل گیا
کیسکا بھرتا نکل گیا کوئی چلایا ارے مین دبا کوئی پکارا ہای میری ماں اس
کی قبا آشنا کو آشنا اور بہائی بہائی کو پکارتا تہا اودہر باپ چلاتا تہا
ادہر بیٹا چیخین مارتا تہا ایک کہتا تہا اری بہئی رستم خان کہان ہو دوسرا
آواز دیتا تہا میان دل تہمن جواب دو غرض عجب طرح کا میلا تہا
عجب طرح کا تماشای عام تہا بھیڑ سی بھیڑ تہی از دہام سا از دہام تہا ناکا عید
تہا ہر تماشائی روبراہ تہا دوکاندار پالین کمل تانے دو رویہ دوکانین
لگائے ہر طرح کی کھلونے ہر طرح کی چیزین جو جی چاہے خریدی جو جی چاہے کہائے
جابجا مجمع جابجا سیر و کیفیت کہین مداری کا تماشا کہین ناچ رنگ کی صحبت

بڑھیان ٹھڑیان چادرین سر راہ بچھائے داد دہش کی امید وار تماشہ بینی کا
گھٹا ٹوپ کوڑی پیسون کی بوچھار اتنے مین ڈنکا ہوا سلامی کی بار آئی
ایک غل ہوا دیکھو وہ سواری آئی گولندازون نے شلکین اوڑائین
نوبتیون نے نوبتین بجائین یاقوت شاہ داماد کو لیے داخل شہر ہوا
اوسوقت کا احتشام یادگار دہر تہا سکے آگے جلوس اوسکے بعد پلٹنین
اور رسالے اونکے پیچھے توپونکے بالدے اور توپچانے والے بیچ مین
ایک ہاتھی پر خورشید گوہر پوش اور یاقوت شاہ گرد اگرد ہاتھیونپر تمام
رفقاے دولتخواہ میدانی بولتے نقیب آواز لگاتے یسا ول بصدای طرقو
بیٹھے ہونکو اوٹھاتو وہ ملکہ مہ جبین کا سکھپال وہ دور مین کہاریان
پری تمثال اوسی سکھپال سے ملی ہوئی یاسمن کی سواری اوسکے محافی کی
بہی کچھ ایسی ہی تیاری آخر مین داروغہ دیوانخانہ اور خزانیکے ہاتھیونپر
خزانہ اشرفیونکی توڑونکے منہ کھلے ہوئے لٹانے والی لٹانے پر تلی ہوئے شہدونکا
ہجوم زر ریزی کی دہوم اودہر اشرفیونکی چھڑے ادہر گالیون کے چھڑے

وہ اون الفتونکی بولیان وہ لب لہجہ وہ روز مرہ ایک دوسیرکی کاندہی پر
چڑہکر غل مچاتا تہا ایک ہاتہی کا رسّا پکڑہی چڑہا جاتا تہا ہر بار یہ آواز آتی تہی ادہر ادہر
آنکہونکی اندہی اوہر پہیکاری دولت کی کیڑی پہیک مٹہی نہ بند کرہر چہر پہین
بیسیون ٹپکتی تہے ایک ایک کی پیچہے سو سو لپکتی تہے کہین بُت چل گیا کہین
ڈگ چل گیا کوئی اشرفی پاتی ہی جہپ نکل گیا کسی نی کسی کی کلّے مین اوگلیان
ڈالین کسی نی کسیکی جہولی پہاڑکر وہ خوزادیان نکالین کوئی چہینا جہپٹی مین
بازی لیگیا کوئی پہنس گیا کوئی رو مین ہوا کوئی لوٹ مین آکر زمین پر لوٹ گیا
غرض خرامان خرامان چاندنی چوک تک سواری پہونچی وہان ایک تو رونق
تہی اس جلوس سے اور رونق ہوئی یہان لیسا ولون نے حد سے زیادہ اہتمام کیے
دو کاندارون نی اوٹہہ اوٹہہ کر سلام کیے کسیون نے چلمنین اوٹہا دین ہاتہون پر
پانیچے ڈالیکر کہڑی ہوئین یہ گل لالہ دیکہکر ہاری خوشی کی پہول گئین ایسی مچی ہوئین
کرسیون پر بیٹہنا بہول گئین تماش بینون سی گلیان بہری تہین چہتین بہی بہری تہین
اکثر زمین پر تہے اکثر فلک نشین قدرت خدا کا تماشا تہا ہر شخص دیکہتا رہگیا

تماشائی واہ واہ کرتے ہے اور ستیار سبک سیر در دولت پر پہونچے یاقوت شاہ
اور خورشید گوہر پوش نے دیوان خاص مین جاکر اجلاس کیا زنانی سواریون کا
محل مین داخلہ ہوا اندر سے باہر تک سب نے تہنیت کی دہوم مچائی دربار مین
ارباب نشاط نے اور محل مین دلہنیون نے مبارکبادگائی ملکہ کی مان ملکہ کو چھاتی سے
لگاکر اسقدر روئی کہ دونون کی ہچکی بندہ گئی محل والیان آکر صدقے
قربان ہوئین ایک ایک نے شاہزادیکی سر سے پاؤن تک بلائین لین
سب اپنی اپنی جگہ پر خوشیان کرنی لگین نذر نیاز ہونے لگین اوتری لگین
کل عمائد کی مان بہنین پھوپین بیٹیان حاضر تہین سب نے ملکہ زہرہ جبین کو
مبارکباد دی نذرین دین وزیرزادی جب بڑی حضور کو نذر دی چکی تو چھوٹی
حضور کیطرف متوجہ ہوئی پہلے نذر دکھائی پھر چپکے سے یہ بات سنائی کہ
حضور بڑی بڑی بیبیون کیین سلامتی سے خوب غائب ہین فقیر بادشاہ
سب کا مزا اچھا اللہ رکھو کسیکو محروم نرکھا ماشاء اللہ بچہ کا رہو گئین اب
آنکھین دو سے چار ہو گئین دو سر اکلوتے یہ ہی اکیلی گئین اور دو جی سے آئین اب

ایک جوڑی دار کو ساتھ لیکر تشریف لائین کہیے وہ بیگم صاحب تشریف
رکھتی ہین وہ کیا حضور کی منہ بولی بہن ہین انکا کہانسے ساتھ ہوا یہ کوئی
ہمراز ہین یا ہم فن ہین لونڈی انہین بہی جاکر نذر دی انسے بھی کچھ حال
پوچھی کچھ باتین کرے ملکہ بولی پھر خدا نے تجھ شہکار کا منہ دکہایا مقدر پھر جلی
کٹی سنوانیکو یہان لایا ہی ہے تو تو میری نصیبونکی ساس نند ہی وقت پر بند ہے
نہ بیوقت پر بند ہی موئی خانگی اپنا ساسکو تصور کرتی ہے نگوڑی آپ ہی ایمان
ہے تو دلمین بد ایمانی گذرتی ہے صبر کر صبر کر دم بھر مین سب کچہ بتا دونگی
اپنی سرگذشت بہی کہونگی اون بیگم صاحب کا بہی پتا دونگی اری باؤلی
چھچھوندر بقرار بے آرام تجھی کسیکے پاس آئی جانیسے کیا کام وزیرزادی سمجھی کہ یہ
خورشید گوہر پوش نی گل کہلایا ہی ہو نہو وہی یہ فساد لگا کر لایا ہی یہ سوچکر
چپکے نذر دیکر مسند کی کنارے بیٹھ گئی بس جب اندر باہر نذرین ہو چکین
تو یاقوت شاہ داماد کو لیکر محل مین آیا ساس نی اوٹھہ کر بلائین لین اور
دولہن دولہ کو ایک مسند پر بٹہایا اپنے بیگانے تصدق لائی ہر جگہ ہی تیل ماش

اور ٹکے آئے کہین سے اسکے عوض نقدی آئی کوئی سو نیکی خاصدانمین روپیے
کوئی اشرفیان لائی چھوٹی امت کی قسمت لڑی وہ تصدق کیا آیا
اون لوگون کی بن پڑی سب نے ہاتھ پھیلایا اور آنکھین بند کرلین
ایک ایک زر پیہ اشرفیون سے جھولیان بھر لین جب سب بالتون سے فرصت ہوئی
تو زہرہ جبین نے بیٹی سے تمام سرگذشت سنی آخر مین یاسمن کا بھی ذکر آگیا
جہان اور تذکرے ہوئے یہ تذکرہ بھی ہوا ملکہ نے کہا جی یہ بیری
سوکن ہین نام مین بھی یاسمن ہین خوشبو مین بھی یاسمن ہین پر ستان کی
رہنی والی ہین بڑی بھولی بھالی ہین آدم زاد سی راحتین پائی ہین
غیر ذالک کی ساتھ نکل آئی ہین اتنا مجھسے سن لیجیے باقی حال لانی والونسے
دریافت کیجیے زہرہ جبین تو جہاندیدہ تھی مصلحت اندیش اور فہمیدہ یہ سنکے
ظاہر مین تو داماد کی طرف داری کی اور باطن مین بیٹی کی پشتی لی خورشید
گوہر پوش کیطرف دیکھکر کہا نہین یہ تمہین رنج نہ دینگے تمہاری سامنے اوکا
نام نہ لین گے تم دونون مین عاشق و معشوق کی کیفیت ہے اللہ رکھو

انہین بھی عشق ہی تمہین بھی محبت ہی ایک دل سو سو جگہ نہین آتا ہی
ہرجائی مرد و اخفتین اوٹھاتا ہی یون تو نبو مردونکی نکھو جنہین چار چار کرنیکا
حکم ہو ہی ہے اس بات کی امیرونمین بہت کثرت ہی ہم لوگونکو اس کی
بہت عادت ہی کاش وزیر بادشاہ بھی خدا سی ڈرتے غریبون کیطرح
ایک کے سوا دوسری نکرے عورت کو مکھی کا بیٹھنا سیج پر ناگوار ہوتا ہی اپنے
مرد کے پہلو مین غیر کی پرچھائین دیکھکر خار ہوتا ہی یہی مردونکا حال ہے
یہ تو قیامت کا کوڑا اٹھاتے ہین ہوا کی بھی سنک پاتی ہین تو کالی ناگ کیطرح
بل کہاتی ہین دنیا مین انصاف نہین شرع کی معاملی بھی صاف نہین
عجب اندہیر کا کارخانہ ہی عجب حساب ہی مردونکی چاندی ہی عورتونکی مٹی
خراب ہی مردوہ ہی جو عمر بھر ایک طرح پر بنا ہی کوئی ہزار چاہی مگر یہ بی بی
کے سوا اور کونچاہی اور دولہ دولہن کی چاہ و پیار کو کہین جا و پیار کہتے ہین
چار دن تو گائے بھینس کی بھی ہاتھہ پاؤن لال رہتی ہین داماد سی مخاطب
ہو کر یوچھا کیون میان یہ کیا بات ہی کیا ماجرا ہی کیا واردات ہی

خورشید گوہر پوش نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا زہرہ جبین اوٹھ کر یاقوت شاہ
کے پاس گئی اور یہ ساری کیفیت بیان کی لڑکی کا مقدمہ تو نہایت نازک
ہوتا ہی یہ سنکے پہلے تو وہ دم بخود ہوا پھر تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچکر کہا
یہ صاحبزادہ تو بہت سیدہا تھا ان فقیون نے آکر یہ کردار کیا خیر اب اس
مقدمہ کو اوسکی رائے پر رہنے دو زیادہ چھیڑ چھاڑ نکرو بھلا مقدر کی بگاڑ کی
کیا تدبیر لڑکا اچھا ہو کر بُرا ہو جاے یہ بھی لڑکی کی تقدیر اب مصلحت یہ ہی
کہ یہ جبر اوٹھاؤ کچھ ہو مگر شکایت کا کلمہ زبا پر نہ لاؤ ایسا نہو صاحبزادی
کہین کہ آخر یہ لوگ غیر تھے ذراسی بات مین برہم ہو گئے اپنے مان باپ ہوتے
تو اس عیب کو چھپاتی ہر طرح کی بگڑی ہوئی بات کو بناتی زہرہ جبین نے
کہا ہان پھر اب سوا خاموش رہنے کے کیا چارہ ہی مثل مشہور ہی مول کے
بیاز پیارا ہے چارنا چار سب طرحکی نرم گرم اوٹھائینگے کچھ ہو بجوئی
اور خاطر داریسی بازنہ آئینگی وزیرزادی کو بلوا کر کہا کہ بی بی مجھسے تو
وہ صاحبزادی شرماتی ہین نظرین جھکتی ہین آنکھین چراتی ہین

تم سے نے تکلف ہین تم جاؤ جس طرح مناسب سمجھو اوس طرح
اس مقدمے مین سمجھاؤ کہو خیر جو تم نے کیا اچھا کیا مگر اب ہر وقت
کی چوٹ بیٹھ سی کیا فائدہ دو محل ایک جگہ نہین رہ سکتی جہان وہ دونو رفیق
رہین وہین یہ دوسرا محل رہے وزیرزادی نے جاکر خورشید گوہر پوش کو
خوب آڑے ہاتھون لیا باتون باتون مین قرار واقعی قائل کیا کہا ای میان
جھوٹے عاشق اس عشق پر پھٹکار حقیقت مین عیاش مرد کی بات کیا اعتبار
مین یہ گن جانتی تھی جبھی تو اس پار سائیکو نہ مانتی تھی غیرت ہو تو
چلو بھر پانی مین ڈوب مرو ای شاہ صاحب چلو بس زرا آنکھ چار کرو
ہی ہے عادت دھوئے دھائے سی جاتی ہے علت نہین جاتی ہی بُرا کام
تو آپنے کیا شرم مجھی آتی ہے شاہزادے نے کہا چلو تمنے تو زبان صاف
کرنیکا موقع پایا بھلا اسکا کیونکر یقین ہوا کہ مینے دوسری طرف عشق
جمایا سچ ہے عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اپنی بھی بات کھوتی ہین
دوسرے کی بھی بات کھوتی ہین علی الخصوص تمپر تو بیوقوفی کا خاتمہ ہی تمنے تو

آنکھین بند کرلین ہین اور مُنہ کھولدیا ہی ای بی بی صاحب اگر تمھاری
مُنہ پرناک نہوتی تو ضرور گُہہ کھاتین مین تو بُری کام مین نہین پکڑا گیا
مگر تم بیشک پکڑی جاتین فرض کیا اگر کوئی شخص دوسرا نکاح
کرلے تو وہ بُرا کام کہلاتا ہے ایک پر عاشق ہوکے دوسرے پر
عاشق ہونے سے کچھ ذات مین دھبّا لگ جاتا ہی ہای اندھی کے
آگے رُوئے اپنی آنکھین کھوئے خدا جانے اسمین کیا مصلحت تھی تمھین
باتین بنانے کے لیے دست آویز ہوگئی مین نے تو بضرورت ایک وقت گانٹھا
تم سبکے نزدیک ایک کو چھوڑکر دوسرے کا عاشق ہوگیا یا سمن نے جو یہ سُن
پائی جھلاّکر اوس صحبت مین آئی خورشید کو ہر پوش سی خطاب کیا
کیون صاحب تم نے اپنے ساتھ مجھے کیون خراب کیا وزیرزادی سے
بولی یہ چونٹیون بھرا کباب تمھین صاحبونکو مبارک مین نے اس نعمت کو سلام
کیا خدا اس فریبی سی سمجھی جسنے مجھی دھوکا دیا بلکہ بولی بی بی کو ستی کیون ہو
خواہ تمنی دھوکا کھایا خواہ اور نے ابتو جو کچھ ہوا اوسپر شاکر ہو انھین

اپنے فعل کا اختیار ہی اور دنکو کیا سروکار ہی چاہین ایک کرین چاہین
ہزار کرین بڑے نادان ہین جو اسمین تکرار کرین وہ بولی نہین صاحب
مین اپنے گھر جاتی ہون اب ان باتون مین کب آتی ہون وزیرزادی
بولی بوا یہ تو وہ بات ہوئی ایک بولا اوس شخص کی مان نے خصم کیا کہا
اچھا کیا دوسرا بولا کرکے چھوڑ دیا کہا بہت بُرا کیا گھر بار ہو چکا دنیا مین
آچکین چلو بیٹھو سسرال سی میکے مین جا چکین یہ وہی مثل ہی کہا ئی
مغل کی تہری اب کہان جائیگی بہری یہ تو بادشاہون کا کارخانہ ہی
عشق مشک بھی ایک دل لگی کا بہانہ ہی بلکہ پرتم آئین تمپر اور کوئی آئیگی
یہ تو بڑہتی دولت ہی یونہین بڑہتی جائیگی خورشید گوہر پوش کیطرف دیکھکر
بولی ہے ہے یہ ریندہا پھیلا کر کیسی غٹر غٹر سن رہی ہو ہاتھون کے طوطے
کیون اوڑ گئے لو انکی دکجمعی کرو دیوان خاص کی مجلس خالی ہی وہان لیجاؤ
اور چھاتی پر کوندون دلنا ہو تو ویسا فرماؤ غرض خورشید گوہر پوش نے
قمر طلعت کو بلوایا اور اوسی اس مقدمے مین ثالث ٹھہرایا اوس مصلحت اندیش نے

بہر نوع اصلاح کی دن یا مین کا ٹھہرا اور رات ملکہ کی ٹھہری یا مین دیوان
خاص کی مجلس امین اوٹھہ گئی ملکہ اپنے محل خاص زین ہی محکو جشن کا اہتمام
ہوا دربار عام ہوا اذن عام ہوا گلنار پوشی کا اشتہار ہو گیا اسقدر خرچ
جوڑون کی تقسیم ہوئی کہ تمام شہر گلزار ہو گیا امیر اور اغنیا غربا شہری
قصباتی چارون طرف سے سمٹ آئے وکیل سفیر بادشاہون کیطرف سے تہنیت
نامے لائے چکلے کا داروغہ بھی کل ارباب نشاط کو لیکر حاضر ہوا عیش کے
اسباب اور عشرت کے سامان کا رنگ ظاہر ہوا بھانڈ بھگتی کلاونت
قوال سرود یے ربابی بین نواز سرگرم ساز باز ہوئی سازاونکی دمساز ہوئی
اور وہ اہل بزم کے دمساز ہوئی کنچنیان کیا باگرنیان کیا ڈیرہ دارنیان
سب کی طائفی سبکے سنگتین جمع ہوئین اوسدن نوچیونکا بناؤ دیکھکر نائکا بھی
بھی بنی تہین وہ نوچیونکا نکھار وہ جوبن کا اوبھار وہ پوشاکونکی تیاری
وہ نائکاینونکی برزخین وہ بدقوارہ پن وہ جسم ڈھلدہلے اور بھاری بھاری
ہر نائکا اگری کا کرنیری دوپٹہ اور ہی کا جل لگائے مسی ملی وہ اون کے

پرانے نخرے وہ بڈھے چوچلے نوجوانین اون بڑھیونکا بڑھپھس دیکھکر
ہنستی تھین کیا کیا منہ آتی تھین کیا کیا آوازے کستی تھین سیٹرڈائی کہتے
تھے یہ اسّی برس کی ریزی نایاب ہین یہ ٹونٹے پھلجھڑیونکے جواب ہین
غرض سات دن تک ناچ رنگ کا جلسہ رہا سبحان اللہ عجب لطف رہتا
عجب سمان تماشا گرد پیشہ اور سپاہ نے انعام پایا امتیازیون نے خلعت پائی
خدا کے فضل سے امیدونکی راتین اور مرادون کے دن آئے بادشاہ بھی
بغیم ہوا رعیت بھی چین کرنے لگی ہر شخص کی چہل پہل اور چھچھورون
قہقہون مین گذرنے لگی

پلا ساقیے گل بدن جام مل	کہلا چاہتا ہے اب ایک اور گل
کیا مست دور فرحناک نے	لگی وخت رز جھانکنے تاک نے

لگاوٹ کی چتون ہین دلکش نگاہ — اشارون مین کرتی ہی مستونسی راہ
سمجھ دیکھکر رنگ صحبت ذرا — مبارک ہو یہ جشن ہے دوسرا
چٹکتے ہین غنچے کھلا لالہ زار — ہوئین بلبلین مست آئی بہار
لڑی آنکھ نرگس کی شمشاد سی — کیا ربط بندی نے آزاد سے
سیہان شیشہ و جام مین ربط ہے — نہ اب تاب نے طاقت ضبط ہے
یہ قلقل ہی پیغام عیش و سرور — دم بے حجابی ہے ای ذی شعور
دکھایا جوانون کی صحبت نے رنگ — ادہر ہے ترنگ اور ادہر ہی ترنگ
جدہر دیکھیے ویدو واویدہے — صراحی کے ہین قہقہے عیدہی
نہ ہی محتسب برسر احتساب — نہ قاضی کا ڈر ہے نہ فکر حساب
یہی وقت ہی جام دے جام پے — خدا کے لیے ابتو صرفہ نکر
غنیمت ہی یہ ولولہ یہ شباب — یہ صحبت یہ جلسہ یہ دور شراب

خورشید گوہر پوش کی لیے خاص محل اور خرد محل سی قران و ماہ و مشتری تہا
ایک محل حور تہا اور ایک پری رفیقون کو شاہزادی سی اتحاد جسم و جان تہا

بیگیونکو بھی اون صاحبونسے نہ یہان پر وہ تہا نہ وہان تہا ملکہ کا جو اون
غریبونسی طلسم مین سامنا ہوچکا تہا لہذا بیٹی کی خاطر سے زہرہ جبین نے
بھی پردہ نکیا المختصر قمر طلعت اور سیّار کی دونون محلون مین آمد شد تھی
سب سی الفت محبت تھی رات دن چہلین تہین ہنسی دل لگی کی صحبت
تھی ایک شب چاندنی مین تختونکے چوکے پر ملکہ اور وزیرزادی اور خورشید شاہ
بیٹھا تہا اتفاق سی قمر طلعت ماہ سیر لعالسیر کیطرح سیر کرتا ہوا آگیا وزیرزادی
اوہ اوہ کرتی بہاگی اور آوٹ کی آڑ مین جاکر چھپ گئی اور اس طرح
گویا ہوئی واہ واہ صاحب یہ آنا عجب طرحکا آنا ہی تمکو یہ بہی نہ معلوم ہوا
کہ یہان پر زنانا ہی انسان جہان جاتا ہے دیکھہ بہال کر جاتا ہی اور آتا ہے
تو پکار کر آتا ہے نہ کہ اونٹ کیطرح منہ اوٹھایا اور گس آئے خدا ایسے
بلڑون کی پرچھائین سی بچائے قمر طلعت نی کہا تم اونٹ سی ڈرتی ہو
اللہ ری پاکدامنی کہ مرد کے سائے سی پرہیز کرتی ہو یہ شتر غمزی نہین
یہ جہانو لیان نرالی ہین مینے ایسی اونٹنیان بہت دیکھہ ڈالی ہین

وہ بولی بس کچھ اور اول قول نہ نکالیے مین ایسی ہنسی نہین ہنستی ذرا زبان
سنبھالیے خورشید گوہر پوش نے کہا یہ نیا مناظرہ ہی تمنے اوسے اونٹ بنالیا
جب اوسنے جواب دیا تو کہسیانی ہوگئین رو دیا یہ مین نہین ہون جو جی چاہے
کہہ لو اب کچھ چرچو اب کچھ رنر کرو یہ کہکر دوڑا اور اوٹ کی آڑ مین سے کھینچ لایا
کہا کیون صاحب جب ایک کلّہ توڑنے والا آیا تو آپ نے منہ چھپایا لو صاحب
آپکی عصمت کچھ ملکہ سی بھی سوا ہی جب وہ نہین چھپتین تو تمکو چھپنا
کب روا ہی مجھے اس کانے پر دیسے نفرت ہی آدمی چھپے تو اچھی طرح چھپے
نہین کیا ضرورت ہی وزیرزادی نے مُنہ بنا کر کہا صاحب یہ بھی کچھ
ضرور ہی کہ جسکے سامنے ملکہ صاحب آئین مین بھی آؤن وہ تو بیباک
ہوگئین ہین مجھے کیا خبط ہی جو بیباک ہو جاؤن ملکہ بولی لو اب میرے
اوپر منہ آئی اب اس طرف طبیعت لہرائی وزیرزادے سے کہا ہان بھائی
تمہین اسکو ٹھیک بناؤگے یہ شہکارہ کسی طرح نہین سمجھتی بس تم سمجھاؤ گے
قمر طلعت بولا نہین حضور یہ بہت معقول ہین یہ جو جی چاہین کہہ لین

مجھے انکی سب منہ زوریان قبول ہین وہ بولی لو دور پار یہ میرے عاشق
ہین کہ ساری کڑیان جھیلین گی ہنسی ہنسی مین آبروسی ہاتھہ دہوئین گے
جا پر کھیلین گے یہان تو آنکھہ چار ہوتے ہی کلیجے پر تیر پڑچکا تہا بس عشق
کا نام سنتی ہی دل قابو مین نرہا وزیرزادہ بولا کچھہ بتو چھو مین کون ہون
کس بلا مین آکر پھنس گیا آہ کیا کہون یہ کہکر آنکھون مین آنسو بہر لایا عشق
صادق کی تاثیر سے وزیرزادی کا بھی کلیجہ مسنہ کو آیا گویا دو جام لبریز چھلک پڑے
ادہر اسکی آنکھون سے اودہر اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے نظم

عشق دمساز جان زار ہوا	تیر غم دو دلونکے پار ہوا
آئی دونون کی دل کہ موت آئے	دفعتاً منہ پہ مردنی چھائی
جذب خاطر نے اہتمام کیے	آہ نے آکے ہونٹہ چوم لیے
دیدوادیدنی اوڑائے ہوش	شکل تصویر رہ گئے خاموش

خورشید گوہر پوش نے ملکہ کو اور ملکہ نے خورشید گوہر پوش کو دیکھا
یعنی دل لگی دل گی مین یہ کیا ہوگیا شاہزادی نے وزیرزادی کا

شانہ ہلایا اور شاہزادی نے وزیرزادی کو خواب مدہوشی سے چونکایا
کہا ہائین ہائین باتون باتون مین یہ کیا کیفیت ہوگئی بت کیون بنگئی
چپ کیون لگ گئی اگر وصل وصال کا خیال ہی تو یہ کیا مشکل ہی
یہ کیا محال ہی یہ بھی کیا ہم لوگون کا عشق ہے جسمین ہزار آفتین ہون ہزار طرح کی
مشکلین ہون ہزار طرح کی مصیبتین ہون تمہین کچھ دشوار نہین کون سی
مجبوری ہے کس بات پر اختیار نہین یہ تو گھر ہے یہان کس کا ڈر ہی
ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کیون خانم صاحب جیسا ہم پر ہے نہین ویسی ہی
دیدہ و دانستہ مصیبت مین پھنسین اب اس درد کا مزا پایا اب دلکے آنیکا
یقین آیا وہ بولی ہان حضور بجا ہے یہ میری نافہمی کی سزا ہی بقول زکی
پیش ازین ہنستے تھی ہم اوسپر جو روتا تھا کوئی + چوٹ جب دل پر لگی
قدر مصیبت ہوگئی + ملکہ نے کہا تم میری مشاطہ بنی تہین
مین تمہاری مشاطہ بنون گی خاطر جمع رکھو ہر طرح کا اہتمام
کرون گی حیرت نہ دون کیطرح کیون دیکھا بھالی ہے

بسم اللہ تشریف لیجائیے بارہ دری خالی ہی آپ وہان جاکر دل بہلائیے
مجھے پہری پر چھوڑ جائیے وزیرزادی بولی حضور نے حرام کیا تھا جو مین حرام
کرون دم بھر کیواسطے کیون نام بدنام کرون ملکہ ہنسی اور کہا لو آپ بھی
نکاح کی امیدوار ہین سلامتی سے وصل حقیقی کی خواستگار ہین بہت اچھا
یہ کون سی بڑی بات ہی کل سا لحق ہی پرسون برات ہی قمرطلعت سے کہا
لیجیے بہائیصاحب آپکی معشوقہ صاحب کو حرام سی انکار ہی حق کی راضی ہین
حلال کا انتظار ہی اب ذرا دم لیجیے دو چار دن صبر کیجیے مین آپکے باباصاحب کو
رضامند کرلون کل وہ آئین تو اس نسبت کا پیغام دون خدا نے چاہا
تو وہ بھی نہ انکار کرینگے برابر کی نسبت ہی خواہ مخواہ اقرار کرینگے قمرطلعت نے
کہا کچھ حضور کو سیّار کی بھی خبر ہی اوسکا حال مجھسی تو بہتر ہی وہ بولی اوہ بہائی
ایک انار اور دو بیمار دو چھریان ایک میان مین دو تیر ایک کمان مین
وہ بولا جی نہین درجہ بدرجہ الفت ہی مجھے انسے اوسکی چھوٹی بہن سی
محبت ہی ملکہ بولی اب وقت کا کام ہی یہ البتہ تردد کا مقام ہے

خورشید گوہر پوش نے کہا تردد یہ ہی سیارا ور قمر طلعت مین فرق کیا ہی یہ بھی
صاحب ارادہ ہی وہ بھی صاحب ارادہ ہی یہ وزیر زادہ ہے وہ رئیس زادہ ہی
وہ نہ عیار بچہ ہی نہ عیار ہی امرائے کرسی نشین امین اوسکا بھی شمار ہی اس امین
میرا ساتھ دیا ہی اوسنے میری خاطر سی یہ پیشہ اختیار کیا ہی امیر زادی
ہر بات کا خیال رکھتی ہین ہر فن مین کمال رکھتی ہین لوگ ہم لوگونسی فیض پاتی ہین اہل کمال
اگر ہمسے سیکھ جاتی ہین اور بالفرض وہ عیار ہی پھر عیار کی کوئی ذات ہی یہ کیا
امر لاطائل ہی یہ کیا واہیات بات ہی مین تو اوسے اپنے برابر کا بھائی جانتا ہون
وزیر لاکہ انکار کرے مین کب مانتا ہون قمر طلعت کی نسبت کا تو حال
ظاہر ہی خیر اب اسمین ہماری خاطر ہے بقول سعدی

بنی آدم اعضای یک دیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوہر اند

شرعاً تو یہ نسبت ممنوع نہین عرفاً ہو تو ہو صبح کو تم شوق سے دونونکا
پیغام دو اور جو کچھ مینے کہا ہی یہ سب حرف حرف بیان کر دینا جسطرح
ہو سمجھی صاحب کو راضی کر لینا ملکہ نے کہا مین تو کچھ اوٹھا رکھون گی

سب اونچ نیچ سمجھا دونگی ہر طرح سے کہونگی مگر بیگانی دلپر میرا کیا
اختیار ہے میری ماں باپ میرے مختار تھے وہ ان دونون کا مختار ہے
خورشید گوہر پوش بولا مین بڑی بڑونکی سعی اوٹھواؤنگا آخر کار بڑی
حضور سی اور حضرت سی کہلواؤنگا ملکہ بولی بہلا صاحب کچھ زبردستی
ہے ہر کسی پر عاشق ہو جانا یہ بھی ان لوگون کی خرمستی ہے وہان
بادشاہ طلسم کی بیٹیونکو لگالائی اور پھر چھوڑ کر چلے آئی یہان ان بیچارونپر
ڈورا ڈالا ایسے ہر دم خیالی مردونکا منہ کالا حضور کونسی نیک پاک ہین
کونسی وضعدار ہین آپ کی بھی یہی وتیرے ہین یہی اطوار ہین کچھ آپنے
مجھے چین سی رکھا کچھ یہ ان دونون کو چین سی رکھین گے چار دن مین
حلال کو چھوڑ کر حرام کے لقمے چکھین گے خورشید گوہر پوش بولا لو اور شگوفے
چھوڑنے لگین تم تو اپنے جلے پھپھولے توڑنے لگین خدا کے لیے کل کھین
اس اودھیڑبن مین نرہنا بس جتنا سمجھا دیا اتنا ہی کہنا وزیرزادی
بولی پھر کیا کیجیے مردونکا یہی حال ہے جو بات آپ ڈھونڈتی ہین وہ

وہ خواب وخیال ہے ہماری زمانے کے یہی مرد ہین یہ سب بنگدل ہین
سب بے درد ہین چار دنکی زندگی کسی نہ کسی طرح بسر کرنا ہی آخر ہین
لوگونکے ساتھہ مرنا بھرنا ہے ملکہ نی کہا تو تو مردونکی ندیدی ہے اس طرح
گڑگڑاتی ہی جیسے کسی کی زر خریدی ہے وہ بولی حضور ہی نی یہ راہ نکالی ہے
مجھپر بھی آپ نی اپنی پرچھائین ڈالی ہے مینے تو آپکا ساتھہ دیا ہی لونڈی نے
حضور کو دیکھکر یہ سودا کیا ہے ملکہ بولی بھلا ہوا مجھی سودا ہوا تھا تجھی بھی
سودا ہوا دنیا بھیڑیا دھسان ہی ایک بھیڑ کو کنوین مین گرتے دیکھکر سب
گر پڑتی ہین جبھی یہ خرابیان ہوتی ہین جبھی تو بنی ہوئی باتین بگڑتی ہین
وزیرزادی بولی مرد مردون کا اور عورتین عورتون کا ساتھہ دیتی ہین
وہ اپنے مطلب کی سمجھ لیتی ہین یہ اپنی مطلب کی سمجھہ لیتی ہین خورشید
گوہر پوش نی قمر طلعت سی کہا رات بہت آئی ہی لی آپ تو اب جایئے آج پہلا دن
ہے بس اسقدر پاؤن نہ پھیلایئے رہجانی مین کچھ مضائقہ نتھا مگر خیال یہ ہے
کہ صبح کو چرچا ہوگا منظور یہ ہی کسیکو کانون کان نہ معلوم ہو اور یہ معاملہ

طی ہو جای ہزار دوست ہین ہزار دشمن ہین کوئی کچھ لگائی بجھائی نکر نی پائی یہ سنکے
وہ دونون عاشق معشوق روتے ہوئے اوٹھے اور محزون و مغموم اپنی اپنی جگھ پر گئے دونو کو
اوتنی رات کاٹنا دشوار ہوا ایک تو اضطرار تہا اور اضطرار ہوا بیتابی
خاطر نے تمام رات کانٹون پر لٹایا اسی چین آیا نہ اوسی قرار آیا جب نیند آئی
مردم دیدہ نے آنکھ دکہائی یعنی جادو رہوا اوسکے پاس جا جسی سونا منظور ہو
یہان کروڑین مدبلنی سے کام ہی جدائی کی رات مین یہی آرام ہی تمر طلعت کا
جب زیادہ سودا بڑہتا تہا تو دل بہلانے کو یہ غزل پڑہتا تہا غزل

خواب کی حسرت ہی دیدۂ بیخواب کو
دیکھ چکے ای زکی عالم اسباب کو

آگ محبت کی ہی اور دل بیتاب ہے
عشق نے اک جا کیا آتش و سیماب کو

چشم سی کہتا ہی غم اشک کا دریا بہا
ضبط سی کہتا ہی دل روک لی سیلاب کو

چاہتا ہون ای فلک لطف جوانی مٹے
آرزوی برق ہی مزرعہ شاداب کو

رشتۂ مہر و وفا بال سی باریک ہے
سب پہ مقدم سمجھ خاطر احباب کو

دزد نوازی حسن قاف سی تا قاف ہے
چشم حقیقت سی دیکھ مہر جہانتاب کو

کانپ رہی ہی زمین عرش تزلزل میں ہی — خاک میں ملنا ہی آج کس دل بیتاب کو
آئے نہ یارب کبھی ہجر صنم کی گھڑی — دن نہو پروانے کو شب نہو سہر خواب کو
بند ہے گر میکدہ ہے در توبہ کھلا — یاد کرو اے زکی فاتح الابواب کو

وزیرزادی بگوش دل یہ آواز سنتی تہی اور یہ غزل پڑہکر سر دہنتی تہی

لیل و نہار چرخ سے کام یہان تمام ہی — کسکو امید صبح ہی کسکو یقین شام ہی
عشق عجب عذاب ہے کام ہر اک خراب ہے — وصل بیان خواب ہی عیش خیال خام ہی
ہای غضب کی بات ہے غم سے کہان نجات ہے — گور کی پہلی رات ہی ہجر کی پہلی شام ہے
بات ہو جسمین درد کی شعر وہ ہی غزل وہی — طرز سخن یہ ہی زکی یہ روش کلام ہے

غرض جب روتے روتے آنکھین سفید ہوگئین تو صبح کی سفیدی نے جلوہ دکہایا اوس نور کی ظہور سی گیا ہوا نور آنکھونمین پہر آیا دونون نے دوگانہ صبح کا اور دو دو رکعتین نماز حاجت کی پڑہین رات کے کٹنے سے اور صبح کی ہوتی سے دل بھی بڑہا امیدین بھی بڑہین بلکہ بعد بیدار ہونیکے جب بڑی حضور کو سلام کرنے گئی تو اس مقدمے مین صلاح کی وہ بولین اچھا تو ہی دستور المعظم کو

بلا بھیجو بات یہ بری نہین شوق سے بات چیت کرو کہو سنو ملکہ نے نواب
ناظر کی معرفت وزیر عظم کو طلب کیا اور جب وہ آیا تو محل مین بلا لیا یہ تو
اوسکی گودون کی کہلائی ہوئی تہی یہ پردہ برلے نام تہا بیچ مین ایک
اوٹ کہڑا ہوگیا اودہر ملکہ کرسی زرنگار پر بیٹھی ادہر وزیر عظم بیٹھا
ملکہ بولی عمو جان مینے آپ کو اسواسطے تکلیف دی ہی کہ بہن خورشید آرا بیگم
اور مہتاب آرا بیگم کی لیلی ایک بات تجویز کی ہے مین چاہتی ہون قمر طلعت اور سکندر حشمت
کے ساتھہ ان دونون کی شادی ہوجاے میری نزدیک تو سب طرح سے
بہتر ہے بشرطیکہ آپ کی بہی راے مین آئے وزیر بولا قمر طلعت کو تو مین
جانتا ہون سکندر حشمت کا پتا دیجیے ان صاحبزادی کے حسب نسب کی
کیفیت بیان کیجیے وہ بولی سیار کا نام سکندر حشمت ہی یہ بھی ہمسایہ
قمر طلعت ہی میری سسرال مین بارہ سو کرسی نشین ہی اوسکا باپ بھی
اوسی سلطنت کا ایک رکن رکین ہے اوسکا فریدون جاہ نام ہے اسکا
سکندر حشمت نام ہی خدا کے فضل سے سب طرح کی حشمت ہی سب طرح کا احتشام ہے

صاحب عالم کی محبت نے اسے بھی گھر سے نکالا بہ مصلحت اور ضرورت وضع
بھی بدل ڈالی نام بھی بدل ڈالا چاہیے اونسے بھی یہ کیفیت دریافت کیجیے
ہر طرح سے اپنا اطمینان کر لیجیے میں آپ ہی زیادہ اسکی جہان بان کی ہے
شب کو اس مقدمے میں بہت گفتگو ہو چکی وزیر اعظم نے کہا مرشد زادی
ان غلام زادیونکا حضور کو اختیار ہے خانہ زاد بہر صورت فرمانبردار ہے
غلام بھی چاہتا ہے کہ بار سے سبکدوش ہو جاے اور جسطرح سے ہو اس مصیبت سے
نجات پاے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مرنے جینے پر اختیار نہیں یہ فرض ہے
اسکے ادا کرنے میں تعجیل بجا ہے دیر و غفلت ہوئی پھر قضا ہے خانہ زاد اب
گور ہے مگر تقدیر سے کیا زور ہے قمر طلعت کا تو معاملہ صاف ہے لیکن دوسری
نسبت میں جلدی کرنا مصلحت کے خلاف ہے ملکہ نے کہا نہیں دو ایک دن کی
مہلت ہے تحقیق کر لینے میں کیا قباحت ہے عرض بعد گفت و شنود
وزیر رخصت ہوا اور ملکہ نے خورشید گوہر پوش سے آکر اس ذکر کا اعادہ کیا
شاہزادہ بولا معلوم ہوا جس نسبت میں یہ اصرار ہے سمدھی صاحب کو

اوس سے انکار ہی خیر کہان جاتی ہین دیکھو آج ہی راہ پر آتی ہین یہ کہکر
پوشاک مانگی سواری مانگی دربار مین گیا اور بادشاہ سے کہلوا کر وزیر کو
راضی کر لیا کوئی حجت اوٹھا رکھی دن اور تاریخ بھی ٹھہرا دی جھٹ پٹ
بیاہ برات کا سامان کیا ہاتھو نپر سرسون جما کر دیکھنے والونکو حیران کیا
ساتھہ ہی دونون کو مانجے بٹھا دیا ساتھہ ہی دونونکو بیاہ لایا رقیبونکی
بھی خانہ آبادی ہوئی دوہرے لطف ہوئے دوہری شادی ہوئی
عاشق معشوق یکجا ہوئی فرائض حلال ادا ہوئے

ہوئے جمع عشرت کی اسباب کل	وہ ایک ایک بلبل وہ ایک ایک گل
مزا چھپھون قہقہون کا ملا	اِدہر نوک ڈوبی اودہر گل کہلا
بہار جوانی کا اظہار تھا	عجب باغ تھا طرفہ گلزار تھا
محبت کی باتین محبت کی ذکر	نہ صیاد کا ڈر نہ گلچین کی فکر
دل آویز تھی عشق کی تختگاہ	مصاحب و رآقا تھی نوشاہ و شاہ
شب و روز شادی تھی رنج و طیش	وہ خلوت وہ جلوت وہ صحبت وہ عیش

زبردستیون پر سر دست تھی | وہ تینون کی تینون غرض مست تھی

لگا کان ای ساقیِ خوش عمل | سناتا ہون ایک عبرت افزا غزل
رخ و زلف پر جان کھویا کیا | اندھیرے اوجالی مین رویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر | مین جاگا کیا بخت سویا کیا
پڑا غم کے کہانے کا جسکو مزا | وہ اشکون سے منہ اپنا دھویا کیا
برہمن کو باتون کی حسرت رہی | خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
زنخدان سے اُسکے محبت رہی | مجھے دل کنوئین مین ڈبویا کیا
تجھے بھی مناسب ہی اسکا جواب | بس اب چند اشعار پڑھ لاجواب

وہ افسانۂ خواب نوشین سنا | کہ یارون نے ہو دفتر و نسیے چنا
اوسے سنکے مین جان کھویا کرون | ہمیشہ تصور مین رویا کرون
نظر آئے کیفیت انقلاب | بنی چشم تر جام آنسو شراب
سہون رنج دور فلک سے بے | پیون خون کے گھونٹ پیکر وہ مے
کبھی مثل شیشے کے لون ہچکیان | کبھی در فشان ہون کبھی خونفشان
یہ مستی کہ غفلت کا اسباب ہے | عجب ہوشیاری عجب خواب ہے

معبران خواب پر حول حسرت و پریشانی مخبران کیفیت رویاے صادقہ حیرت و سرگردانی راویان روایات غم والم حاکیان حکایات گریہ و ماتم اس ماجراے خفتہ بختی و ناکامی کو با دل پر درد و آہ سرد یون بیان کرتے ہین کہ چندی اون عاشق تنون نے اپنے معشوقون کے ساتھ بسر کی آخر چرخ حسد پیشہ نے اس عیش و عشرت پر نظر کی بجاے خود نیلا پیلا ہوا یہی رشک تفرقہ اندازی کا وسیلا ہوا ایک شب خورشید گوہر پوش بعالم خواب اپنی دار السلطنت مین گیا اور بربادی اور تباہی

اوسکی دیکھکر بہت پریشان ہوا کیا دیکھتا ہے کہ تمام شہر غرا خانہ ہے
ہر بستی مین ویرانہ ہے دروازے بند ہین صدائین آہ و شیون کی
بلند ہین سب چھوٹے بڑے سیہ پوش ہین رونیکا شور ہے ماتم کے جوش ہین
گلیان سنسان ہین آیندو رونده پریشان ہین بازار و نمین ہر تال ہے
خریدار ہے نہ دلال ہے چاندنی چوک مین کسی لوٹ سی ہین جو کپیدار و نکی
آنکھو نسے آنسوؤن کے دریا بہے ہین برازہ صرافہ چاندنی بازار جوہری بازار
سب بند ہے بادشاہ کے دردمند ہونے سے کل رعایا دردمند ہے
نانبائیون کے تنور اور حلوائیون کی بھٹیان سرد ہین لوگون کے
غم کھانے سے اسباب گرم بازاری گرد برد ہین دیوان خاص مین کوئی
درباری ہے نہ مجرائی ہے در و دیوار پر اداسی چھائی ہے ہر ستون
مداوا ہے ہر روزن چشم داد خواہ ہے محرابین بار الم سے خمیدہ ہین
در پردون کے تار تار ہونے سے گریبان دریدہ ہین شیشہ آلات بی نور ہے
ہر شیشہ سنگ حوادث سی چور ہے سامان تکلف خاک بیٹھ رہے ہین

جہاڑ جنگل کی جھاڑیون سے تبّر ہین جہانو جگمگی ہن نہ ہانڈیان جگمگی ہین
آئینون کی آنکھین چھت سے لگی ہین ہر گنول بجھا ہوا گنول
ہے روشنی دیکھنے والا آنکھون سے اوجھل ہے فرش چین بجبین ہے
قالین اولٹے پڑے ہین پہرے والے بشکل تصویر سکوت مین کھڑے ہین
پائین باغ مین خزان کے سامان ہین بلبلون کی زبان پر مرثیہ ہے
مصیبت کے بیان ہین سنبل پریشان حال ہی سبزہ پایمال ہے
گل بیرنگ ہین غنچے دلتنگ ہین سوسن سوگوار ہی داؤدی عزادار
ہی یاسمین بھی پژمردگی مین مثل یاسمن ہی نہ بو باس ہی نہ رنگ
وروغن ہی لالے کے جگر مین داغ ہی دل مین درد ہے گیندے کا
لہو خشک ہی رنگ زرد ہے نرگس کو حیرت ہی سرو و شمشاد کو سکتا ہی
ہر مرغ چمن مرغ نیم بسمل سا پھڑکتا ہی نہال سوکھکر کانٹا
ہوئے ہین پھولتے ہین نہ پھلتے ہین ٹہنیان سرُ دھنتی ہین پتّے
کف افسوس ملتے ہین نہرین چشم پرآب ہین موجین دلیل اضطراب ہین

محلات شاہی مین صاحبات محل کی جانو نہ رہی ہی نوحہ خوانی ہی سینہ زنی
ہے ایک کہہ رہی ہی ہای میری گود کا پالا ایک کہہ رہی ہی ہای میرا گیسوون والا
ایک کا بیان ہی ہی میرا خوندہ ایک کی زبان پہ ہی ہی میرا شہزادہ
مان دیوارون سے سر ٹکرا رہی ہی کبھی روتے روتے بیہوش ہو جاتی ہے
کبھی ہوش مین آتی ہی ہر مرتبہ یہ مین ہین ہی ہی میرا کڑیل جوان ہی ہی
میرا پیارا مان اری میرے یوسف کو کس کوئین مین گرادیا اری میرے آفتاب کو
کس بادل مین چھپا دیا ہای میرا نازون کا پالا کہان گیا ہای میرے گھر کا
اوجالا کہان گیا ہای میری آنکھون کا تارا ہای میری ضعیفی کا سہارا ہاے
کس جنگل کو چھانون کس دشت کی خاک اوڑاؤن ہای اپنے لاڈلے کو
اپنے پیارے کو کیونکر پاؤن صاحبو ذرا رستے تک جاؤ میرے بچے
کی خبر لاؤ اری کوئی دیکھو صاحبزادے شکار کھیل کر آئے شکارگاہ سے
دیوانخانے مین تشریف لائے ہی ہی مین اہی دنکو ڈرتی تھی ہی ہی مین
اسیواسطے منع کرتی تھی کیا جانی میرا لال کدھر نکل گیا کیا جانے میرے موھو کو

کون چھلاوا اچھل گیا ہی ہی میاں بندی کی جان پر کیسی بنگئی ہی ہی گھر سے
جنگل کی راہ لی یہ کیا دلپر ٹھن گئی ہای بیٹا کبھی پالنے والی کی یاد نہ آئی
ہای بیٹا کبھی خواب مین بھی صورت نہ دکھائی شاہزادی نے بھی یہ بین
سنکے مُنہ آنسوون سے دھویا یعنے عالم رویا مین بہت رویا بلکہ پہلو
مین سو رہی تھی اوسنے جو ہچکیون کی آواز سنی تو گھبرا گئی شانہ ہلاکر
بیدار کیا اور اسکی کیفیت کا استفسار کیا خورشید گوہر پوش نے کہا
کیا کہون مین اک خواب پریشان دیکھکر پریشان ہون میرے مان باپکا
میری جدائی مین بُرا حال ہی بلکہ بولی صاحب یہ خواب وخیال ہی
وہ بولا بھلا کہین ایسے خواب جھوٹھے ہوتے ہین حقیقت مین میرے
چاہنے والے میری فرقت مین جان کھوتے ہین وای مجھ بدبخت پر
کبھی بھولے سے اونھین یاد نکیا تمھارے عشق مین ایسا مبہوت ہوا
کسی کا نام نہ لیا اس وقت دل کے ٹکرے ہو رہے ہین ابھی مین دیکھکر ہا
تھا کہ اپنے بیگانے سب رو رہے ہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا

آپ بھی رویا اور ملکہ کو بھی رولایا باری داریون نے زہرہ جبین کو جا کر
یہ وردی سُنائی وہ بھی گھبرائی ہوئی آئی داماد کو چھاتی سے لگا کر
بولی کیون واری کیا ہی صدقے گئی یہ رونا کیسا ہی ہی میرے بچے کو
کسنے رولایا واری گئی کیا یاد آیا ملکہ نے کہا ابھی اپنے مان باپ کو خواب مین
دیکھا ہی بس اوسی کا رونا ہی اور کیا ہی زہرہ جبین بولی ہی ہی سچ ہے
عزیزون کی جدائی قیامت ہی علی الخصوص جو کبھی نہ چھوٹا ہوا وسکا
چھوٹنا اور آفت ہی اول تو یہ صاحبزادے کبھی گھر سے نہین نکلے اور نکلے
تو اسطرح نکلے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہین عجب طرح کا تفرقہ پڑا ہی
یہ کہین ہین عزیز و اقربا کہین سلامتی ہو انکی جان کی مان باپ کو
کیا معلوم کہ انکا کیا حال ہی حق تو یہ ہی کہ اسحالت مین صبر کا آنا محال
ہی بیٹی ہو یا بیٹا انسان اپنے کلیجے پر ہاتھ رکھکر دیکھے سچ مچ وہ بیچارے
پال پوس کر مایوس ہو گئے میان تمنے بھی تو کان مین تیل ڈال لیا اپنی
خیر و عافیت سے بھی اون غریبون کو آگاہ نکیا خیر اب خط لکھو بھلا

اون صاحبون کو تمھارا حال تو معلوم ہو خورشید گوہر پوش بولا نہین
مین آپ جاؤن گا پھر راہ کی صعوبتین اوٹھاؤن گا زہرہ جبین بولی
واری مین روکتی نہین تم بھی جاؤ اپنی بی بی کو بھی لیجاؤ اچھا تو ہے
مان باپ کو بھی صورت دکھا آؤ صبح کو اپنے خسر سے بھی رخصت ہو لو
اب اتنی رات چین سے سوؤ بیٹھو ہنسو بولو غرض ساس داماد کو سمجھا کر
اپنے مقام پر پلٹ گئی یہان اوتنی رات آنکھون مین کٹ گئی صبح کو
یہ حال سنکے قمر طلعت اور سیار بھی آئے وزیر بھی آیا بادشاہ نے
شاہزادے کو بھی بلوایا معبرون کو بھی بلوایا کہا اس خواب کی تعبیر کیا ہے
عرض کی سب نے یہ خواب بہت اچھا ہے پیر و مرشد خواب وہ آئینہ ہے جسمین
شکل عکس نظر آتی ہے حضور یہ وہ صنعت مقلوب کل ہے کہ سیدھی
بات اولٹی ہو جاتی ہے اسکی تعبیر یہ ہے کہ عزیز و قریب صاحب عالم کے
یہان آئینگے رونے کے عوض ہنسینگے تکلیف کے بدلے راحت
اوٹھائینگے خورشید گوہر پوش نے کہا بمقتضائے مصلحت نہ کہو

یہ کلیہ نہین کہ ہر خواب کی تعبیر اولٹی ہو جسکی تعبیر راست ہوتی ہی
اوسے رویای صادقہ کہتے ہین ناتجربہ کار اور ناواقف آیات و اخبار
غفلت مین رہتے ہین سورۂ یوسف مین بھی بیان خواب ہی اوسمین
کونسا انقلاب ہی جو کچھ کہ دیکھا ہو ہو وہی ہوا یہ بھی اوسی طرح کا خواب
ہی اسواسطے طبیعت کو اضطراب ہی اگر اب مین جانے مین دیر لگاؤنگا
تو اون لوگون کو زندہ نہ پاؤن گا یاقوت شاہ نے کہا اچھا یہی سہی
جو بات تجھنے کہی مگر یہ تو کہو جانے کی کون راہ ہی اعظمہ بعد المشرقین
ہی مسافت جانکاہ ہی فرسخونکا حساب نہ منزلون کا شمار وہ دریا ہولناک
وہ پہاڑ دشوار گذار دنیا کا ایک کنارہ ہی ایک وہ کنارہ مقام محبوبی مین
کیا اختیار دردلا علاج کا کیا چارہ اور تمھارا آجانا قضیۂ اتفاقیہ تھا
اگر کوئی اسکی نظیر دے تو اسکا اعتبار کیا شاذ کا معتبر ہونا معلوم
سنا نہین النادر کالمعدوم خورشید گوہر پوش نے کہا خداوند عالم
قادر و توانا ہی اپنا جس طرح کا آنا ہی اوسی طرح کا جانا ہی سامع الدعا

دعائے عالم اضطرار سنے گا جس خدا نے یہاں پونچا دیا ہی وہی پھر وہاں
پونچاوے گا یاقوت شاہ نے کہا بابا تمھین اختیار ہی ہمین تمھاری
تکلیف ناگوار ہی غرض یہان سے بھی رخصت اجمالی مل گئی گھبرا کر
شاہزادے نے بجای خود فکر کی زانوی تفکر پر سر جھکایا وقت مشکل پھر
شاہ صاحب کا دھیان آیا نام لینے کی دیر تھی کہ وہ مرشد کامل موجود تھے
بعد ذوق شوق ہر طرح کے ذکر و اذکار ہوے جب عزیمت وطن کا ذکر
آیا تو شاہ صاحب نے سر ہلایا کہا حسن و عشق سے فرصت پائی گھر کی
یاد آئی بھلا صاحب تنہا جائیے گا یا حشم خدم دکھائیے گا بر سو نمین
پہونچنا منظور ہی تو کبھیڑ اساتھ لیجیے اور تعجیل ہی تو بطور خود ارادہ کیجیے
خورشید گوہر پوش نے کہا جلد پہونچنے کی سبیل بتائیے ہان یہ صورت
ارشاد فرمائیے شاہ صاحب بولے آپ کے چاہنے والے آپ کو
چھوڑ دین گے وابستہ دامن رفاقت سے منہ موڑین گے قمر طلعت
اور سیار نے کہا حاشا حضور تنہا جانے کا نام لین پھر دیکھین تماشا

سبحان اللہ کیا انصاف ہی جو لوگ اپنے ساتھ مصیبت اوٹھائین
جب زمانہ راحت کا آئے تو وہ چھوٹ جائین علی الخصوص ہمین تو نہ دعوی رفاقت
ہی نہ وطن کی محبت ہی خیر مجذوب ہی یا سالک ہی سب کا خدا مالک ہی
یہ تشریف لیجائین ہم لوگ جائین یا نجائین مگر ملکہ صاحب سے تو رخصت
ہوآئین ہنوز سخن درمیان تھا کہ نواب ناظر نے آکر مجرا کیا شاہ صاحب
کی طرف دیکھکر بولا کہ چھوٹی حضور نے آپ کو تسلیم کہی ہی اور بڑی حضور
نے سلام کہا ہی اور خورشید گوہر پوش سے بولا ذرا محل مین تشریف
لیچلیے وہان عجب طرح کا ہلڑ ہو رہا ہی پیر مرد نے کہا بیٹے پہلے محل مین
ہوآئیے پھر کہین آیئے جایئے شاہزادہ محل مین گیا ملکہ مہ جبین نے کہا
مین نے سنا ہی کہ آپ کا عزم بالجزم ہو گیا مگر سلامتی سے تن تنہا
خیر مجیر توجہ فرمایئے گا یا نفرمایئے گا یہ تو کہیے اپنی پری صاحب کو
کسکے پاس چھوڑ جایئے گا یہان تو سوت سوتیلون کا کارخانہ ہی شمنونکا
زمانہ ہی معشوقۂ خاص کو کمر سے باندھ لیجے پھر کہین آنے جانے کا

ارادہ ہے کہ خورشید کوہر پوش نے کہا جی ایک کو ہنساؤن ایک کو
رولاؤن اوسی سا تم لیجاون تمھین چھوڑ جاؤن یہ کیون نہین کہتین کہ مجھے اپنے
ماں باپ کی جدائی گوارا نہین وہی پیاری ہین اور کوئی پیارا نہین ملکہ
بولی جی آپنے اصرار کیا مین نے انکار کیا ذرا ادھر دیکھیے ادھر یہ خفت
میرے سر آنکھون پر وہ بولا مجھے تمھارے ماں باپ کے ملال کا خیال تھا
اس وجہ سے تمھارے آنے جانے کے باب مین کچھ نہین کہا اچھا اب کیا
گفتگو ہی یہ تو میری عین آرزو ہی ملکہ زہرہ جبین سے پوچھا کیون حضور
آپ انکی رخصت پر راضی ہین حضرت کی رضامندی ہی مجھے تو آپ صاحبون کے
حکم کی پابندی ہی وہ بولی میان فقیر بادشاہ کسی نے بھی بیٹی کو بٹھایا ہی
مین نے انکا گھر بسایا ہی یا اپنا گھر بسایا ہی جب بیٹی کو بیاہ دیا پھر اوسکا
شوہر مختار ہی انکا تمپر دعوی ہی تمکو انپر اختیار ہی ہم لوگون سے کیا پوچھتے ہو
جو کچھ کہنا ہو انھین سے کہو جہان چاہو بٹھاؤ جہان چاہو لیجاؤ غرض
یہان ملکہ اور شاہزادے مین تقریر ہوئی وہان وزیرزادی قمر طلعت کی

گریبانگیر ہوئی آخر کار جب گفتگو دن کا طول ہوا تو شاہ صاحب نے
خورشید گوہر پوش سے کہا میان فیاداری مین تجرد کیسا پابندی مین
آزادی کجا اچھا ان صاحبونکو بھی ساتھ لے لو اب جیسی پڑے ویسی جھیلو
تنہائی مین یہ مصلحت تھی یہ حکمت تھی کہ بعمل طی الارض پہونچ جاتے
مرحلۂ دشوار گذار پیش نہ آتی اب عورتون کی ہمراہی ہی اس عمل کی
مناہی ہی مرشد نے کہدیا ہی کہ حد فقر سے نگذرنا عورتونپر اس عمل کا مقصر
خیراب ایک اور سبیل ہی یہ بھی گویا طی الارض کی دلیل ہی اون مائیون سے
کہدو کہ مردانی سواری منگوائین اور مردانے لباس مین
آئین پس جو شاہ صاحب نے فرمایا اوسی صلاح نی قرار پایا

رخصت ہونے مہمانوں کی اور حمد خدا بیان کرنے میں

عزیمت ہی رندوں کی ساقی بہوش
پلا جام رخصت دمادم نای و نوش

نہ دست کرم اور دم بھر رکے
کہ یاران صحبت کمر کس چکے

روا رو کا عالم ہی حیلت کا عزم
کہان پھر یہ مجلس کہان پھر یہ بزم

پریشان ہین زل منتشر ہمنشین
زمانے کی گردش ہی راحت نہین

خرابی ہی دنیا مین انجام کار
پے نشہ لازم ہی رنج خمار

طلاطم مین کشتی مے تھا منا
غضب ہی تباہی کا ہی سامنا

دم کوچ بھی کہدے ای باکرم
کہ مل لین صراحی و ساغر بہم

لبالب ہو پیمانہ آرزو
خم بادہ ہو دست بوس سبو

نہ ہی دور مستی نہ وقت سماع
پڑھے آ کے پیر مغان الوداع

قاطعان راہ فرحت وسرور رہروان طریق بہجت وسرور جادہ پیمایان منازل کامرانی قدم کشایان مراحل شادمانی یعنی جویندگان طریق خوش بیانی و پویندگان جادہ تیز زبانی اس سرگذشت کو بزم معنی مین

یون جلوہ گر کرتے ہین کہ جب تجویز شاہ صاحب بالاتفاق روانگی ٹھہر گئی
دن اہتمام سفر مین گذر گیا رات ایک ایک سے رخصت ہونے مین
گذر گئی قریب صبح مُنہ اندھیرے ساتون مسافر برآمد ہوکر سوار ہوئے
گویا سبعہ سیارہ نمودار ہوئے شاہ صاحب کو بھی ایک راہوار سبکرفتار پر
سوار کیا اور جو اوس مرشد کامل نے کہا وہ مسلک اختیار کیا چلنے والے
چلے دیکھنے والون نے ہاتھ ملے صدمۂ مفارقت سے عزیز و قریب سب
اشک فشان ہوئے مسافر روان ہوئے یا آنسو روان ہوئے ناکے
سے نکل کر آفتاب کو مُنہ پر لیا اور راہی ہوئے آبادی سے نکل کر
جنگل مین پہنچے وہ صحرا تھا یا عدم کا صحرای وحشت انگیز تھا وہ میدان
تھا یا عرصۂ رستخیز تھا چار دن مین مرحلے اوس جنگل کے طے کیے
پانچوین دن دو پہاڑ دکھائی دیے وہ پہاڑ تھے یا شبیہ برج دو پیکر
جڑ اونکی زمین مین اور چوٹی اونکی آسمان پر راہ اونھین کے درمیان کی
صدفاصل تھی آیندورفت کو نہایت دقت اور مشکل تھی غرض مین وہ دیو نکا

برابر جانا غیر ممکن تھا اندھیری کی یہ کیفیت تھی کہ وہان رات تھی اور
جگھہ دن تھا اوس کوہ دو پیکر کے اتصال سے متردد و راہ غربت حیران
ہوئے اور وہ تنگنا سے دیکھکر بہت پریشان ہوئے شاہ صاحب بولے
اس پہاڑ کو جوزا کوہ کہتے ہین بنی جان پردۂ قاف کے اکثر اسکے
دامن مین رہتے ہین اسکے اوس طرف دریاے عمان کی لنگرگاہ ہی
وہان سے ملک گوہر نگار کی سیدھی راہ ہی انشاء اللہ جہاز پر سوار ہوئے
اور سیدھے وطن پونہچے اب کچھ فکر کی جگھ ہی نہ تردد کا مقام ہی بشرط
باد مراد ایک چلے مین یہ چلہ تمام ہی مگر عجب قدرت خداوند تعالے ہے
دنکو اس راہ مین اندھیرا ہی رات کو اوجالا یہ جو جڑی بوٹیان نظر آتی ہین
شبکو یہی شمع و چراغ بنجاتی ہین حاصل اس بیان سے یہ ہے
کہ اتنا دن اوس درے مین دم لو بعد مغرب ہین روشنی مین نکل چلو
یہان تو اتباع حکم تھا پس جو شاہ صاحب نے فرمایا اوسپر عمل کیا ابیات

کیا نا گہان چرخ نے انقلاب	ڈھلا دن چھپی طلعت آفتاب

ہوئی محفل افروز گردون شفق	کہے تو کھلے گل طبق در طبق
پہاڑون نے پائی تجلی طور	وہ پھولون کی خوبیون کا وہ نور
زمین پر نظر آئی تارون کی صف	چراغان ہوا ہر جگہ ہر طرف

وہ تنگ نائی ظلمت اور روشنی سے ایسی روشن ہوئی کہ چونٹی تک زمین کی نظر آنے لگی ان مسافرون نے مغرب عشا کی نماز پڑھی اور کچھ دعوت عشا کی گھوڑے وہین چھوڑے پیروی پامردی کی یعنے پیدل ہو کر رہ نوردی کی راتون رات وہ مرحلہ سر ہوا صبح ہوتے لنگر گاہ مین گذر ہوا دریا کے شور نے کان کھولے آدمیون کی آہٹ پاکر ترائی کے جانور بولے پانی کی طغیانی نے نوح کا طوفان یاد دلوایا موجون کو گرداب سے اور گرداب کو موجون سے دست و گریبان پایا جہازون کا جھومنا دیکھکر دل لہرائے مستولون پر بوٹے نشانون کے اوڑتے نظر آئے اتفاق سے ایک جہاز کا سمت مشرق لنگر اوٹھا چاہتا تھا شاہ صاحب نے ان سبکا بھی نول دیدیا بس ان لوگونکو مرکب آبی پر

سوار کیا اور آپ رخصت ہو کر تجرد اختیار کیا ادھر لنگر اوٹھا بادبان
کھلا وہ راہوار دریائی ایک مرتبہ گرم رفتاری پر تُلا جزر و مد نے آکر
استقبال کیا جس وقت وہ مرکب بڑھا خورشید گوہر پوش نے
آسمان کی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا

دریں بحر بے کراں کشتی فگندیم	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

دو دن تک تو باد مراد رہی تیسرے دن ہوا خلاف ہو گئی مرکب طوفانی ہوا
سامان تباہی و پریشانی ہوا معلم بھی گھبرایا ناخدا بھی گھبرایا نہ اوسے
کچھ بن آیا نہ اسے کچھ بن آیا جاشوون نے شور کیا لنگر ڈالدیے
شراعی کو گرادیا جہاز کروٹین لینے لگا موجہ مستول کو شکست دینے لگا
مسافرون کو طرح طرح کی صدمے اندیشے گذرنے لگے بلک بلک کر
دعائین کرنے لگے خورشید گوہر پوش نے قمر طلعت سے کہا عافیت
مین فتور ہی دیکھا چاہیے اب تقدیر کو کیا منظور ہی آسمان فی عین
مجھدھار مین دغا دی اب ویرانہ ہی نہ آبادی غرض وہ طوفان کھا کر

کشتی نشینون کا دل اولٹ گیا جہاز کا بھی اس صدمے سے سینہ پھٹ گیا
تختہ تختہ جدا ہو گیا گویا شیرازہ اجزای بدن کا وا ہو گیا شناورون کے
ہاتھ پاون پھول گئے اوس طلاطم مین پڑکر ساری شناوری بھول گئے
ہر ایک اپنی تباہی پر آنسو بہانے لگا بعض شخص غوطے کھانے لگا کوئی
ڈوب کر اوبھرا کوئی تہ نشین ہوا کسی کو نہنگ و سوسمار نے زیر حلق کیا
کسی کو بھنور نے چکر دے کر بٹھا دیا بعضے مستول سے لپٹے اور غلطان
پیچان ہو کر رہ گئے بعضے اون ٹوٹے ہوے تختون پر کہین سے کہین بہ گئے
شاہزادے کے ہمراہیون کا یہ حال ہوا کہ مرد ایک تختی پر ہے اور عورتین
ایک تختی پر ہر مین موجون کے تھپیڑون سے یہ کسی طرف بہ گئے وہ کسی طرف بہ گئین

در پے جور و ستم چرخ جفا کار ہوا	تفرقہ عاشق و معشوق مین یکبار ہوا
پھر بنی جان پہ پھر غربت و فرقت آئی	پھر مقدر نے جدائی کی گھڑی دکھلائی
اہل دل مورد آفت ہین فلک ہو کہ زمین	سچ ہی تقدیر سے عاشق کو کہین چین نہین

خورشید گوہر پوش ملکہ کا نام لے کر روتا تھا قمر طلعت اور سیار

وزیرزادیون کے لئے اشکبار ہوتا تھا اودھر وہ چارون عورتین گرفتار
بلا تھین نئی مصیبت مین مبتلا تھین کبھی گریہ وزاری تھی کبھی سکوت تھا
وہ تختہ اون مردہ دلون کے حق مین گویا تختۂ تابوت تھا انھین اپنے ڈوبنے کا
نہ اونھین اپنے ڈوبنے کا ملال تھا عاشقونکو معشونکا اور معشونکو عاشقونکا خیال تھا

تلاطم ہی ای ساقی مہ لقا — نہ ہی نوشدارو نہ آب بقا
قدح خوار گرداب آفت مین ہین — خبر لے کہ میکش مصیبت مین ہین
فلک نے پھنسایا ہے مجھدھار مین — ڈبویا ہے دریای ذخار مین
اوٹھائی یہ افتاد وقت خمار — کہ ہستی مین ہو چے نہ انجام کار
بڑا تھے ہے آشنا ڈوب جاین — وہ تدبیر کر رند غوطے نہ کھاین

یہ ہین بیچ مین اور گرداب ہی	ہجوم بلا دور گرداب ہے
کہان جوش مے اور کہان جوش آب	پریشان موجین ہین بیدل حباب
نہین جز تری اب کوئی ناخدا	دم دستگیری ہی ای باخدا
یہ طوفان یہ جز رو مد تاب کے	لگا دے کنارے پہ کشتی مے

کشتی نشستگان محیط طلاقت و روانی مرکب سواران دریای تیز زبانی معلمان بحر فصاحت ناخدایان فلک بلاغت بسم اللہ مجریہا خوانان سفینۂ فسانہ کہن کشتی کاغذ رانندگان بحر سخن جہاز اس احوال شوریدہ مآل کا قلزم بیان مین اس آب و تاب سے روان کرتے ہین کہ جسپر وہ دونون رفیق تھے اور شاہزادہ تھا ساتوین دن وہ تختہ ایک پہاڑ کے تلے جا لگا یہ کوہ مین جو درخت تھے اونکی ٹہنیان پانی مین لٹکتی تھین گویا ان تباہی دونکے آنی کی راہ تکتی تھین یہ آفت کے مارے اون ٹہنیون کی سہاری پہاڑ پر گئے مگر سات دن سی بیخور و خواب تھی خشکی مین پہونچتے ہی غش کر گئے کسل طبیعت نے ایسا سولایا کہ آٹھ پہر کے بعد ہوش آیا

خورشید گوہر پوش نے آنکھین ملکر سر اوٹھایا اور یہ مطلع پڑھکر آنسو بھر لایا

رسیدہ ایم بجائی کہ کس بما نرسد | باوج بیکسی ما پر ہما نرسد

قمر طلعت نے بھی شکوہ انقلاب کیا اور آسمان سے اس طرح خطاب کیا

تو ظلم کردی و خواہم ترا سزا ندہد | خدا کند کہ بفریاد من خدا نرسد

سیار نے کہا اس سے کیا فائدہ جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا شکر کرو آفت سے پیڑ چھوٹ

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد | ہوا گر آسمان کو دشمنی ہی دنیا گذشتنی ہی

اور مصیبت دنیا بھی گذشتنی خورشید گوہر پوش نے کہا بھائی مین

اپنی مصیبت پر نہین روتا ہون ہاے ملکہ مہ جبین کی مفارقت مین

جان کھوتا ہون خدا جانے اوسپر کیا گذری بچی یا ڈوب گئی یہ کہتے

ہی دلیر قابو نر ہا بی اختیار کلیجا ہاتھون سے تھام کر یہ کہا

چھوٹ جائین غم کی ہاتھونسے جو نکلے دم مین | خاک ایسی زندگی پر تم کہین او ہم کہین

سیار بولا اللہ قادر ہی اوسکی رحمت کا حال ظاہر ہی مسبب الاسباب نے

اوس بیڑے کو بھی سنبھالا ہوگا جس طرح تمکو اس طوفان سے نکالا

اسی طرح اوسکو بھی نکالا ہوگا وہ جامع المتفرقین ہی اوسکی عنایت سے
پھر ملنے کا بھی یقین ہی الحاصل سیارے اون دونون کو سمجھایا اور
باتون مین لگاکر آگے بڑھایا چند قدم آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہین کہ
اک تختہ زمرد ہی گویا نمونہ بہشت برین وہ ہری ہری دوب ہی
یا سبزہ روی محبوب ہی ہر شجر اہل جنت کی طرح حلہ پوش ہی ملاحت کا
شور ہی لطافت کا جوش ہی ہر جڑی بوٹی زمرد کا آویزہ ہی خوردہ مینا
جو سنگریزہ ہی زمین آسمان کی ہمسر ہی بلکہ سرسبزی مین اوس سے
بہتر ہی اوس سرزمین کی طرفہ تاثیر ہی جو طائر ہی طوطی نظیر ہی صانع قدرت
کی عجب صناعی ہی ہر مرغ خوش الحان کی زبان پر یہ رباعی ہے

غنچون مین نمو کلون مین رعنائی ہی	سبزہ کیفی ہی سرو مینائی ہی
اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھو	ہی آنکھ وہی جسکی کہ بینائی ہی

سامنے ایک چشمہ چشمہ خضر کا جواب ہی جس سے آب حیوان کو حجاب ہے
اوس مین کسی چیز کی آمیزش نہ کائی ہی مگر قدرت خدا سی پانی کا ہی ہے

اوسکے کنارے پر ایک انار کا درخت ہی وہ بھی سراسر سبز بخت ہی
پھل کا کیا ذکر سبزی کا یہ حال ہی کہ پھول اور پتی مین تمیز محال ہی
ٹہنیان اوسکی مثل پیوندی درخت کی زمین پر لوٹ رہی ہین انصاف
کہہ رہا ہی کہ طوبیٰ کی ڈالیان یہی ہین قرینے سے پایا جاتا ہی کہ یہ انار ہی
ورنہ شناخت دشوار ہی سیّارے اوسکی قریب جاکر تین انار توڑے
اور علی السویہ تقسیم کیے کہا بقدر رمق کچھ کھانا ضرور ہی آدمی قوت
لایموت سی مجبور ہی اللہ کی قدرت دیکھیے اون انارون کے دانے
بھی سبز تھے وہ دانے کھائے اوس چشمے کا پانی پیا اور انقلاب
روزگار نے قلب ماہیت کا پیغام دیا لباس جسم سے مثل برگ خزاندیدہ
کے گر گیا سبز بختی کی تاثیر سے مُنہ پر پانی پھر گیا کلیان پھوٹین پر پرزے
تیار ہوئے طرفۃ العین مین آدمی طوطے بن گئے مگر واہ ری قسمت
طوطے کی صورت ہوتی ہی زبان لال ہوگئی طلاقت امر موہوم اور
گویائی خواب وخیال ہوگئی گھبراکر ایک ایک کا مُنہ دیکھنے لگا

لیکن خواہش تقدیر سے چارہ کیا تھا کچھ وہین بیٹھے رویا کیے آخر اوٹھکر
ایک درخت پر جا بیٹھے ہای ہای عجب صدمہ تھا عجب اضطراب تھا یہ واقعہ ہے
گویا گونگے کا خواب تھا زبان کے بند ہونے سے دم گھٹا جاتا تھا
ہر مرتبہ کلیجہ مُنہ کو آتا تھا رہ رہ کر آنسو بہاتے تھے پھڑک پھڑک کر
ٹہنیون سے مٹکراتے تھے جب دانے پانی کا خیال آتا تھا تو پہلا
دھوکا کھانا یاد آجاتا تھا آہ آہ اوس صورت مین کھانا پینا کیسا عالم اقتضا
اور حالت سکرات مین جینا کیسا مگر عقل و فہم مین تو کچھ قصور نہ تھا دل و دماغ
مین کسی طرح کا فتور نہ تھا باوجود اس کیفیت یاد معشوق ہر گھڑی تھی عشق
کی پھانسی گلے مین پڑی تھی اوس چشمے سے کنارہ کش ہوئے ترک
آب و دانہ کیا وہ درخت جو بیخ کوہ مین تھے اوپر جا کر آشیانہ کیا یعنی
جہازون کے عبور و مرور کی وہی راہ تھی بس یہین خیال آٹھ پہر پانی پر
نگاہ تھی کہ شاید وہ نازنینین اوس تختۂ شکستہ پر ڈوبتی اوچھلتی ادھر آنکلین
تو وقت آخر پھر ایک نظر وہ صورتین دیکھ لین واحسرتا وہ آرزو بھی پوری

نہوئی چرخ ستم پیشہ سے اس ظلم پر بھی کفایت نکی زمانہ اپنی نیرنگی سے نہ باز آیا
وہ تختہ تو اودھر نہ آیا مگر ایک سوداگر کا دودی جہاز آیا مالک جہاز عشی پر
سیر آب کرتا اور شکار کھیلتا چلا آتا تھا مچھلیون کو شست سے کھینچتا تھا
اور طایرونکو تیر سے گراتا تھا شاہزادہ تو خدنگ حوادث کا نشانہ تھا اوس
جہاز کا برابر آنا تھا کہ تیر کا آنا تھا ایک تو دلپر صدمہ تھا تیر کا دوسرا صدمہ
سہا بیچارہ بازو کا زخم کھاکر جہاز مین جا رہا صیاد نے شکار پایا معًا چھری
لیکر برابر آیا خورشید گوہر پوش نے دل مین کہا انا للہ وانا الیہ
راجعون یہ ذبح ہونا ہے یارا دوست مین شہادت کا شگون ہے

زخمی جگر پہ تیر لگا یک نشد دو شد	مرتے ہوئے کو ذبح کیا یک نشد دو شد

غرض اُدھر صیاد نے قصد تکبیر کیا اِدھر شاہزادے کے رفیقون نے
شاہزادے کو آکر گھیر لیا کبھی سوداگر کے ہاتھ پر پنجے مارتے تھے کبھی
بزبان بیزبانی اس طرح پکارتے تھے کہ ای شخص بیدرد اس غریب کو چھوڑ دے
خدا کے واسطے خون ناحق گردن پر نہ لے ارے طائر نہین ہمارا یہ آدمی ہے

اری یہ آفت کا مارا ہی اری یہ آقا ہمارا ہی ہای ہای یہ آپ مرتا ہی ہای ظالم کیا کرتا ہی
جب سوداگر نی اوس بیتابی و بیقراری پر کچھ التفات نکیا تو اون جانبازون
نی شاہزادے کے گلے پر گلا رکھدیا یعنے پہلے ہم دونون کو ذبح کر پھر اسکے
خون مین ہاتھ بھر یہ ماجرا دیکھکر تاجر کو نہایت تعجب ہوا اب سُنیئے کہ فصد
اوس زبان بندی کا علاج تھا وہ تیر باز و پر کیا لگا فصد سر و کھل گئی بمجرد
اوس فصد کھلنے کے گویا زبان گفتگو کھل گئی اوس اسیر پنجۂ تقدیر نے
آہستہ کہا ای شخص ہاتھ روک ورنہ پچتاے گا بھلا ایک مشت پر کے ذبح
کرنے سے کیا ہاتھ آے گا سوداگر بھیا نک ہو کر ادھر اودھر دیکھنے لگا
کہ یہ کسکی آواز ہی شاہزادہ پھر دوبارا گویا ہوا کہ بھائی متوحش نہو خداوند عالم
بڑا کارساز ہی تجھے شکار کا جویا کیا مجھے اس بہانی گویا کیا اللہ اللہ چشم زدن مین
مجھ بیزبان کی گویائی کا سامان ہو گیا پیکان تیر گویا میری حق مین زبان ہو گیا

اللہ ری بندہ نوازی اوسکی	ہی لائق حمد بے نیازی اوسکی
خالی نہین حکمت سے کوئی فعل حکیم	مشہور جہان ہی کارسازی اوسکی

سوداگر نے یہ طلاقت وفصاحت سنکی اوس صید پر شکستہ کو ہاتھ پر بٹھالیا
اور بجال شفقت ومرحمت استفسار حال کیا کہ ای بیزبان بس زیادہ حیران کر
تداپنی سرگذشت بیان کر خورشید گوہر پوش نے جستہ جستہ اپنا
افسانہ سنایا آپ بھی رویا اور تاجر کو بھی رولایا سوداگر نے کہا پھر بھائی
اب تو اپنے جامے مین کیونکر آئی شاہزادی نے اک آہ سرد کھینچکر کہا
خدالائی ای برادر صورت اصلی کیسی مجھے تو زبان کھلنے کی بھی امید نہ تھی
خیر خدا مسبب الاسباب ہی وہ صورت بھی دکھائیگا انشاء اللہ ایک دن
یہ پیرایہ بھی بدل جائیگا اوسکی رحمت سے ہر شخص نے مژدہ پایا ہی لاتقنطوا
من رحمۃ اللہ قرآن مین آیا ہی اگر تیری ذہن مین کوئی اسکا تدارک ہو
تو بہتر ورنہ نظر برحمت ایزدی تامل کر لیکن میری ان دونون رفیقون کی بھی
فصد مین کھل جائین کہ یہ بیچاری بھی صدمۂ زبان بندی سے نجات پائین
سوداگر نے اپنا بکس طلب کیا اوسمین سے ایک ڈبیا مرہم سلیمانی کی اور
ایک نشتر نکال لیا اون دونون کے بازو کی بھی فصد کھولدی اور

ہر ایک کے زخم پر مرہم سلیمانی لگا دیا وہ نشتر تھا یا کلید گنجینۂ اسرار
کہ بات کی بات مین قفل کام و زبان کھل گیا یا انگشت شہادت تھا
جسکے ناخن تدبیر سے عقدۂ عقد اللسان کھل گیا وہ بیزبان بشاش
و فرحناک ہو کر برنگ بلبل ہزار داستان غزلخوان ہوئی
یعنے خدا کی حمد مین اور صیاد کے شکریہ احسان مین ترزبان ہوئی
کہتے ہین کہ وہ تاجر جزیرۂ اسکندریہ کا رہنے والا تھا اور وہ جن
جاتا تھا ان عاشق تنون کو بھی اپنے ساتھ وہین لیتا گیا ہاں
پہونچکر شام سے صبح تک یہی داستان درد انگیز تھی اور یہی کہانی
وحشت خیز تھی کبھی ذکر عیش کبھی بیان مصیبت کیا کسی مقام پر
اوس صاحب دل کو ہنسا دیا کسی مقام پر رولا دیا سو اگر ہر شخص سے
یہ ذکر کرتا تھا کسی کو یقین آتا تھا کسی کو نہ آتا تھا مگر جس سے یہ صورت
بدلتی کوئی ایسی تدبیر نہ بتاتا تھا

صحرای ہولناک و از تختہ برآمدہ بہوش افتادن بر روی خاک
و بعد ساعت از عطر بیزی نسیم آمدن بہوش و گریان شدن از درد
ہجران و یاد خورشید گوہر پوش و رسیدن بہ ماس جنی کوکہ یاسمن پری
سیہ کنان زین حال و بردن این ہر چہار جانان عاشق تن را جانب قاف بعد
قال و مقال و فرستادن گلبدن پری جنیان تیز پر بجاسوسی شہر یار
و تلاش نمودن بلاد و امصار و صحرا و کہسار و رسیدن یکی از انہا
در شہر اسکندریہ بخانہ سوداگر و بشنیدن گفتگوی آن ہر سہ طوطیان
زمردین منقار سبز پر بعد اظہار حال تمام اختیار خود بدست خورشید شاہ
سپردن و حسب الاجازت شاہزادہ بہ سہ عاشقان اجانب کوہ قاف
پرزدن و بازملاقات عاشق و معشوق با دل ریش ریش و بحالت
خویش آمدن شاہزادہ و قمر طلعت و سیاز امداد در رویش حقیقت کیش +

بتا ساقیا دخت رز کا نشان	کہ ہی رنج فرقت سی ہونٹھون پہ جان
گیا نور تاریک ہی سب جہان	کہان ہین وہ یاران صحبت کہان

کدہر ہی وہ بدمست رندون کی صف
نہ شیشہ بغل مین نہ ساغر بکف

سنا ہی کہ باد مخالف چلی
ہوی فاش راز خفی و جلی

گھٹا یاس و اندوہ کی چھا گئی
تباہی مین کشتی مے آگئی

مے آتشین نے کیا سوز و ساز
ہوا تختہ تختہ وہ دودی جہاز

وہ تختے ہین رندون کی لخت جگر
خدا جانے موجون مین پونہچی کدھر

پریشان ہین دیوانی ای نیکبخت
وہ تختی شکستہ ہین پریونکی تخت

بس اب کشف اسرار کی دی خبر
کھلے باغ آئی وہ تختہ نظر

پلا بادۂ ارغوانی پلا
مگر پھلے پھولے ہوؤن کو ملا

یہ محفل نشین ہین کہ ماتم نشین
نہین لطف صحبت کا بی ہمنشین

کشتی شکستگان بحر ذخار شور بختی و سرگردانی طوفان آشنایان قلزم ناپیدا کنار حیرانی و پریشانی آفت رسیدگان باد مخالف بدبختی تباہی زدگان نسیم ناسازگاری طپانچہ خوردگان چار موجۂ غم دریایان دریا بردگان سیلاب الم فراوان اس ماجرای طوفان انگیز اور سرگذشت

تباہی آمیز کو بچشم اشکبار و دل بیقرار اس طرح گوش آشنای سامعین
کرتے ہین عاشقون کا تو یہ حال ہوا اب سنیے کہ معشوقون کا کیا حال
ہوا وہ تختہ جسپر وہ نازنینین تھین کبھی بہاو مین آکر بڑھجاتا تھا کبھی
بھنور مین پڑکر گردش کرتا ہوا پھر آتا تھا دن کو دھوپ اور لُو ستاتی تھی
رات آتی تھی تو اور آفت آتی تھی وہ شب کی تاریکی وہ سناٹا وہ
ہوائین وہ کرارون کا گرنا وہ پانی کی ہیبت وہ جانورون کی
صدائین ہوجے مینڈھے لڑاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے
دھارے سے جو قہقہہ کی صدا آتی تھی روح اون بیچاریون کی تحلیل
ہوئی جاتی تھی ایک دوسری سے کہتی تھی اس اندھیری سی ساون
بھادون کی اندھیری رات ہی کیا دنیا مین جدائی کی یہی رات ہی
اوسی حالت مین چکئی چکوی کے سوال و جواب سنکی اور صدمہ ہوتا تھا
گویا کوئی کلیجے مین برچھیان چبھوتا تھا ہمدرد کی فریاد پہ کان لگاتی تھین
یہ کہکر آنسو بہاتی تھین انھین بھی ہماری طرح اضطراری ہای ہای ایک اس پار ہی

ایک اوس پار ہی مالک سب کی پچھر طی ملائے اللہ یارات کیسکو ند کھائے
مگر انھین ملنے کی آس ہی ہم نے نصیبون کی طرح نہ یاس ہی ہماری چاہنے والے
خدا جانے کس موج مین پڑ گئے ہی ہی بسے بسائے گھر اوجڑ گئے غرض تین
دن کے بعد اس تختے نے بھی جا کر ساحل سے سر ٹکرایا کشان کشان
ان غریبون نے آپ کو خشکی مین پونہچایا زمین پر قدم رکھنا تھا کہ بدن
سنسنایا آنکھون کے تلے اندھیرا آیا ملکہ نے وزیرزادی کے شانے پر
ہاتھ رکھدیا اور وزیرزادی نے ملکہ کے سنبھالنے کا ارادہ کیا مگر جب
دوران سر آنکھون پر بیہوشی کا پردہ نہ ڈالتا تو البتہ اوس حالت مین
ایک دوسرے کو سنبھالتا کسی نے کسیکو سنبھالا نہ کچھ دیکھا بھالا چلین
نہ پھرین جہان تہان تھین وہین تڑاق تڑاق غش کھا کھا کر گرین پھر
دوپہر کے بعد جو ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک جنگل ویرانہ ہی عجب ہو کا مقام ہے
عجب وحشت کا کارخانہ ہی درخت ہین نہ جھاڑیان ہین چارون طرف
ریت کی پہاڑیان ہین راہ کے ملنے کا وہم وگمان نہین زمین پر سبزی کا کیا ذکر

کہین پگ ڈنڈی کا بھی نشان نہین یہ دیکھکر اور اون غریبون کو قلق ہوا
مُنہ پر مُردنی چھائی رنگ فق ہوا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا آہ کیا اندھیر ہے
مقدر کا پھیر ہی یہ میدان ہے یا وہی طوفان ہی اب یہان سی کدھر جائین گے
یونہین پھڑک پھڑک مرجائین گے یاسمن نے کہا بہن جدھر مُنہ اوٹھجاے
اودھر چلی چلو کیا عجب ہی زمانہ کروٹ لی شاید اون بچھڑون سے کوئی
آملے امتحانی بات ہی جب ہر طرف سے یاس ہوتی ہی اور نہایت شدت
ہراس ہوتی ہی یعنی زمانہ تہلکے مین ڈالتا ہی تو الله کوئی نہ کوئی صورت نکالتا ہے

مشکل کو کسی طرح سی مشکل نہ سمجھ	ہر نقش کو داغ جگر و دل نہ سمجھ
دریا ہو کہ دشت کوہ حافظ ہی وہی	ای محو بلا خدا کو غافل نہ سمجھ

بس ادھر تو ان بیچاریون کو اضطراب تھا اور کوئی مشورہ قرار نپاتا تھا
اودھر ارماس جنی کو کایاسمن کا لب دریا سیر کرتا چلا آتا تھا وہ یاسمن
کی آواز سنکے گھبرایا قریب آیا تو عجیب واقعہ نظر آیا دیکھا کہ یاسمن
باحال تباہ رو رہی ہی یعنی خاک پر بیٹھی آنسوون سی منہ دھو رہی ہے

بیتاب ہوکر چلایا کہ ای بہن تو کہان اری میری شاہزادی کہان یہ ٹاپو
کہان خدا کے لیے جلد کہو کیا آفت پڑی کیا ستم ہوا کیا مصیبت
پڑی یاسمن نے بھی پہچانا اوسکے آنے کو تائید غیبی جانا کہا ہای بھائی
کیا کہون کیا ہوا چھٹی کی رات کا لکھا پوا ہوا بھلا ہمین تو موجون کی تھپیڑے
یہان تک لائے یہ تو کہو تم کیونکر آئی وہ بولا مین بیت المقدس کے
طواف کو گیا تھا اس جنگل کی فضا اور دریا کی ہوا خوش آیند تھی
اسوجہ سے ذرا کنارے پر ٹھہر گیا یاسمن نے اپنی کیفیت سنائی
تمام مصیبت دوہرائی ارماس نے رو کر کہا پھر اب شاہزادی کا اور
اوسکے رفیقون کا تو کہین پتا نہین اس درولا علاج کی کچھ دوا
نہین چلو اب مین تمھین پردۂ قاف مین لیچلون اور تمھاری
مان کے پاس پونہچا دون وہ بولی بھلا بھائی مین گھر کی آہ لون
اور ان ہمدردون کو اسی جنگل مین چھوڑ دون وہ بولا تنہا کیون چلو
انھین بھی ساتھ لیلو ملکہ بولی نہین بہن ہمین یہین رہنے دو جس طرح

شاہزادے کو صبر کیا ہمین بھی صبر کرو ہای خورشید شاہ تو تباہ ہوا اور
ہماری قسمت و براہ یہ جینا مرنے سے بتر ہی دم آنکھون مین ہی جان
ہونٹھونپر ہی اراماس نے کہا یہ تو خدا سے لڑائی ہی اوسکی مشیت مین
کچھ گذرا ہی تم صاحبون کے دل مین کچھ سمائی ہی جسکے دل مین درد ہے
اوسی یہان آرام ہی نہ وہان آرام یہ نقل و حرکت تو محض برای نام ہی المختصر
اوس بیچارے نے بہت سی فہمائشین کین آخر وہی تختہ جو کنارے پر
آلگا تھا اوسے نکالا اور کچھ لکڑیان مستطیل نکالین شست اوسکی کمر مین
تھی اسباب بندش کی فکر ہوئی وہ لکڑیان اوس تختی مین باندھکر
ایک تخت بنایا اور بکمال منت و اصرار اون ماتم نشینون کو اوسپر
بٹھایا کاندھے پر رکھا اور مائل پرواز ہوا آدم زادون سے کہا
خبردار زمین کیطرف گردن نہ جھکانا اندیشے کی جگہ نہین کچھ خوف
نکھانا بس ان باتون مین لگایا اور قاف مین اوڑا لایا یہان بھی
ان ماتم زدون کے پہونچنے سے ایک ماتم ہوا علی الخصوص گلبدن کو

حد سے زیادہ غم ہوا کیونکر نہوتا بیٹی داماد کا واقعہ تھا مگر وہ تو بڑی
مدبرہ تھی دل مین سوچی کچھ فکر کرنا ضرور ہی رو پیٹ کر بیٹھ رہنا عقل سے
دور ہی اسکی جستجو چاہیے اسمین صلاح و گفتگو چاہیے ارکان دولت کو بلایا
اور تمام یہ قصہ سنایا کہا تم سب کی رای مین کیا آتا ہی وہ لوگ ڈوب گئے
یا زندہ رہے جو جسکے قیاس مین آئی اپنے اپنے طور پر کہی ہر شخص
خاموش رہا مگر ایک پیر کبیر السن نے کہا میرے نزدیک تو وہ لوگ ڈوبنے
نہین نکلے ہونگے کہین نہ کہین جہاز جب تک قائم ہی سب طرح کا دغدغا ہی
جب تختے تختے جدا ہو گئے پھر نہ طوفان ہی نہ ہوا ہی پانی جب ٹکر کھاتا ہی
تو جہاز طوفان مین آتا ہی تختے کی کیا بساط کہ پانی کو روکے بی تکلف
پھٹ جاتا ہی ہلکا پھلکا ہو کے تختہ تو حباب ہی حاجب ہوا ہی نہ مانع آب ہی اوسی
ڈوبنے کا ڈر ہی نہ موج و گرداب سے ضرر ہی جس طرح یہ تختہ کنارہ پر آلگا
اسی طرح وہ تختہ بھی کنارہ پر جا لگا ہو گا یقینی ایک نہ ایک جگہ اوسکا بھی
کچھ نشان اور پتا ہو گا گلبدن پری بولی میری بھی رای یہی ہی یہ بات موافق

عقل کے بھی ہی اور موافق تجربے کے بھی ہی چار جنون کو حکم دیا کہ یہان جلد
جاؤ ہر جزیرے مین ڈھونڈو اور اون لوگون کا سراغ لگاؤ سنتے ہی
وہ آتش مزاج ہوا ہوئے اور تمام جزیرون مین پھیل گئے

تہ دل سے ہر اک نی کی جستجو — پھری ڈھونڈھتے جا بجا چار سو
بجز خاک اوڑانے سے ہنگام گشت — نہ ساحل نہ ٹاپو نہ کہسار و دشت
کبھی جا کی کرتے تھے پانی مین شور — یہ کہتے تھے پیہم کہ ای بحر شور
سنا حال سلطان والا گہر — وہ بحر لطافت کدھر ہی کدھر
کسی موج سی اسطرح تھا خطاب — بتا کس طرف ہی وہ درِ خوش آب
پہاڑون مین جاتی تھے مثل صبا — کہ شاید یہان ہو وہ شمس الضحیٰ
تجسس مین ہر ایک جاسوس تھا — مگر کچھ نہ ملتا تھا ہر گز پتا

اونھین جاسوسون مین سی ایک جاسوس کا جزیرۂ اسکندریہ مین بھی گذر ہوا
اور ڈھونڈتا ہوا اوس سوداگر کے مکان کے تلے پونہچا کیا سنتا ہی
کہ وہی داستان کوئی شخص کسیکو سنا رہا ہی اور سب سے ٹھیک ٹھیک بتا رہا ہی

دیر تک وہ پتی سنا کیا آخر بہیئت انسانی دیوانخانے مین گیا دیکھا کہ ایک
امیر باصد توقیر صدر تمکنت پر رونق افروز ہی اور گاو پر تین طوطے بیٹھے ہین
مگر وسط مین جو ہی وہ نہایت ادب آموز ہی اوسی کی یہ طلاقت اور گویائی ہے
وہی سرگرم داستان سرائی ہی سوداگر نے جو شخص اجنبی کو دیکھا حیران ہو کر
مستفسر حال ہوا یہ بولا مین مسافر ہون پراگندہ خاطر ہون سینے پر ناخن غم
کی خراش ہی یوسف گم گشتہ کی تلاش ہی یہ افسانہ پر درد سنکے دل دہلتا ہی
اس طوطے کے بیان سے اوسکا پتا ملتا ہی سوداگر نے کہا جسکا اس کہانی مین
پتا ہی اوس یوسف گم گشتہ کا نام کیا ہی کہا اوسکا بھی نام خورشید شاہ ہی
وہ بھی اہی شاہزادی کیطرح تباہ ہی متعلق اوسکے پردۂ قاف مین ہیں
ہین انسان بھی اور پری جان بھی ماتم دار ہین خورشید شاہ ذی بیتاب ہو کر
پوچھا آپ کسکے بھیجے ہوئے آئے ہین کہان سے تشریف لائے ہین اوسنے
جواب دیا بندہ گلبدن پری کا فرستادہ ہی جزیرون کی سیر کا ارادہ ہی
اسنے کہا گلبدن پری یا سمن کی ماں وہ بولا ہان پھر پوچھا آپ ملکۂ جبین کو

ملکۂ حسین کو بھی پہچانتے ہین کچھ اوسکا بھی حال جانتی ہین اوسنے کہا
ملکہ بھی وہین ہی وزیرزادیان بھی وہین سبکی سب بس ایک ہی ماتم مین سوگ نشین
ہین اب ضبط کجا تحمل کجا یہ سنتے ہی شہزادی کی آنکھونسی اشکونکا دریا بہ گیا

خون رویا وہ عشق کا پابند	صدمۂ ہجر ہوگیا دہ چند
منہ سے دوبار آہ آہ کیا	ہوگیا غش رہے نہ ہوش بجا

تاجر یہ ماجرا دیکھکر گھبرا گیا کہا ای شخص خاموش رہ خدا کے لیے زیادہ
نہ کہہ ایسا نہو طائر روح اس غریب کا پھڑک کر نکل جاے بس بھائی اب ایسی
باتین نہ کرنا چاہیے کہ اسے ہوش آئی کہا اری گلاب کے شیشے لاؤ میری
افسانہ گو کے مُنہ پر چھیٹے دو نخلخے سونگھاؤ خدمتگار دوڑکر آئے اور
بحسن تدبیر شاہزادے کو ہوش مین لائے شاہزادے نے سوداگر
سے کہا بس جناب اب ہمین رخصت کیجیے صد پردۂ قاف کی اجازت
دیجیے خدا نے یہ مژدہ سُنوایا الہی شکر بے نشانون کا نشان پایا شاید
اسی حالت مین موت آئی حسرت دیدار تو دل مین نہ رہ جائی تاجر نے

کہا مجھے تو حضور کے سرور سے سرور ہی بندے کو آپ کی راحت منظور ہے
مگر اس کیفیت مین قاف کو پہونچنا محال ہے اگر ہی تو آپ کی تکلیف کا خیال ہی
جاسوس بولا اسکا عبث خلجان ہے بندہ از قسم ہنی جان ہی عزم عزیمت کیا
اور قاف مین پونچا دیا یہ سُنکے سودا گر جای کلام نرہی گردن جُھکا کر یہ بات
کہی سچ ہی پردیسی سے کبھی دل نہ لگائے مسافر کی با تو نہیں ہرگز نہ آئی آپ تو
تشریف لیچلی لیکن مجھ کمبخت کو ایک داغ دی چلے خورشید شاہ نے کہا
انشاءاللہ اس رنج سے بھی نجات ہوگی اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر ملاقات
ہوگی غرض سوداگر تو صدمۂ مفارقت سی آبدیدہ ہوا اور جاسوس اون خضر صورتونکو
لیکر نظرون سے پوشیدہ ہوا یہان تو یہ صورت ہوئی یہ کیفیت ہوئی وہان
اون سوگوارون کی کرب انتظار سے عجب حالت تھی ہر مرتبہ زبان پر موت
کی لذت تھی چشم براہ تھین کہ شاید گرد سواری نظر آئی اور گوش بر آواز
تھین کہ دیکھیے کیا خبر آئی دل ہی دل مین صدمے سہتی تھین آخر گھبرا کر کہتی تھین

یارب تو خبر کیجو قاصد نی دیر کی ہے	یا نامہ گر پڑا ہی یا راہ پھیر کی ہے

یاسمن روتی تھی تو ملکہ سمجھاتی تھی اور ملکہ اشکبار ہوتی تھی تو یاسمن باتونمین
لگاتی تھی وزیرزادی ملکہ کے لحاظ سے اور کسیکا تو نام نہ لیتی تھی بس ہای
صاحب عالم کہتی تھی اور رو دیتی تھی ناگاہ جاسوس ان حلہ پوشون کو لیکر
پونہچا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر تو اور اک ماتم ہوا دونا رنج والم ہوا گلبدن
پری نے جو یہ خبر پائی وہ بھی روتی پیٹتی آئی خورشید شاہ نے ملکہ سے کہا جو
امر تقدیری تھا وہ ہوا اب رونی پیٹنے سے فائدہ کیا انقلاب روزگار نے
اپنا نیرنگ دکھایا یہ بھی غنیمت ہی کہ تم ہمین اور ہم تمھین زندہ پایا ہمین تو
تمسے ملنے کے لالے تھے زمانے نے ایسے تفرقے ڈالے تھے ہزار شکر کہ
خدا نے یہ صورت دکھائی کچھ تو روح نے تسکین پائی اللہ نے چاہا تو
قلب ماہیت بھی برطرف ہوجاے گی رفتہ رفتہ وہ صورت بھی نظر
آئے گی گلبدن پری نے بھی کہا صاحبو گریہ وزاری موقوف کرو
ذرا خاموش ہو کچھ ان غریبون کی سنو کچھ اپنی کہو خدا نے حل مہمات
کے واسطے عقل دی ہی ہر درد کی اور ہر مرض کی دوا پیدا کی ہی اس قدر

مضطرب نہو خیر اسکا بھی تدارک کیا جائیگا آخر کچھ نکھ حکیمون کی تشخیص
مین آئیگا کالبدن کی فہمائش سے وہ نالہ وشیون موقوف ہوا اور سبکی سب ساکت
ہوئین ملکہ اور یامن خورشید شاہ کو اپنے کمرے مین لے گئین اور
وزیرزادیان قمر طلعت اور سیار کو لے گئین تخلیے مین ایک ایک نے
ایک ایک کو پیار کیا اور اس صورت مین بھی شکر پروردگار کیا حکماے
یونانی اور اطباے بوعلی ثانی جمع ہوئے مگر کسی سے کچھ تشخیص نہوئی فقیرون
نے دعا عاملون نے عزیمت خوانی کی وہ طوطی شکر شکن گویا اون غمیون کی
طائر روح تھی اونکے آنے سے زندگی ہوگئی رات دن اونھین سے
باتین تھین اونھین سے ہر طرح کی مشورت اور مصلحت تھی ایکدن ملکہ نے
خورشید شاہ سے کہا صاحب تمنے شاہ صاحب کو اس مصیبت مین یاد
نکیا شاہزادہ بولا ہان صاحب خوب یاد دلوایا وای تقدیر آج تک
اس بات کا خیال نہ آیا ہاے ایسا بدحواس ہوا کہ یہ عمل دل سے سہو ہوگیا شعر

میں اجل کے ساتھ تھا اور موت میرے ساتھ تھی	ای جنون اس درد کی تدبیر اپنے ہاتھ تھی

ملکہ بولی مصیبت کی عالم مین یاد نرہی خیر اب سہی خورشید شاہ نے
کہا اچھا ذرا تخلیہ ہوجای کہدو کہ اب کوئی یہان آنی نپای بس فورًا
بندوبست ہوگیا شاہزادی نے تنہائی مین وہ عمل پڑھا حاضرات
کرتی ہی مرشد کامل آئی یعنی محمود شاہ روشندل تشریف لائی ملکہ نے
دوڑکر قدمون پر سر رکھدیا روکر کہا حضور نے خبر لینے مین بڑا عرصہ کیا
اجی حضرت عجب مصیبت ہی ملاحظہ تو فرمائیے یہ کیا صورت ہی پیر مرد نے
کہا شاید کوہ اخضر پر آپ کا گذر ہوا ہی وہان جاکر انار سبز نوش کیا ہی
اور چشمۂ حیات الحیوان کا پانی پیا ہی شاہزادہ بولا جی ہان یہ اوسی کی
تاثیر ہی یہ بھی اک انقلاب تقدیر ہی ملکہ بولی پھر آپ ہی کچھ اسکا تدارک
فرمائین گے اب حضور ہی انھین ہیئت اصلی پر لائین گے شاہ صاحب نے
کہا معبود کو یاد کرو اوسکی رحمت سے نا امید نہوا وسی کو پر اوس چشمی کا جواب
ہی یعنی اک دوسرا تالاب ہی اوسکا نام حیات الانسان ہی فی الحقیقۃ وہ
بنی آدم کی جان ہی اوس مین جو شخص غوطہ لگاتا ہی ہیئت اصلی آجاتا ہی

یاسمن پری بولی پھر مین جنون کی ساتھ وہان بھجواؤن اور اوس چشمے مین
نہلواؤن پیر مرد نے کہا فقیر خود جاتا ہی اور ابھی پھر آتا ہی جنون کی ساتھ
جانے مین ایسا نہو کوئی اور پیچ پڑجای بنا ہوا کام بگڑ جای یہ کہکر پہلے
شاہزادی کو سر دست اوٹھالیا پھر قمر طلعت اور سیّار کو دونون طرف
شانون پر بٹھالیا کہا چشم ظاہر مین بند کرلو بعد تھوڑی دیر کے فرمایا
لو آنکھین کھولدو آنکھین کھولتی ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ وہی کوہ ہے
وہی دور ہی مگر یہ راہ اور ہی یہ سمت اور ہی حدون مین فرق ہین ویسا
ہی وہان کی زمین غیر وزئی تھی یہان کی گلنار ہی بہار کا جوش ہے
پتا پتا گل در آغوش ہی سبزہ رگ یاقوت رمانی ہی جو نخل ہی چنار بدخشانی
ہی ہر کانٹا گلاب ہی ہر پتھر لعل خوش آب ہی کہین نافرمان ہی کہین
ارغوان گلبن عقیق شجری ہی ایک ایک پھول کی پتی مین سرخی کو ٹ کوٹکر
بھری ہی شفق اوسی کی پرتو رنگین کا بام ہی اوسی سرزمین کی عکس سے
بہار صبح و شام ہی جلوہ اسرار ذوالجلال ہین طائر بھی ہمہ تن لال ہین

چشمے مین چشم مخمور کی شان ہی موجون پر آنکھون کی سرخ ڈورون کا
گمان ہی حبابون سی اظہار جوانی ہی پانی ہی یا بادۂ ارغوانی ہی سرخ مچھلیونکا
جو عالم مین نشان ہی یہ اوسی چشمے کی ماہیت کا فیضان ہی اس چشمے کی
تعریف سی سیاہی شنجرف ہوگی سرخی حرف بحرف ہوگی اسکی
تعریف مین زبان قلم لال ہی مطلب پر آؤ کہ مدعا خیال ہی غرض پیر مرد نے
خورشید شاہ سی کہا لیجیے اس چشمۂ قدرت مین نہاکر سرخروئی حاصل
کیجیے غوطہ لگائیے اور باہر تشریف لائیے سبحان اللہ الہام تھا یا شاہ صاحب کا
فرمودا شاہزادہ یہ سنتے ہی تالاب مین کود اتہ پر پہونچکر جب پاون
قائم ہوئے تو پانی نے اوبھارا بالاے آب آکر لباس انسانی پہنا
جامۂ حیوانیت اوتارا وہ سطح آب مرأۃ الجمال تھا یا مرقع عالم مثال
پانی کی تاثیر نے کیفیت دکھائی آئینۂ سطح آب مین ہیئت اصلی نظر آئی
صاحب صورت نے اپنی صورت کا نظارہ کیا اور عکس صورت نے یہ اشارہ کیا
ع من نگر من نگر شاید کہ بشناسی مرا : شاہزادی نے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا

الحمد للہ واہ کیا اوسکی قدرت ہی واہ اسی طرح قمر طلعت اور سیّار بھی نہائی
وہ بھی فضل خدا ہیئت اصلی پر آئی پھر دیدۂ دیدار طلب بند کیی اب آنکھین
کھولین تو پردۂ قاف مین تھے ہر طرف غل ہوا کہ شاہزادہ ہیئت اصلی
آگیا پریزادون نے آکر شاہ صاحب کے قدم لیے ماتم نشینون نی شکر کے
سجدے کیے جسکی آرزو تھی خدا نے وہ صورت دکھائی شادیانے
بجے خوشی کی نوبت آئی فرحت کی نمود سی کلفت معدوم ہوئی مبارکباد کا
شور ہوا تہنیت کی دھوم ہوئی گلبدن پری نے خورشید گوہر پوش
سے کہا بس مجھے تو اسی کا انتظار تھا اپنا تو صبح و شام کوچ مقام ہی
اب یہ سلطنت تمہارے پاینام عورت پھر عورت ہی مرد رونق ریاست
ہی خدا نے سلطنت کا وارث بھیجدیا مجھے تردد سے فارغ البال کیا
شاہزادی نے کہا مین اپنی مان باپ کو ایک نظر دیکھ آؤن پھر جو حکم ہو
بجالاؤن چندی اور تامل کیجیے ابھی اس کارخانے کو یون ہی ہنوز دیکھی
ابتو وطن جانے کی لیے یہ صعوبت اوٹھائی ہی سراسر محنت بند بلا سی

رہائی پائی ہی شکر یہ اسکا یہی ہی کہ زیارت والدین کرون قضا کی پنجے سے
چھوٹا ہون تو واجب ہی کہ ادای فرض عین کرون ذکر ہو رہا تھا کہ اور
جاسوس بھی پھر کر آئے اور زمین خدمت چوم کر دعا و ثنا زبان پر لائے
ایک مخبر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خانہ زاد گوہر نگار مین بھی ہو آیا
مگر تمام شہر کو مرقع ماتم پایا حضرت ظل سبحانی ہمچشم پیر کنعان ہین کل
صاحبات محل نیمجان ہین خورشید شاہ نی کہا ہای ہای جسکے مان باپ کا
یہ حال ہوا وسے کیونکر قرار آئے المختصر تقریر جاسوس کی دلپر
تاثیر کر گئی آخر پھر عزیمت وطن ٹھہر گئی

عزم فرمودن شاہزادہ بانجانب وطن و دریافتن نگار
رسیدہ دیدن مادر و پدر ساختن از دیدار خود روشن

وہ بادہ پلا ساقی مہ جبین	کہ دی لذت جرعہ اولین
دکھا دور ساغر سے راہ ثواب	مناسب ہی اب رخصت آفتاب
کہین محو ہوتی ہے یاد وطن	کہان ہی بہشت برین کا چمن

نظر آئی کوثر کی موجون کا نور | نہ ٹھہرے گا دل بے شراب طہور
وہی ہو کہ ہو بر طرف ایکبار | یہ غربت یہ کلفت یہ رنج و خمار
یہ تفریق اور تفرقہ تا کجا | کہین رند ہین اور کہین میکدا
فرح بخش خاطر ہو وہ جام دے | طبیعت ہی پر کسل آرام دے
کہان تک یہ گردش یہ دوران سر | سفر ہو گیا ابتو مثل سقر
قیامت ہی ہر دم کی امید و یاس | پہونچ جائین منزل پہ منزل شناس
طلبگار فردوس ہین مے پرست | انھین ظل طوبی ہی وہ دار بست
وہی ہو زمانہ وہی دور نیک | کہ آخر باول ہی نسبت ہین ایک

کمر بستگان سفر خجستہ اثر کامرانی رہروان صراط مستقیم شادمانی مراجعت کنندگان وطن عیش و نشاط بازآیندگان خانہ مسرت و انبساط یعنی قافلہ سالاران اقلیم سخن رسانی سیاران ولایت خوش بیانی اس افسانہ عجیب و غریب اور یادگار روزگار کو اس طریق سے بیان کرتے ہین الحاصل جب عزم بالجزم کا گلبدن پری کو یقین ہوا

تو خورشید شاہ سی پوچھا کہ صاحبزادے جانیکی کیا سبیل ہی یہ بولے
خداوند عالم الکفیل ہے یہ سنکے وہ یامن کی طرف متوجہ ہوئی کہا کیون
صاحبزادی تم بھی جاؤگی وہ آنکھین جھکا کر چپکی ہو رہی مگر ملکہ نہ جبین
نے یہ بات کہی ہان حضور جائین گی جائینگی ضرور جائین گی اور یامن سے
بولی بہن اگلی باتین جانے دو اب تم ہم سبکی سرتاج ہو کیا یہ الفت
و محبت بھول جاؤن گی مین تو بے تمھارے قدم نہ اوٹھاؤن گی اوسکی تو
خاموشی اسپر گواہ تھی کہ یہ سب سی چار قدم پہلے جاوی گی گلبدن پری
سمجھ گئی وہ چشم و ابرو دیکھکر چپ ہو رہی ارماس جنّی کو بلوا کر کہا کہ
ایک تخت بارہ دری نما بنواؤ اور اوسپر ان سبکو بٹھا کر گوہر نگار مین
پونہچاؤ ساتوین دن وہ تخت تیار ہو کر آیا شاہزادہ اورنگ زیب کو
مع متعلقین اوس اورنگ پر بٹھایا وہ فوج جو طلسم مین گئی تھی جلوداری
مین آکر حاضر ہوئی گلبدن پری نے جب خورشید شاہ کے بازو پر
امام ضامن کی اشرفی باندھی ایک پڑیا سرمۂ سلیمانی کی بھی دی کہا

یہ محل جواہر قابل دیدہی تمھارے والدین کے لیے بہت مفید ہی یہ سہرہ لگایا
اور آنکھون مین نور آیا پڑیا احتیاط سی رکھو کہین راہ مین تلف نہو یہ آبدیدہ
ہوئی اور گلے سے لگایا شاہ صاحب نے فی حفظ اللہ کہکر ہاتھ ملایا دیوزادون
نے تخت کو بلند کیا اوس سریر سلیمانی کی روانی نے ہوا کو بند کیا سواری
سے قدرت باری عیان ہوئی فوج دریا موج رکاب سعادت مین روان ہوئی

سریر فلک تھا وہ زیبا سریر	سحاب کرم تھی وہ فوج کثیر
مہ مطلع حسن اوس دل مین تھا	کہے تو کہ خورشید بادل مین تھا
روان تھا ہوا پر وہ اور رنگ نور	وہان ایک تھی راہ نزدیک و دور
روان ہو سکے مثل تخت روان	نہ صرصر نہ بجلی نہ وہم و گمان
رہا چرخ مین چرخ حیران فلک	یہان سیر کی قاف سی قاف تک
وہی اوج اورنگ گردون وقار	نظر آگیا ملک گوہر نگار

خورشید شاہ نے دیوزادون سی کہا وہ جو آبادی اور اوسکے قریب صحرای
پر فضا ہی ملک گوہر نگار کی وہی نواح دلکشا اور جا نفزا ہی اوس طرف متوجہ ہو

اوس صحرا مین چل کر تخت کو اوتار دو دیو زاد تو ہوا سے طرفۃ العین مین
یہان سے وہان پہونچ گئے اوس ماہ سریع السیر کا مع فوج کوکب اوس
صحرا مین فرود ہوا ہر دام و دد وہ قدرت خدا دیکھکر سربسجود ہوا
خورشید گوہر پوش نے قمر طلعت سے کہا میری طرف سے حضرت کو
عرضداشت کرو اور تو کسی چیز کی ضرورت نہین ہی مگر کچھ زنانی سواریان
منگوا بھیجو ادھر سے سوار یہ عرضداشت لے کر پونہچا اودھر حضور مین
اس مضمون کا پرچہ گذرا کہ ایک تاجدار باجمعیت بیشمار فلان صحرا مین
وارد ہوا ہی مشہور تو یہ ہی کہ خورشید گوہر پوش ہی مگر قرینے سے
پایا جاتا ہی کوئی سلطان کشور کشا ہی اندیشۂ غنیم ہی مقام امید و بیم ہی
بادشاہ نے وزیرون سے فرمایا کہو تمھارے ذہن مین بھی کچھ آیا
یہ اور کوئی تاجور ہی یا میرا نور نظر ہی مگر دل کو بالیدگی ہی معلوم ہوتا ہے
یہ یوسف گم گشتہ وہی ہے دستور اعظم نے عرض کیا کرامات
بجا ہی خانہ زاد بھی پیش خود یہی سمجھا ہی اگر اور کوئی ملک گیر آتا تو زنانی سواریان

نہ منگوا تا ارشاد ہو تو جان نثار جاے اور بچشم خود دیکھ آے فرمایا اچھا وزیر
برای اطمینان روانہ ہوا اوسے تو اپنے بیٹے کی بھی لو لگی تھی فی الفور جاکر
شاہزادی سے ملازمت حاصل کی بیٹے کی بھی دیدار سے مسرور ہوا اس
تقریب سی رنج فرقت دور ہوا اللہ نے اون گلون کو دکھایا ماری خوشی
کے پھولا نہ سمایا کہا ہان جلدی سواریان لاؤ اور حضرت سی بھی یہ خوشخبری
کہتے آؤ پھر کیا تھا تمام شہر مین ہلڑ ہو گیا جا بجا چرچے ہوئے سب امیر و
فقیر مشتاق زیارت ہو کر دوڑے بس محلات مین جو صاحبات محل
اور دیوان خاص مین بادشاہ اور چند خواص رہ گئے اسی دن کی امید
تھی اسی وقت کا انتظار تھا زنانی سواریان ایک طرف کل جلوس
بادشاہی آکر موجود ہوا نوبتین بجنے لگین شہنائیان پھکنے لگین شاہزادہ
بھی سوار ہوا بگین بھی سوار ہوئین آگے شہزادے کا ہاتھی پیچھے تمام
ارکان دولت جیسے براتی جلوس مین کل حشم خدم خواصی مین
دستور لعظم ایک ہاتھ مین چنور لیے ایک ہاتھ مین چتر زر لیے

شور تھا باغ خزان دیدہ مین آئی ہی بہار | اس تجمل پہ فدا اس گل خندان پہ نثار
دن پھرے صید و اندوہ کی آئین گذرین | عیش کے ذکر ہوئی رنج کی باتین گذرین
دیکھنا شان خدا قدرت باری ہی یہ | آمد فصل جمین ہے کہ سواری ہی یہ
حسن صورت سی ہوئی دیدہ حیران روشن | ہوگیا یوسف گم گشتہ سی کنعان روشن
دلکو حیرت ہوئی آنکھون مین بصارت آئی | پھر جوانی نی کیا عود وہ ساعت آئی

غرض شان و شوکت دکھاتے سونا چاندی لٹاتے در دولت پر آئی زنانی سواریان تو محل مین اوترواديا شاہزادے کو دیوان خاص مین لائی نور چشم کے آنے سی بادشاہ کی آنکھون مین نور آیا سرمۂ سلیمانی بھی لگایا اور لخت جگر کو بھی گلے سے لگایا بیٹے کو لیکر محل مین گیا مانکا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہوا محل الجواہر سے اوسکی بھی آنکھین پر نور ہوئین کلفتین ایک عمر کی دور ہوئین بیٹے بہون سی گھر کی آبادی ہوئی عجب طرح کی شادی ہوئی منتین اور نذرین گذرنے لگین داد دہش عام ہوئی رعیت شاد کام ہوئی بادشاہ نے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور آپ گوشۂ اعتکاف مین آیا سلطنت جہان ہوئی

ریاست کی از سر نو شان ہوئی خورشید شاہ نے پہلی انتظام مملکت کیا
بعد ازان پردۂ قاف کی فوج کو انعام اکرام دے کر رخصت کیا بس شوکت دلاویز
نکتے تیرے جس طرح اللہ نے اونکے دن پھیرے کہتے سنتوں کے دن پھیرے

ہی محل عذر کا ای خامۂ جادو تقریر — عرض کر خالق عالم سی کہ ای رب قدیر
عالم وجد مین لکھے ہین یہ مضمون خلاف — تیری رحمت سی جوانی کی خطا مین ہو معاف
رحم کر رحم ترا نام ہی رحمان و رحیم — نظر لطف و کرم چاہیے ای رب کریم
مین گنہگار ہون او تو ہی غفور و توّاب — اپنے اعمال سی مجھ رند کو آتا ہی حجاب
حالت جذب مین کیفیت معقول کہان — مین کہان اور سخن دلکش و مقبول کہان
جلوۂ کشف نہ دل مین نہ زبان مین تاثیر — غیر ممکن ہی کہ ہو روح فزا یہ تقریر
قابل مدح تو یہ ذکر یہ مذکور نہین — ہو تری فضل سی مقبول تو کچھ دور نہین
خشک کانٹے تری رحمت سی گل تر ہو جائین — یہ خزف ریزۂ ناچیز بھی گوہر ہو جائین
خرقہ مین دیکھ کہ او سکو ہو پشیمان و ذلیل — نظر آئی نہ کہین قبح بجز حسن جمیل

تمت

تقریظ تصنیف کتاب بے نظیر مسمے بہ جادۂ تسخیر ریختہ قلم شاعر رنگین خیال تاثیر شیرین مقال شیوا بیان مقرر جادو اثر جناب حکیم محمد فتحیاب خان اخگر سلمہ

گلزار کائنات مین ہین یون ہزار گل	اون سب مین پنجتن ہی ہمیشہ بہار گل

سبحان اللہ حدیقہ آرائے گلشن کائنات و بہار پیرائے چمن موجودات نے نخل کلام کو اثمار مضامین تازہ بہ تازہ و ازہار خیالات نو بنو سے وہ مرقع آب و رنگ بنایا ہی کہ جسکی بہار کبھی خزان نہین ✤ ہر چند سطح چشم اس گلبن نضارت کے نظارہ سے دامن گلچین نہین مگر پردۂ گوش سبد گل فروش ہی یہ نیرنگ دیدہ بصیرت سے نہان نہین ✤ ہر ورق شجرہ وادیٔ ایمن کا اسی کی ضو سے طبق نور ✤ ہر حجر طور کا اسیکے پرتو سے کحل البصر مردمک حور ✤ بستان تحمید اسی کی آبیاری سے روکش گلزار ارم ✤ مرغولہ سبح قدس اسی کی گلکاری سے ترانہ ریز انا افصح العرب والعجم ✤ الحق اس نوباوۂ بوستان آفرینش نے آب حیات سے نشو و نما پایا ہی ✤ اسیواسطے تخم اسکا باغبان لم یزلی نے گوشۂ طبیعت مین لگایا ہی ✤ ہر چند دانہ ایک ہی مگر اختلاف زمین کی جہت سے اسکا بھی مختلف احوال ہی ✤ کہین درخت خشک ہی کہین تر و تازہ نہال ہی ✤ گلزار مین طبائع شعرائے عرب و عجم مین ثمر فشانی اس نخل کی مشہور ہی ✤ بہار دیار ہند کا بھی ہر زبان پر مذکور ہی ✤ فرق ہر فرق حصہ چشم امتیاز ہی ✤ ورنہ یک گل دوسرے پر تفاخر نہ ناز ہی ✤ اگرچہ ہر گل کے لیے بوے جداگانہ رنگ دگر ہی ✤ مگر شمیم حدائق ہند دل آویز تر ہی ✤ واقعی دستان سرایان اردو زبان ریاض بیان مین عجب آہنگ سے نغمہ پرداز ہین ✤ خوشگویان عرب کے نہ یہ رنگ

بلند خیالان عجم کے نہ یہ انداز ہین ✤ شاہد سخن کلام حضور ہی ✤ جو شاہد کلام مشہور
نزدیک و دور ہی ✤ جادۂ تسخیر بایستان ارم کی تصویر عین السطور طرۂ عارض حور ✤
بین السطور جداول عیون نور ✤ معانی بیان حروف جیسے جامۂ گل مین بوے
ولآویز ✤ مفہوم ہا بین الفاظ جسطرح پردۂ چشم مین نگاہ عشوہ ریز ✤ ہر ورق ورق گل ✤
ہر جملہ نغمۂ بلبل ✤ روانی طبع ہر فقرے سے آشکار ✤ باغ خلد مین جنبش باد بہار ✤ نام کا
فسانہ ✤ اصل مین بہار کا شانہ ✤ مضامین رنگین ✤ جلوۂ گل و ریاحین ✤ بندش الفاظ
حسن ترکیب آئینۂ خود پسندی ✤ ید قدرت کی قلم کاری گلشن فردوس کی چمن بندی ✤
عبارت سلیس ✤ زبان نفیس ✤ روزمرہ صاف ✤ ہر مقام محل انصاف ✤ جہان
باغ کا بیان ہی ✤ زبان عندلیب سرگرم داستان ہی ✤ روایت رزم ہنگامۂ
گیر و دار رستم ✤ حکایت بزم جشن نوشابہ و جم ✤ بیان صحرا اہل خرد کو دیوانہ بنائے ✤
داستان دریا خضر کو چشمۂ حیوان سے پھیر لائے ✤ جہان کوہ کا ذکر ہی ✤ وقف نظر
فضاے طور ہی ✤ بظاہر قصہ دلفریب ✤ بباطن اوستاد ادیب ✤ ورق ورق
علوم بلاغت کا سبق ✤ رموز معانی و بیان ہر جملہ مین درج ✤ تشابیہ نازک
استعارات لطیف ہر کلمہ مین خرج ✤ جسنے ایسا فسانہ خواب مین سنا ہو سنائے ✤
جسنے اسطرح کا کارنامہ بیداری مین دیکھا ہو دکھائے ✤ کیا بیان مین صفائی ہی
ثابت ہوتا ہی کہ زبان نے چشمۂ کوثر سے شست و شو پائی ہی ✤ طرفہ یہ کہ شاغل
مورد امر و امارت کثیر اندیشۂ ظہور ہمہم ہر زمان گریبان گیر ✤ خلوت مین پریرویان محرم
سو بسو کر خدمت بستہ ✤ جلوت مین مہمان و مساز چار زانو مؤدب نشستہ ✤
سازہاے دلنواز زمان زمان ایوان استراحت سے بلند صدا ✤ گاہ و بیگاہ ہنگام

رقص عنبرین مویان شیرین ادا + از صبح تا شام + ہاتھونکو داد و دہش سے کام +
بدو آفرینش سے الی الآن خاطر کو تشویش عطا فکر انعام + ایسے مین تحریر نثر کا
کسے دماغ + اوسپر یہ نثر رنگین رہین یک حرف بہار صد باغ + بادی النظر مین
بوستان خیال + بتعمق فکر سحر حلال + سطور چند مین بہار کائنات مستور ہی +
اگر اعجاز نہین تو خرق عادت ضرور ہی + ازانجاکہ یہ گل چیدہ اور گلشن انتخاب ہی +
تاریخ اتمام بھی اسکی ریاض سیراب ہی + قطعہ اللہ رے فصاحت کلام نواب

ممکن ہے کہ لکھ سکے کوئی اسکا جواب	یہ نثر ہے دلکشا و رنگین اسکی

اخگر تاریخ لکھ ریاض سیراب

بود تا گلشن فردوس یار رشک صد بستان	بہار خاطر نواب رشک صدارم بادا ۱۲۸۴

تواریخ آغاز فسانہ

قطعہ تاریخ تصنیف شاعر کہن اوستاد فن زبان دان باتوقیر جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر سلمہ اللہ تعالے

یہ حیدر علیخان بہادر نے خوب	لکھی عاشقانہ حکایت نئی
عجب لفظ و معنی ہین با آب و تاب	فصاحت نئی ہی بلاغت نئی
کہی اوسکی تاریخ مین نے اسیر	کہ قصہ ہے رنگین عبارت نئی ۱۲۸۳

قطعہ تاریخ طبع زاد سخنور مشاق یگانہ آفاق منشی سید اسمعیل صاحب متخلص بہ منیر

یم فیض حیدر علیخان بہادر	امیر معظم وحید زمانہ
چو تصنیف فرمود این قصہ نو	کہ در آب و تاب است و رنگانہ

معانی نایاب الفاظ شسته | بهر نکته صد شوخی آهوانه
زمن خواست تاریخ ختم کتابش | زدم غوطه در قلزم بیکرانه
منیر آمد این گوهر نو بدستم | پر یخانهٔ حسن نامی فسانه
۱۲۸۳

ولـه

چو گردید ختم این کتاب همایون | که یکسر بود جان جسم فصاحت
منیر انجمن سال ختمش نوشتم | زهی شمع مجلس طلسم فصاحت
۱۲۸۳

ولـه

قصه یہ بے نظیر ہے افسانہ لاجواب | دشوار وصف خامہ معجز نگار ہے
فقروں سے آشکار ہیں بجلی کی شوخیاں | ہر سطر نشتر رگ ابر بہار ہے
کہتا ہوں اس طلسم کی تاریخ امیر منیر | یہ داستان ہوش ربای ہزار ہے
۱۲۸۳

قطعهٔ تاریخ رقمزده کلک شاعر بے نظیر سخن سنج جادو تقریر منشی امیر احمد صاحب متخلص امیر

داستان حیدر علیخان بہادر نے لکھی | خاطر احباب مشتاقون کی دلجوئی ہوئی
صاحبان ذوق کے بیدار طالع ہوگئے | جاگ اوٹھی تقدیر اہل شوق کی سوئی ہوئی
کیا فصاحت کیا بلاغت ہی ہی لطف بیان | خلق کو مقبول یہ طرز سخن گوئی ہوئی
کیون نہ بخشے دیدهٔ و دل کو ثمر تاثیر کا | ہے یہ کھیتی تخم حسن و عشق سے بوئی ہوئی
مصرع تاریخ اوسکا یون لکھا مینے امیر | آب کوثر سے بلاشک ہی یان دھوئی ہوئی
۱۲۸۳

قطعهٔ تاریخ تصنیف منشی محمد عبد البصیر صاحب بلگرامی متخلص بہ حضور

دستگیر غربا پشت و پناہ عالم | سرور نکتہ رسان رمز شناس اور ذکی

خسرو ملک معانی و رئیس اعظم | قبلۂ اہل سخن والی و الا نسبی
ہین سخی ابن سخی اور امیر ابن امیر | خان خانان جہان سلسلہ جنبان علی
بیشۂ شیر خداوند جہان کے وارث | حضرت کلب علیخان بہادر کے اخی
ہمہ تن حکمت و ادراک بسان لقمان | سر بسر فہم و فراست ہین بزنگ سعدی
ہے یہ اک جادۂ تسخیر اونھین کی تصنیف | جسکے مانند کہانی کوئی دیکھی نہ سنی
ہے زبان کیا ہی فصیح اور بلیغ اسکی واہ | فیضیاب اس سے نہ کسطرح ہو روح فیضی
کیا عبارت مین روانی و صفا ہی دیکھو | شرم سے کوثر و تسنیم ہے پانی پانی
صفحہ صفحہ چمن باغ جنان ہے اسکا | رند و مومن کے لیے ہی یہ عجب خوشخبری
خوب ہاتف نے حضور اسکی کہی ہی تاریخ | چشم بد دور رہی گنجینہ بلاغت کا یہی

۱۲۸۳

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر فصیح و بلیغ ازلی شیخ محمد ذکی بلگرامی متخلص آزکی مرحوم

کرد چون تصنیف نواب سکندر احتشام | جم خدم حیدر علیخان آن رئیس نامدار
قصۂ دلچسپ و شیرین جادۂ تسخیر نام | گفت تاریخش ذکی آئینۂ باغ و بہار

۱۲۸۳

قطعۂ تاریخ تصنیف لطیف شیخ کلن صاحب باشندہ رام پور متخلص بہ عاشق ملازم سرکار

وہ چہ تصنیف حضرت عنقا | این چنین نامہ کہ ہست پر ز دقایق
پی تاریخ سال تصنیفش | گفت عاشق مذاق اہل شوق

۱۲۸۳ھ

ولہ

کیا عجب دلچسپ یہ افسانہ ہے | عشقبازی کی ہے سیدھی شاہراہ
سال ترتیب اوسکا عاشق نے کہا | گلشن بے خار ہے کیا واہ واہ

۱۲۸۳

از نتایج افکار ارکان جناب حشمت علیخانصاحب باشندہ دارالسرور رامپور متخلص بہ موجد

موجد جو ہوئی یہ نشر تصنیف | دل تھام کے رہ گئے سخنور

پوچھی ہاتف سے مین نے تاریخ | بولا کہ گل ریاض حیدری

قطعۂ تاریخ طبع زاد منشی آلہی بخش صاحب خوشنویس باشندہ امروہہ متخلص بہ عزیب

جب مرتب ہوا یہ افسانہ | سیر سے جسکی دلکو فرحت ہی | ہی عبارتمین طرفہ شیرینی
تشنہ کامون کی حقیقتین بجھے | اہل فن دم بخود ہین مثل کلیم | ہوش اوڑتے ہین غش کی صورت ہے
دیکھین گلرو اسے تو دل لہو | تازہ رنگ بیان الفت ہے | جسنے دیکھا ہی اک نظر اسکو
مثل تصویر محو حیرت ہے | کیا کہا جاے کیا ہی یہ تقریر | سحر ہی یا کہ یہ کرامت ہے
سال تاریخ کی تھی فکر غریب | اگرچہ مجکو نہین لیاقت ہے | آگیا یہ زبان پر مصرع

کچھ عجب نسخۂ محبت ہے
۱۲۸۳

ولہ

چو تصنیف فرمود افسانہ زیبا | جوان بخت و ذیجاہ مقبول دوران
پی سال ترتیب آن ہاتف از غیب | بگفتا بگو فکر حیدر علیخان

قطعۂ تاریخ زادۂ خاطر لالہ کنج بہاری لال متخلص بہ عاشق ملازم سرکار

دیکھکر حیدر علیخان کو یہ کہتا ہی جہان | زیب بخش مسند سرداری و خانی ہی یہ
صاحب سیف و قلم ابر کرم بحر نوال | رشک حاتم واقف سر سخندانی ہی یہ
نثر رنگین جادۂ تسخیر ہے اسکی لکھی | رو کش ارژنگ ہی وہ صورت مانی ہی یہ
صنعتین لفظون مین ہین فقرے سراپا ہین بلیغ | خسروی اعجاز ہی ارشاد خاقانی ہی یہ
سر جھکا آئینۂ زانو پہ جدم بہر سال | عقل نے مجھسے کہا بیکار حیرانی ہی یہ

خدمت نواب مین عاشق رسائی ہو اگر
عرض کر دینا کہ کیا تصنیف لاثانی ہی یہ
۱۲۸۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد میر لطافت علیصاحب ولد سید ظہور علیصاحب متخلص بہ لطافت باشندۂ مراد آباد ملازم سرکار حضرت مصنف فسانہ

سرکار نے داستان ایسی لکھی | توصیف سے عاجز ہین معانی آگاہ
تاریخ لطافت نے رقم کی اوسکی | لکھا یہ فسانہ خوب ماشا اللہ
۱۲۸۳

تواریخ اختتام فسانہ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب مظفر خانصاحب متخلص بہ گرم از ارشد تلامذۂ جناب محمد ابراہیم صاحب ذوق دہلوی مرحوم

نواب نے جب لکھا فسانہ | مطبوع جہان ہوا سراپا | ای گرم سخنورون کا بازار
کشمیر سے بڑھکے سر دپایا | ارباب سخن کو مین نے ہمدم | تاریخ کی فکر مین جو دیکھا
منظور ہوا یہ مجکو آخر | ہو طرز جدید کوئی پیدا | موصوف صفت کے صرف دو لفظ
تعلیم کیے خضر نے گویا | اعداد حروف کر کے تجویز | ہر ایک کو فارسی مین لکھا
پھر اونکے عدد بھی ہندسون مین | لکھے ترتیب سے دوبارا | جب جمع ہوئے وہ قاعدہ سے
اک در مراد ہاتھ آیا | اس طور پہ سال ختم قصہ | اردو دی بلیغ سے نکالا
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ تصنیف لطیف سخنور رنگین طبع آغا مرزا صاحب دہلوی متخلص بہ شاغل

گردید چو ختم این فسانہ | در ساعت نیک و وقت خرم | از حکم ولی نعمت خود
فکر سن و سال شب چو کردم | ہاتف دم صبح گفت شاغل | افسانۂ دلپذیر عالم
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ مسترشحۂ خامۂ نکتہ بنیاد آغا یوسف علی صاحب ایران نژاد متخلص بہ محوی

شد حکم ز سرکار پی گفتن تاریخ | تا مصرع برجستہ برون آید بے الم | در بحر تفکر چو زدم غوطہ یکایک
آمد بکف از فضل خدا گوہر سالم | اکنون تو بگو محوی محزون سن سال | افسانہ بسے خوب مصنف عالم
۱۲۸۴

قطعہ

قطعهٔ تاریخ تصنیف میان محمد حسین صاحب متخلص به نیّر

نواب عصمت حیدر علیخان فلک حشم — تصنیف ساخت جادهٔ تسخیر جون به اسم
نیّر بجست در سن تاریخ او ز دل — گفتا سروش غیب بخوان مظهر طلسم
۱۲۸۴

قطعهٔ تاریخ از نتائج افکار گوهر بار عباس خانصاحب مرحوم متخلص به عبّاس

گردید چو ختم این فسانه امسال — با فضل خدای پاک و لطف احمدؐ
این صوری و معنوی برآمد تاریخ — هشتاد و چهار و یک هزار و دو صد
۱۲۸۴

قطعات تاریخ طبع افسانه

قطعهٔ تاریخ تصنیف سخنور شیوا زبان شاعر شیرین بیان جناب فتحیاب خان متخلص بجگر

طبع شد کلام خاص آنچنانکه دل میخواست — وه چه خط پاکیزه خه چه صحت تحریر
رستم از سر اندوه بهر سال او جگر — میرسد ندا از غیب چاپ جادهٔ تسخیر
۱۲۸۸

قطعهٔ تاریخ تصنیف منشی محمد عبد البصیر صاحب متخلص به حضور

چھاپا ہے عجب قصهٔ دل چسپ یہ امسال — خواہان عوض نقد دل اسکا ہی زمانہ
دریای فصاحت اب اسی کو ہی عبارت — کہتے ہین اسے گوہر معنی کا خزانہ
ہر سطر ہی یا زلف پریزاد کا ہی دام — ہر نقطہ ہی خال رخ محبوب کا دانہ
ہاتف نے دم فکر کہی طبع کی تاریخ — مقبول عبارت ہی فسون ہی یہ فسانہ
۱۲۸۸

قطعهٔ تاریخ من تصنیفات سید مصطفی مرزا صاحب لکھنوی متخلص به رشید

کردا ین کتاب جمع چو نواب نامدار — رتبه شناس و صاحب لطف و کرم رئیس
گشتم ز فکر در پی تاریخ ای رشید — گفته خرد کتاب قصص طبع شد نفیس
۱۲۸۸

مقفی اور مسجع ابتدا سے انتہا تک ہے | فسانہ جسنے دیکھا ہو دیکھا ہو اس عبارت کا
سرور موجد اردو جو ہو تازندہ عالم میں | تو رخ پر اپنے بیشک کھینچیگا برقع ندامت کا
وفا مجھسے کیا ارشاد بہر سال ہاتف نے | لکھو عمدہ چھپا افسانہ یہ عشق و محبت کا
۱۲۸۹ھ

ولہ

کیا چھپا واہ جادۂ تسخیر | فقرہ فقرہ ہی جگا عشق انگیز | بھر تاریخ یون وفا نے کہا
یہ فسانہ چھپا محبت خیز
۱۲۸۹ھ

ولہ

فسانہ جادۂ تسخیر دیکھا | تو ہر اک بنگیا دیوانہ عشق | وفا نے طبع کی تاریخ لکھی
کہ لاثانی ہی یہ افسانۂ عشق
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ ریختہ کلک شاعر شیرین مقال ناثر ہمشیال مشہور دیار و امصار عالی منش مولوی غلام محمد خانصاحب اڈیٹر اودہ اخبار متخلص بہ میش

شہر یار مرتب فلک بارگاہ | سپہر کرم مہر عز و علا | وہ نواب حامد علیخان کہ جو | ہین مشہور سحر البیان خن شنوا
فسانہ او نھون نے لکھا لاجواب | کوئی کر سکے اسکی توصیف کیا | زبان آدمی کو نکی ہی یہان عقل و فہم | نہین یا طاقہ نطق سی آشنا
کیا شاہد معنی آراستہ | بطرز لطیف و بحسن ادا | وہ رنگ بیان رضا مین کا جوش | جسے دیکھکر رنگ چین کٹ گیا
عنادل کے لبسی گیا عشق گل | نسیم سحر سی عجب گل کھلا | اگر کہ کیونکہ پروانہ پر وا ہی شمع | زبان کیون نہ ہی شمع اپنی کٹا
جہانین ہی عشق چمن کو فروغ | گل و بلبل و شمع کا ذکر کیا | یہ آتش ہوئی یان تلک جان فزا | ہنگامہ بھی ہی شبستان جل اٹھا
عجب عاشقانہ فسانہ ہی یہ | کہ خود عشق بھی آپ شیدا ہوا | بڑا جلوۂ حسن جانسوز اور | ہوئی زیور طبع کی جب جلا
بہنجا ارباب فن تک ہی تمیش | مجھے فکر تھا سال تاریخ کا | خرد نے کہا یہ نگار ین کتاب | بمضمون دلچسپ ہی دلربا

خاتمۃ الطبع کتاب بے نظیر جادۂ تسخیر رنجیۂ قلم جادو رقم رشک قدسی و خاقانی منشی انوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

بعد حمد و ثنائے منعم حقیقی و شکر نعمت منعم مجازی تسلیم سہسوانی رقم پرداز ہی اور پرداز رقم پر ہزار ہزار جان سے صدقے ناز قربان انداز ہی مشتریون کو بشارت ہو شائقون کو مسرت کہ ایک معشوق سیہ جردہ چوچلون کا پتلہ سراپا ناز آتا ہی بلکہ واسطے تسخیر کلزمین خاطر غماز دل افروز کی لشکر بہار آتا ہی۔ یعنی ایک عمدہ کتاب لاجواب پذیرائے طبائع شیخ و شباب بمثل و بے نظیر اسم با مسمی جادۂ تسخیر نتیجۂ فکر تنومند کرشمۂ طبع بلند بہار خیال رنگین تکمنت اندیشہ متین رنجیۂ کلک جادو کار چکیدۂ خامۂ معجز نگار جان فصاحت جسم بلاغت حسن متانت لطف سلاست تاثر فصیح بیان ناظم شیوا زبان مطلع رنگین غزل فیضرسانی شاہ بیت قصیدۂ کامرانی سخن سنج و قدردان سخن گستر سپہر و مہنہ پرور خوش رو و خوش خو بہار بوستان عظمت و اجلال مہر سپہر شوکت و اقبال صولت بہروزی دولت فیروزی فروغ ناصیۂ ابہت و کامگاری نگین انگشتر شہرت و نامداری ستودہ اخلاق ممدوح آفاق پیرائے جوان بخت سزاوار تاج و تخت حاتم کرم یحیی شیم منشی نوال قاآن خصال دریادل نیسان احسان نواب محمد حیدر علیخان دام دولتہ و زاد صولتہ۔ مطبع نامی گرامی اودہ اخبار میں آئی رونق طبع پائی شاہد مراد نے دلخواہ آئینۂ ظہور میں صورت دکھائی۔ واضح ہو کہ بندے کو خوشنامد کا روگ چاپلوسی کا مرض نہین کسی سے کسی وقت اٹکتی اپنی غرض نہین نہ کسی سے خواہش امداد کی نہ کسی سے طلب داد کی نہ کسی کے وعدۂ مستحکم سے خرسند نہ کسی کے خلاف ورزی سے گلہ مند جو ہی لاف سے نفرت ہی گذاف سے سچ بولتا ہون پورا تولتا ہون ممکن ہی نہین کہ اچھے کو برا برے کو اچھا کہون

گویائی کی جگہ گونگا بنکر چپ ہون فی المثل اس کتاب کی تعریف مین قلم کا امتحان لونگا پیش رو
باندازۂ استعداد سخن گستری کے داد دونگا - لاحول ولاقوۃ کیا میں مجنون ہون کیا میری کائنات وہی مسالہ
چھوٹا منہ بڑی بات سر خروئی یہان محال ہی زبان ناطقہ لال ہی کسکی مجال کہ کچھ بولے
کسکا منہ کہ زبان کھولے کلام عاشقانہ درد آمیز فیچ کرنے کو چھری سے تیز نازک خیالی دل
لبھانے پر خوشگوئی آمادہ تنکے چنوانے پر ہر جگہ بول چال نیا جوبن دکھاتی ہی زبان ہی ازدنگی
آنکھ جھپکی جاتی ہی ہر فقرے مین بلا کی شوخی کہ طبع افسردہ کو پھڑکائے ہر جملے مین غضب کی
گرمی کہ دبی آگ کو بھڑکائے مضمون وہ کلبلاتے ہوئے کہ ہی مین چٹکیان لین محاورہ وہ صاف
صاف کہ جن پر انسان جان دین وہ چلبلی تشبیہین کہ عاشقون کو دیوانہ بنائین وہ اچپلی مزہ مین
کہ پہلوے خاطر مین گدگدائین چشم بد دور کنائے خوش چشمون کے اشارے صریر قلم سے بند
مست بلبل کے چہکارے بلاغت پوٹ پوٹ فصاحت پر عطار و لوٹ زبان کی نرمی اوس
مزے کی کہ منہ مین پانی بھر آئے بندش الفاظ نے وہ ہوا باندھی کہ دل چھوٹ جائے انوکھی
گڑہت نئے ٹھاٹھ کی ہر ترکیب ہی ہر ہر مبتدا کی خبر نکلتی قریب ہر ہر مصرع کے تیور خوبون کی چتون
آنکھین دکھائین استعارے مانند اللہ ندیدون کو چٹکی لگائین لفظ لفظ مین شوخی کوٹ
کوٹ کے بھری ہی جو مضمون ہی وہ اوڑتا ہوا پری ہی نثر مین نظم طعام مین نمک ہی روانی عبارت
چپنے کی لپک ہی عبارت سلیس الفاظ نفیس آمد طبع بہتا ہوا دریا ہر شعر سانچے کا ڈھلا ہوا جو
کہ مصنف نے اپنا نیا سکہ بٹھایا مرزا رجب علی بیگ مغفور مرحوم کا پرانا نقش اوٹھایا وہ ہندی کی چندی نکالکر
عجیب نقشہ اوتارا ہی کہ مدعی تک کہتے ہین کہ گھر بیٹھے میدان مارا ہی کتاب ہی کہ کوئی نیرنگ ہی
دیکھنے والے کا حال بیرنگ ہی عجیب فسانہ غریب نقل ہی ہوش گم ذنگ عقل ہی جہان زریں تحریر ہی
آب سخن دم شمشیر ہی مصرع مصرع خنجر خوش غلاف ہی صفحہ صفحہ کمین گاہ ہی مصاف ہی الحق یہ مصنف ہی کے آئے